رفیق السفر الی بلد خیر البشر



مؤلفہ

الحاج علامہ ابو الحسنات قادری خطیب مسجد وزیر خان لاہور

رفیق السفر

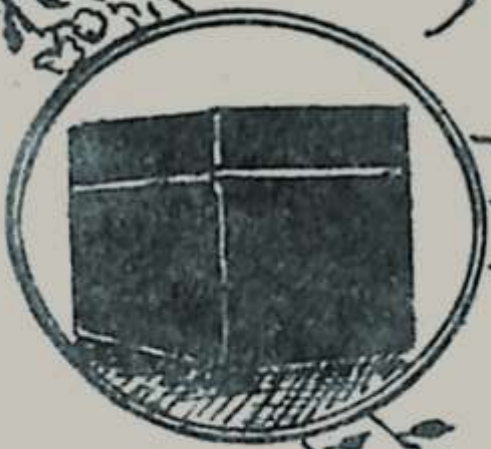

الی

بلد خیر البشر

مؤلفہ
ابوالحسنات قادری
خطیب مسجد وزیر خان لاہور



۲۰۱۰

(منشی طالبعلی پابند قریشی منیجر تعلیم ایجنسی لاہور نے انڈین پنٹنگ گورکھ کچہری روڈ لاہور میں چھپوا کر شائع کیا)

علامہ شاہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری

از۔ مولانا ابوماجد محمد شاہد عطاری مدنی

مفسّرِ قرآن حضرت علامہ شاہ ابو الحسنات سیّد محمد احمد قادری اَشْرَفی رحمۃُ اللہِ علیہ حافظ، قاری، عالمِ باعمل، بہترین واعِظ، مسلمانوں کے مُتَحَرِّک راہنما اور کئی کتب کے مُصَنِّف تھے۔

نام ونسب: آپ کا اسم گرامی سید محمد احمد ہے ابوالحسنات کنیت ہے، آپ پیدائش کے اعتبار سے الوری، نسب کے اعتبار سے سید رضوی مشہدی، فقہی مسلک کے اعتبار سے حنفی، روحانی سلسلے کی نسبت کے اعتبار سے قادری رضوی، چشتی نظامی، صابری، ناشوری، اشرفی، واحدی اور حامدی ہیں، آپ کے القابات غازی کشمیر، مفسر قرآن، شیخ الحکما والمتکلمین، علامہ شہیر، خطیب سحر بیان، صدرالعلماء، الغازی الکبیر، مفسر و محدث اور مصنف کتب کثیرہ وغیرہ ہیں، آپ شاعر بھی تھے اور آپ کا تخلص حافظ تھا۔

ولادت وتربیت: علامہ شاہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1314ھ مطابق 1897ء کو محلہ نواب پورہ، الور، راجستھان، ہند میں پیدا ہوئے، آپ اپنے والدین کے سب سے بڑے بیٹے تھے اس لیے آپ کی پیدائش سے خاندان بھر میں خوشی کی لہر توڑ گئی، دادا جان کے بھائی حضرت میاں صاحب مولانا صوفی سید نثار علی الوری رحمۃ اللہ علیہ نے علم و عمل اور لمبی عمر کی دعا فرمائی۔ آپ کو ددھیال سے حسینی اور ننھیال سے حسنی نسبت حاصل ہے، دادا جان حضرت مولانا سید نجف علی شاہ رضوی مشہدی حسینی عالم دین اور صالح شخصیت

اورناناجان حضرت سید سلامت علی حسنی باکرامت ولی اللہ تھے ،ماموں حضرت مولانا پیر سید مبارک علی شاہ حسنی عالم دین اور سلسلہ چشتیہ قادریہ کے شیخ طریقت تھے ،والدہ محترمہ سیدہ عصمت النساء عالمہ وصالحہ تھیں ،یوں آپ کا بچپن علم کی روشنی اور عرفان کی مہلک میں گزرا، آپ کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔

مدرسہ قوت الاسلام میں داخلہ : آپ نے اپنے والد گرامی امام المحدثین کے قائم کردہ مدرسہ قوت الاسلام میں داخلہ لے لیا،حافظ عبدالحکیم الوری ،حافظ امام عبدالغفورالوری سے قرآن پاک پڑھا ،مفتی سیّدزین العابدین الوری اور مولانا مرزا مبارک بیگ سے اردواور فارسی کی کتب پڑھیں اوراردووفارسی انشاءپردازی میں مہارت حاصل کی۔

فن تجوید وقرأت میں مہارت :ابتدائی تعلیم کے دوران اپنے والدصاحب کے استاذامام القراء حضرت قاری قادر علی رٹولوی سے فن تجوید پڑھی اور قرأت میں مہارت حاصل کی ، بعدمیں جب آپ لکھنؤ گئے تو حضرت مولاناسید عین القضاۃ حسینی حیدرآبادی لکھنوی سے تکمیل قرأت کے بعد سندحاصل کی ،پیرزادہ اقبال احمد فاروقی لکھتے ہیں:مولانا سید ابوالحسنات ایک عمدہ قاری تھے، قرآن پڑھتے تو لطف آجاتا۔

علوم وفنون کی تحصیل : 1908ء میں حفظ قرآن، تجوید وقرأت اوراردووفارسی انشاپردازی میں مہارت حاصل کرنے کے بعد اپنے والد گرامی سے اسلامی علوم وفنون کی تحصیل میں مصروف ہوئے ، مولانا ابوالحسنات قادری نے پندرہ سال کی عمرمیں جلالین ، تفسیری بیضاوی، کتب احادیث، منطق واصول فقہ اورادب عربی میں سبعہ معلقہ تک کی کتب پرعبورحاصل کرلیا۔

ٹیکنیکل کاموں میں دلچسپی: آپ پڑھائی کے ساتھ مشین سازی، رنگائی، کارپینٹری، گھڑی سازی، خیاطی اور ٹیلی فون کے کام سیکھ لئے۔ لیکن آپ نے ان مہارتوں کو اپنے روزگار کا ذریعے نہ بنایا بلکہ بوقت ان صلاحیتوں کو بروکار لاتے ہو اپنے گھر کے یہ کام خود کر لیا کرتے تھے۔

دورہ حدیث شریف: آپ نے دورۂ حدیث شریف اپنے والدگرامی امام المحدثین اور صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور مدرسہ نعیمیہ مرادآباد سے فارغ التحصیل ہوئے۔ حضرت شاہ ابوالحسنات ایک عرصے تک صدارالافاضل کی صحبت میں رہے، دلائل وبراہین سے مملو بیان کا یہ ملکہ آپ کو بھی حاصل ہوتا گیا۔ حضرت شاہ ابوالحسنات کو یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ انھوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے بھی درس نظامی کی منتہی کتب پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یوں انہیں اعلیٰ حضرت سے شرفِ تلمذ(شاگرد ہونے اعزاز)حاصل ہے۔

علم طب کا حصول: آپ نے علم طب مستند حکیم وحازق طبیب حافظ نواب حامی الدین احمد مرادآبادی کے علاوہ حکیم محمد حسین الوری سے بھی حاصل کیا، علم طب میں مہارت تامہ حاصل کر کے سند طب پائی، باقاعدہ نسخہ نویسی اور علاج معالجہ کی تربیت کا سلسلہ بھی ہوا، جب استاذ صاحب کو آپ پر کامل اعتماد ہو گیا تو مطب کرنے کی اجازت دے دی، آپ کی توجہ بھی علم طب کی جانب رہی اور زندگی بھر مطب کرتے رہے، علم طب میں آپ کی کئی تصانیف ہیں۔ آپ نے 26 سال کی عمر میں چار جلدوں پر مشتمل کتاب مونس الاطباء

ت

لکھی جس کا تاریخی نام اظہارالاسقام (1340ھ) رکھا۔اس کے علاوہ بیاض العوارض، ،بیاض الشفاء اوراکسیر احمدی بھی آپ کی تصانیف ہیں۔

بیعت اوراجازت سلاسل: آپ نے بیعت کاشرف تاجدار سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ اور سلسلہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ شیخ المشائخ،شبیہ غوث الاعظم حضرت سید علی حسین کچھوچھوی سے حاصل کیا اور خلافت کا شرف بھی پایا، آپ کو اپنے داداجان کے بھائی حضرت میاں صاحب مولانا سید نثار علی شاہ سے سلسلہ قادریہ راجشاہیہ اور سلسلہ چشتیہ صابریہ میں ، والد گرامی امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ رضوی نقشبندی سے بالخصوص سلسلہ نقشبندیہ میں ،اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان قادری اور حجۃ الاسلام مفتی حامد رضاخان قادری سے سلسلہ قادریہ میں اور پیر سیّد واحد علی شاہ الوری سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں خلافتیں حاصل تھیں۔

آستانہ نثاریہ الوریہ کے سجادہ نشین: حضرت میاں صاحب مولانا سید نثار علی شاہ قادری چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے 6 شوال 1331ھ مطابق 8، ستمبر 1913ء کو وصال فرمایا، آپ کے وصال کے بعد آستانہ عالیہ نثاریہ قادریہ چشتیہ کے سجادہ نشین حضرت علامہ شاہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ قرار پائے۔

شادی خانہ آبادی: زمانہ طالب علم میں سولہ سال کی عمر میں آپ کی شادی الور کے قریب شہر تجارہ میں ایک معزز فارسی مدرس مولانا حسین الدین صاحب کی نواسی ہوئی، اللہ پاک نے آپ کو چار بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا، ان میں سے ایک بیٹے مولانا امین الحسنات سیّد خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک بیٹی نے لمبی عمر پائی۔

ث

الور میں خدمات: آپ نے الور میں تقریبا چار سال گزارے اور دین متین کی خدمت بذریعہ بیانات وخطبات کرتے رہے، آپ کے بیانات پسند کئے جاتے تھے اور آپ ریاست کے مختلف شہروں اور قصبوں کا سفر کرکے اس کارِ خیر کو سرانجام دیتے تھے، آپ کے ان بیانات کا خاطر خواہ فائدہ ہوتا تھا جیسے محرم الحرام کے ابتدائی دس دنوں میں مسلسل آپ کے جلسے ہوتے جن میں آپ ذکر اہل بیت وواقعہ کربلا بیان کرتے اور محرم الحرام کی مروجہ بدعات اور خلاف شریعت کاموں سے بچنے کی تلقین کرتے۔ انجمن خادم الاسلام الور میں خدمات میں پیش کیں۔ گھریلو مصارف کو پورا کرنے کے لئے آپ نے مطب کا آغاز کیا۔

آگرہ میں قیام: 1920ء میں آپ آگرہ میں منتقل ہو گئے کیونکہ آپ کے والد گرامی جامع مسجد آگرہ کے امام وخطیب اور مفتی صاحب تھے، آپ نے گلی گلاب خانہ آگرہ میں مطب شروع کیا، اس میں آپ کو بہت کامیابی ملی، آپ کا خدمت مسلمین کا جذبہ رنگ لایا اور یہ مطب مسلمانوں کا طبی مرکز بن گیا۔ دینی خدمت کے طور پر ملک کے مختلف حصوں میں آپ کے بیانات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کی بنائی کل ہند جماعت رضائے مصطفی کے ساتھ مل کر اس کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

لاہور میں آمد: امام المحدثین نے علامہ شاہ ابوالحسنات کو 1345 ھ مطابق 1927ء لاہور آنے کا حکم ارشاد فرمایا، شرف ملت تحریر فرماتے ہیں: مسجد وزیر خاں لاہور کی خطابت سے امام المحدثین مولانا سید دیدار علی شاہ قدس سرہ سبکدوش ہوئے تو سر ظفر علی ریٹائرڈ جج ہائی کوٹ و متولی مسجد وزیر خاں نے بڑے اصرار کے ساتھ منصب خطابت مولانا

ج

ابوالحسنات کے سپرد کیا، چنانچہ مولانا آگرہ سے رختِ سفر باندھ کر لاہور تشریف لے آئے اور ہمیشہ کے لئے لاہور کے ہو کر رہ گئے۔

مسجد وزیر خاں میں خطابت اور انتظامات: حضرت شاہ ابوالحسنات بہترین خوش الحان قاری ،بہترین خطیب اور جدید و قدیم علوم پر کام دسترس رکھنے والے عالم دین تھے،لوگوں کی نفسیات کے مطابق تقریر کیا کرتے تھے ، آپ کا بیان اتنا دلچسپ اور دلنشین ہوتا تھا کہ سامعین ہم تن گوش ہو کر سنا کرتے تھے،جمعہ کی خطابت کے ساتھ آپ بعد نماز فجر درس قرآن اور بعد نماز عصر درس مثنوی بھی دیا کرتے تھے ان دروس میں آپ کا انداز نہایت دل نشین،عام فہم اور لہجہ بہت دھیما ہوتا تھا،فجر کے درس کے بعد یہ اپنے حجرے میں تشریف لے جاتے کچھ سامعین بھی آپ کی صحبت حاصل کرنے اور سوالات کے جوابات لینے آپ کے ساتھ ہوتے ،یہیں سوال جواب کا سلسلہ ہوتا، آپ متنازعہ سے متنازعہ مسئلے پر بھی ایسی میانہ روی سے روشنی ڈالتے کہ ہر بات سمجھ میں آجاتی، حتیٰ کہ اختلاف کرنے والے بھی خاموش ہو جاتے تھے، یہ نشست دو سے تین گھنٹے تک بھی جاری رہتی تھی، آپ بہترین منتظم بھی تھے، تمام ذمہ داریاں انتہائی محنت و لگن سے سرانجام دیا کرتے تھے۔

بزم تنظیم کا قیام: آپ نے مسجد وزیر خان کے انتظامات، جلسوں اور دیگر معاملات کو منظم کرنے کے لیے بزم تنظیم بنائی،اس کے صدر بھی آپ ہی منتخب ہوئے، آپ نے اس کا ایک شعبہ تصنیف وتالیف بھی قائم فرمایا ،جس کے تحت کئی کتب اور35ٹریکٹ (چھوٹے مذہبی رسالے)لکھوا کر شائع کروائے۔

تحریک قیام پاکستان میں حصہ: آپ دو قومی نظریہ کے زبردست حامی تھے اوراس کے لیے

ح

آپ نے زبردست کوششیں فرمائیں، اسی دو قومی نظریہ کے تحت مسلمانوں نے پاکستان بنانے کا فیصلہ کیا چنانچہ آپ نے تحریک پاکسان میں حصہ لیا بلکہ قائدانہ کردار ادا کیا۔

حج بیت اللہ کی سعادت: 1364ھ مطابق 1945ء میں آپ نے حج کی سعادت حاصل کی اور مدینہ شریف حاضر ہوئے، مواجہہ شریف کے سامنے دیدار کی تمنا لیے قصیدہ بردہ شریف پڑھتے رہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے اس عاشق پر کرم فرمایا اور زیارت سے نوازدیا۔ مدینہ شریف میں قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی اپنے گھر دعوت دی چنانچہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں: 11 ذیقعدہ 1364ھ مطابق 16، اکتوبر 1945ء یوم چہارشنبہ، آج مولانا ضیاء الدین کے ہاں بعد ظہر کی دعوت ہے، مولانا کی دعوت میں کڑھی، گوشت سادہ، گوشت گھیا، چٹنی، نہایت لذیذ کھیر، خمیری روٹی یعنی عیش اور دودھ کی چائے۔ مفتی اعظم ہند مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کی دعوت کی، یہ دعوت 6 ذوالحجہ 1364ھ کو سید محمود حافظ محلہ مسفلہ میں ہوئی، چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: مَیں احمد بخش کو ساتھ لے کر گیا، کھانا ہم کھا چکے تھے، لیکن مصطفی میاں کے حکم کی تعمیل میں دعوت میں شرکت کی، اس دعوت میں قاضی القضاہ دمشق اور خطیب شام اور علماء مصر اور قاری شریک تھے آپ تحریر فرماتے ہیں: مجلس نہایت مہذب اور شاندار تھی، شامی خطباء اپنی اپنی تقریروں میں خطبہ دے رہے تھے۔ مصری قراء اپنا اپنا فن تجوید دکھا رہے تھے، جاوی خطیب صاحب کی قرأت مجھے خاص طور پر پسند آئی۔ آپ نے اس سفرنامے کو تحریر فرمایا جو دوسو (200) سے زائد صفحات پر رفیق السفر الی بلد خیر البشر کے نام سے شائع

خ

ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد ملی خدمات: ☆آل انڈیا سنی کانفرنس کے تحت علماو عوام اہل سنت نے جس جاں سوزی و قربانیوں سے کام کیا اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی، قیام پاکستان کے بعد اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ ایک ایک ایسی جماعت بنائی جائے جو اہل سنت وجماعت کو منظم کرنے کے ساتھ سنی کانفرنس کی طرح ملکی وملّی مسائل کے حل کے لیے بہتر رہنمائی اور جدوجہد کرے ،چنانچہ غزالی زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ صاحب نے جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں 26تا28مارچ 1948ء کو سنی کانفرنس کے تمام قائدین وکارکنان کا ایک اجلاس رکھا،جس میں جمعیت علمائے پاکستان کے قیام کا فیصلہ ہوا، اتفاق رائے سے اس کے مرکزی امیر(صدر)حضرت شاہ ابوالحسنات قادری اور مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ کاظمی طے پائے۔اس کے بعد آپ نے تنظیمی سیٹ کو مضبوط کرنے کے لیے ملک بھر کا دورہ کیا،ضرورت محسوس کی گئی کہ اہل سنت کو صحیح خطوط پر منظم کرنے کے لیے مشائخ کی سرپرستی ضروری ہے چنانچہ جمعیۃ المشائخ بنائی گئی،7مئی 1948ء کو لاہور میں مشائخ کانفرنس اور ملک بھر میں یوم شریعت منایا گیا۔☆قیام پاکستان کے بعد1948ء میں کشمیری مسلمانوں پر ظلم وستم کے دل ہلادینے والے واقعات نے مسلمانوں کے دل چھلنی کردیئے،یہی وجہ ہے کہ آزادیٔ کشمیر کے بغیر پاکستان کی آزادی ادھوری نظر آنے لگی،ملک عزیز کے مسلمانوں نے تحریک کشمیر میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا،حضرت شاہ ابوالحسنات نے اس جہاد میں بھرحصہ لینے کا اعلان فرمایااور غازیان کشمیر کی مدد کے لیے ایک زبردست تحریک چلائی،7مئی1948ء کو

د

یوم شریعت منایا اس کے ساتھ ہی کشمیر فنڈ مہم بھی شروع کی گئی، عوام نے دل کھول کر کشمیر فنڈ جمع کرنے میں حصّہ لیا، آپ علمائے اہل سنت کے ہمراہ کئی مرتبہ محاذ کشمیر پر گئے اور ولولہ انگریز تقریریں کر کے مجاہدین کے حوصلے بڑھائے، سامان رسد اور دیگر ضروریات جمع کر کے پہنچائیں، اسی طرح ملک بھر میں کشمیر کاز کے لیے جلسوں کا سلسلہ ہوا جیسے 26 دسمبر 1948ء کو بیرون موچی دروازہ عظیم الشان جلسہ ہوا، 5 مارچ 1949ء موچی دروازہ میں کشمیر کانفرنس ہوئی جس میں دو نشستیں تھیں، صدر کشمیر بھی شریک ہوئے اور لاکھوں روپے کا سامان اکٹھا ہوا۔ 15، اپریل 1949ء کو یوم کشمیر بنایا گیا آپ کی ان کوشش بر مالا اعتراف کرتے ہوئے پریزیڈنٹ کشمیر، پاک فوج اور کشمیر کے وزیر دفاع نے آپ کو شکریہ کے مکتوب بھیجے، آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے علمائے اہل سنت نے آپ کو غازیٔ کشمیر کا لقب دیا۔ ☆ رد قادینیت کے کل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی گئی جس کے صدر حضرت شاہ ابو الحسنات منتخب ہوئے، مجلس عمل نے 23 جنوری 1953ء کو پاکستانی وزیر اعظم سے مل کر اپنے مطالبات پیش کئے، اور اس موضوع پر پاکستان بھر میں جلسے اور کانفرنسیں منعقد کی گئیں، 26 اور 27 فروری 1953ء کی درمیانی شب 3 بجے دیگر علماء کے ہمراہ آپ کو گرفتار کیا گیا اور ایک سال کی سزا سنائی گئی۔ کراچی جیل سے حیدر آباد جیل اور پھر سکھر سنٹرل جیل منتقل کر دیا گیا۔ بعد ازاں سکھر سے لاہور سینٹر جیل منتقل کر دیا گیا۔ جیل میں علامہ ابو الحسنات کو جب یہ اطلاع دی گئی کہ ان کے اکلوتے فرزند مولانا سیّد محمد خلیل احمد قادری مدظلہ کو تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے پر پھانسی کی سزا دے دی گئی ہے تو آپ نے بے ساختہ کہا، الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے

ذ

میرا یہ معمولی ہدیہ قبول فرمایا لیا ہے، بعد میں پتا چلا کہ کہ قید کیا گیا تھا اور موت کی سزا بھی سنائی گئی تھی مگر پھانسی نہیں دی گئی ۔ آپ نے ایک سال جیل میں گزارا، ان اسیری (قید) کے ایام میں آپ نے قرآن پاک کی تفسیر "تفسیر الحسنات" لکھنا شروع کی اور آزاد ہونے کے بعد اسے مکمل فرمایا۔ بحر حال یہ تحریک وقتی طور پر رک گئی، 1974ء میں دوبارہ چلی تو کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور 7 ستمبر 1974ء کو مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

شاہ ابو الحسنات بطور شاعر: حضرت شاہ ابو الحسنات کے والد گرامی علامہ سید دیدار علی شاہ الوری صاحب دیوان اردو اور فارسی شاعر تھے، دیوان دیدار یہ فارسی اور دیوان دیدار اردو دونوں شائع شدہ ہیں، ان کی یہ خصوصیت آپ کے صاحبزادے شاہ ابو الحسنات میں بھی منتقل ہوئی، علامہ ابو الحسنات بہترین شاعر تھے، آپ کے تین شعری مجموعے مخمس حافظ، مسدس حافظ اور دیوان حافظ الوری (اردو) آپ کی اس فن میں مہارت تامہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں، بقول غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ علم وادب اور شعر و سخن کے اعتبار سے بھی آپ ایک انجمن تھے۔ آپ صاحب طرز انشاء پرداز اور مستند و مسلم سخن ور تھے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ شعر وادب کی دنیا میں آپ ایک روشن مینار تھے۔

تحریری خدمات: حضرت شاہ ابو الحسنات قادری مفسر قرآن، بہترین ادیب اور صاحب دیوان شاعر تھے، آپ اردو، فارسی اور انگریزی پر خاصی دسترس رکھتے تھے، فقہ پر بھی عبور حاصل تھا، آپ نے کئی فتاویٰ بھی لکھے جس کی جید علمائے کرم نے تصدیق فرمائی

ر

،میری معلومات کے مطابق آپ نے 58 کتب ورسائل تحریر فرمائے۔ تفسیر الحسنات (8 جلدیں)، کشف المحجوب ترجمہ کلام المرغوب، طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ، اسلام کے بنیادی عقائد، اوراق غم ،اظہار حقیقت برماتم اوراق غم، مجموعہ رسائل ابوالحسنات ،سیرت امام اعظم ،تاریخ وجمع قرآن وسنت، گریجویٹ خاتون اور مولانا، التیمم کے فضائل ومسائل، استمداد از عبادالرحمن ، شمیم رسالت (خوشبوئے رسالت)، رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمہتجدین، مثنوی فرشتہ رحمت وانجام محبت، رد قادیانیت پر کتب، ☆اکرام الحق کی کھلی چھٹی کا جواب، مرازئیت پر تبصرہ، کرشن قادیانی کے بیانات ہذیانی ، صبح نور، الناصح، معراج المبارکہ، لیلۃ البرأتہ واستغفار، علم غیب لسان، گنجینہ ایمان، علماء قدسی، میلاد مبارک خاکساری مذہب اوراسلام، مشرقی کا غلط مذہب، مشرقی کی انوکھی منطق ،صادق الخبر، مطہر الاسرار، بزم احباء ، آپ بیتی ،بستان شریعت ، التبیان، قراطیس المواظ ، براہین حنفیہ ،بیاض الشفاء، فضائل الشہور، فتاویٰ حنفیہ ، تادیب الادیب ۔ القول المنیر فی احکام المزامیر، تنقیح الاسلام فی ثبوت توافق الحکمت والاسلام ،بلوغ المرام فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سرگزشت بلاکشان محبت وغیرہ

آل اولاد: اللہ پاک نے آپ کو چار بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا، ان میں سے ایک بیٹے مولانا امین الحسنات سیّد محمد خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ۔

وصال پرملال: آپ نے 2 شعبان 1380ھ بروز جمعہ مطابق 20 جنوری 1961ء کو لاہور میں وصال فرمایا۔ آپ کی تربت مزار داتا حضور کے مشرق میں چند قدم پر ہے جس پر سفید سنگ مرمر لگایا گیا ہے، اس پر جو سفید کتبہ ہے اس پر اسم جلالت ،کلمہ شریف، نبی

پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اسم گرامی اور آیت الکرسی کے علاوہ یہ تحریر ہے:

صابر وشاکر مفسر عالمِ دین متین		فکر تھی تاریخ کی آئی ندا احمد لکھنو
بے نظیر و بے مثال لاجواب والا کلام		واصل حق ہوگئے وہ ہادی ذی الاحترام

آفتاب شریعت ماہتابِ طریقت مجاہد ملت غازی کشمیر حکیم الامت ختم نبوت بطل حریت

امام اہلسنت مشہور زماں مفسر قرآن حافظ قاری

علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری نور اللہ مرقدہ

تاریخ وصال ۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء بروز جمعۃ المبارک مطابق ۲ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ

منجانب فقیر قاری امین الحسنات سید خلیل احمد قادری اشرفی امیر جامعہ حسنات العلوم

نزد مسجد وزیر خان لاہور

رفیق السفر الی بلد خیر البشر

سفر نامہ ادب کی وہ صنف ہے جس میں بیک وقت مشاہدہ بھی ہوتا ہے، معلومات بھی، جذبات بھی اور تاریخ بھی۔ لیکن جب کوئی سفر نامہ محض جغرافیائی منازل کی داستان نہ ہو بلکہ اس کا ہر صفحہ روحانی کیفیات، علمی تحقیقات اور دینی رہنمائی سے لبریز ہو تو وہ ادب کی حدوں سے نکل کر ایک مستقل علمی و دینی سرمایہ بن جاتا ہے۔ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کا سفر نامہ "رفیق السفر الی بلد خیر البشر" ٹھیک اسی نوعیت کی تصنیف ہے۔

یہ سفر نامہ شوال المکرم 1364ھ مطابق ستمبر 1945ء کے اس مبارک سفر کی روداد ہے جب علامہ ابوالحسنات قادری نے فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے لاہور سے روانہ ہو کر بلدِ خیر البشر مکہ مکرمہ اور مدینۃ الرسول کا قصد فرمایا۔

"رفیق السفر الی بلد خیر البشر" اپنی ترتیب اور مشتملات کے اعتبار سے اردو سفر نامہ نگاری کی روایت میں ایک منفرد اور جامع اضافہ ہے۔ مؤلف نے اس کتاب کو محض سفر کے احوال تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس میں فقہ، تاریخ اور ادب کی ایسی دلکش آمیزش کی ہے جو ہر طبقے کے قاری کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

سفر نامہ کے آغاز سے قبل مؤلف نے فلسفۂ حج پر ایک بصیرت افروز بحث قلمبند کی

ش

ہے، اس کے ساتھ ادعیۂ مأثورہ کا ایک جامع مجموعہ بھی شامل کیا گیا ہے جو آغازِ سفر سے اختتامِ حج تک کے ہر مرحلے کا احاطہ کرتا ہے۔ احرام کے احکام، حج کی اقسام، ممنوعاتِ احرام، مباحاتِ احرام، اقسامِ طوافِ سبعہ اور اعمال و ارکانِ حج کی اصطلاحات کو اتنی وضاحت اور سلاست سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ حصہ اپنی جگہ ایک مستقل حج رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔ خانۂ کعبہ کے طواف، دعائے ملتزم، مقامِ ابراہیم اور زیارتِ مدینہ منورہ کی دعاؤں کو جس ترتیب اور اہتمام سے جمع کیا گیا ہے وہ اس کتاب کی ایک بیش قیمت خصوصیت ہے۔

18 ستمبر 1945ء بروز منگل شروع ہونے والے اس سفر کی روداد میں کراچی، ہوا بندر کراچی، عدن، کامران، جدہ، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے احوال تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ مؤلف نے راستے کی ہر منزل کو، خواہ وہ رابغ ہو یا جدہ، ادبی چاشنی اور علمی معلومات کے ساتھ پیش کیا ہے۔ جدہ کے حالاتِ شہر اور مزارِ حضرت حوا کا تذکرہ ہو، یا مدینۂ رسول کی روحانی کیفیات اور مسجدِ قبلتین کا بیان، ہر صفحے پر قلم کی روانی اور دل کی سوز یکجا نظر آتی ہے۔

مکہ مکرمہ کے مقدس مقامات (صفا و مروہ، حجرِ اسود، رکنِ یمانی، حطیم، میزاب، مصلائے ابراہیم، بیت العتیق اور غلافِ کعبہ) پر معلوماتی اور تاریخی گفتگو کی گئی ہے۔ اسی طرح آبِ زمزم کے آداب، مکہ معظمہ کی آبادی کی ابتدا، غارِ حرا، جبلِ نور اور منیٰ کی ضروری ہدایات کو بھی جامعیت سے یکجا کیا گیا ہے۔

سفر کے دوران پیش آنے والے پر لطف اور قابلِ یادداشت واقعات سفر نامے کو بوجھل علمیت سے بچا کر ایک دلچسپ اور قابلِ مطالعہ تخلیق بناتے ہیں۔ مکہ مکرمہ کے سکوں کی تفصیل اور مختصر تاریخِ عدن جیسے موضوعات مؤلف کی ہمہ جہت علمی نظر کا پتہ دیتے ہیں۔

سفر نامہ کی علمی، ادبی اور تاریخی اہمیت کے پیشِ نظر عظیم محقق و مصنف، رکنِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی دامت برکاتہم العالیہ نے اسے اسکین کروانے اور پی ڈی ایف کی صورت میں افادۂ عام کے لیے شیئر کرنے کا حکم فرمایا۔

اب یہ عظیم سفر نامہ آپ کی دسترس میں ہے، پڑھیے اور تصور ہی تصور میں فضائے حرمین میں جھومیے۔

راشد علی عطاری مدنی

ناظم و ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ

23 جون 2026ء

ض

فہرست مضامین: رفیق السفر الی بلد خیر البشر

عنوان	صفحہ نمبر
فلسفۂ حج	۱
ادعیہ ماثورہ شروع سے آخر سفر حج تک	۲
احرام کے احکام	۴
حج کی اقسام	۴
عظمت حرم شریف	۶
اصطلاحات ممنوعات احرام	۷
اقسام طواف سبعہ	۱۲
نقشہ جنایات	۱۳
مباحات بحالتِ احرام	۱۳
اصطلاحات اعمال وارکان حج	۱۴
دعا: طواف خانہ کعبہ	1
دعاء الملتزم	12

دعا: مقام ابراہیم	14
دعائیں: زیارت مدینہ منورہ	16
سفر نامہ (شوال المکرم 1364ھ-18 ستمبر 1945 منگل)	36
کراچی شہر	42
ہوا بندر کراچی (کلفٹن کا قدیم نام)	56
مکہ مکرمہ کے سکوں کی تفصیل	86
عدن	90
کامران	95
ایک پر لطف واقعہ	101
جدہ (26 شوال 1364-4 اکتوبر 1945 جمعرات)	107
حالات شہر جدہ	115
مزار حضرت حوا	119
روانگی بسوئے مدینہ منورہ	122
رابغ منزل سوم	124
عید دوشنبہ	130

مدینۃ الرسول	134
مسجد قبلتین	145
محاورات لسانیہ	150
ایک واقعہ قابل یاد داشت	156
ایک عجیب کرم	158
مسجدِ اجابت	162
سفر واپسی از مدینہ منورہ بمکہ معظمہ	177
تفصیل مقام صفاو مروہ و حجر اسود و رکن یمانی و حطیم و میزاب و مصلے ابراہیم علیہ السلام و بیت العتیق و غلاف کعبہ الحرام	184
جبل صفاو مروہ	192
مختصر حال بناء کعبہ شریف	193
ممبر خطیب حرم	200
آداب زم زم شریف سے پانی پینے کے	203
مکہ معظمہ کی آبادی کی ابتدا	203
غلاف کعبۃ اللہ شریف	206

مختصر فضائل حجر اسود شریف	207
مختصر فضائل میزاب رحمت	212
منا کے متعلق چند ضروری ہدایتیں	234
غارِ حرا	237
جبل نور	237
سفر آخری	249
مختصر تاریخ عدن	267
قاصد ختم الرسل	287
اعتذار از جانب مؤلف	291
قطعۂ تاریخ از مؤلف	292

فلسفۂ حج

حج اسلام کے ارکانِ خمسہ سے ایک رکن ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ صوم وصلوٰۃ میں جہاں عبادت بدنی ہے وہاں زکوٰۃ میں عبادت مالی ہے۔ مگر حج وہ فریضہ ہے کہ اس میں عبادت مالی وبدنی دونوں موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حج کو مشابہ جہاد فرمایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مستورات کو حکم دیا کہ (تمہارا حج ہی تمہارا جہاد ہے) بخاری شریف + حج فرض ہے خواہ مرد ہو یا عورت حج کرنا اس پر بشرط استطاعت وامن طریق فرض ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے

آیہ کریمہ نمبر ۱:۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔

نمبر ۲:۔ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ

حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ وَمَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ +

خلاصہ آیات کا یہ ہے کہ حج میں فحش کلامی۔ جھگڑا فساد منع ہے۔

آیہ کریمہ اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ +

۲۔ ادعیہ ماثورہ شروع سفر سے آخر حج تک

نمبر ۱	گھر سے نکلتے وقت پڑھے	بِسْمِ اللّٰہِ وَتَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔
۲	اعزا سے رخصت ہوتے وقت	اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ ۔
۳	جہاز پر سوار ہونے وقت	بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔
۴	احرام عمرہ کے وقت	اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ
۵	احرام حج و عمرہ کے وقت	اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ لَبَّیْکَ الخ

تلبیہ جو ہر موقع اور کعبۃ اللہ کے طواف کے وقت اور بعد احرام ہر وقت پڑھتے رہنا چاہیے۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ۔

نقشہ اُن دعاہائے ماثورہ کا جو ابتدائے سفر حج سے جہاز میں سوار ہونے تک پڑھنی مستحب ہیں

ہدایات:۔ نمبر ۱۔ قبل از سفر مسائل حج معلوم کرے۔

نمبر ۲۔ سفر کے لئے اتنا زادِ راہ ہمراہ رکھے کہ اپنی ضروریات کے بعد غربا و فقرا کی مدد بھی کر سکے۔

نمبر۲۔ راستہ میں آتے اور جاتے کسی سے حق و ناحق جھگڑا فساد نہ کرے۔

نمبر۳۔ پنجشنبہ یا دوشنبہ کو یہ سفر شروع کرے۔

نمبر۴۔ گھر سے باہر آنے سے قبل کم از کم سات محتاجوں کو کچھ صدقہ دے اگر قربانی کرے تو بہتر ہے پھر دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں بعد الحمد شریف قل یا ایھا الکافرون دوسری رکعت میں قل ھو اللہ پڑھی جائے۔ پھر یہ دعا پڑھکر روانہ ہو۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ وَالْاَصْحَابِ وَالْاَخْوَانِ اِحْفَظْنَا وَاِیَّاھُمْ مِنْ کُلِّ آفَۃٍ وَعَاھَۃٍ ۞

جب مکان کے دروازے پر آئے تو سورۂ انا انزلنا پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَبِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَدِیْنِیْ اَللّٰھُمَّ بِکَ انْتَشَرْتُ وَاِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَبِکَ اعْتَصَمْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ التَّقْوٰی وَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَوَجِّھْنِیْ لِلْخَیْرَاتِ اَیْنَمَا تَوَجَّھْتُ ۞

مکان سے باہر آکر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۞

ہر ایک سے رخصت ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ وَاَقْرَءُ عَلَیْکَ السَّلَامَ ۞

کشتی اور جہاز میں سوار ہوتے وقت یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیہَا وَمُرْسٰہَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔

احرام کے احکام

احرام عبادت ہے۔ وقت معیّن تک اپنے اوپر بعض حلال امور کا حرام کر لینا۔ اور یہ دو چادر نادوختہ باندھنا ہے اور مقام معیّن سے شروع ہوتا ہے ایک چادر تہبند کے لئے اور ایک چادر بالائے دوش ڈالنے کے لئے ہونی چاہیئے۔ اگر ایک کپڑا چادر تہبند کا ہو کہ آدھا باندھ کر آدھا اوڑھ لیا جائے تب بھی جائز ہے۔ لیکن طول و عرض میں سلا ہوا ہرگز نہ ہو۔ عورتوں کے لئے احرام میں لباسہائے دوختہ پہننے جائز ہیں۔ ان کا احرام صرف ایک رومال سے سر باندھ لینا ہے۔ مرد عورت دونوں کو کپڑا چہرے پر رکھنا منع ہے مرد کو سر ڈھانپنا بھی نہیں چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ مستورات کے لئے ایک پنکھا جس کے دو کناروں پر ڈوری لگی ہوتی ہے۔ کراچی اور جدّہ میں ملتا ہے وہ پیشانی سے باندھ لیا جاتا ہے۔ تاکہ نقاب چہرہ سے علیحدہ رہے۔ احرام کا کپڑا سفید افضل ہے۔ ورنہ ہلکا پختہ رنگ بھی جائز ہے۔ احرام کرتے وقت چادر تہبند کو عطر سے خوشبودار کر لینا سُنّت ہے۔

حج کی تین قسم ہیں۔ (۱) تمتع (۲) قِرَان (۳) اِفراد۔

حج تمتع یہ ہے کہ احرام کرتے وقت یہ نیت کرے ۔ کہ صرف بیت اللہ شریف پہنچنے تک احرام رکھوں گا ۔ اس میں یہ آسانی ہے کہ بیت اللہ شریف پہنچ کر طواف قدوم کرکے دو رکعت نفل واجب الطواف پڑھ کر سعی صفا و مروہ سے فارغ ہو کر اپنے سر کے داہنی جانب سے کچھ بال منڈوا لے یا کٹوا لے یا تمام سر منڈا لے جو افضل ہے ۔ اس کے بعد احرام کھول کر اپنے روزمرہ ملبوس میں رہے ۔ اس سے دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ احرام کھولنے کے بعد تمام قیودِ احرام اس پر سے اٹھ جاتی ہیں ۔ پھر جب عرفات شریف جانے کی تاریخ آتی ہے ۔ تو پھر احرام کرنا پڑتا ہے ۔ اس کی نیت یوں کرے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْہِ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی ۔

حج قران یہ ہے کہ عمرہ اور حج کے لئے احرام کیا جائے ۔ یہ اول یوم احرام سے بعد الفراغ حج کعبۃ اللہ میں واپس آنے تک ایک ہی احرام رکھنا پڑتا ہے ۔ اس کی نیت یوں کرے ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْھِمَا وَبَارِکْ لِیْ فِیْھِمَا نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِھِمَا لِلّٰہِ تَعَالٰی ۔

یہ احرام تمام احراموں سے افضل ہے ۔ مگر اس میں کم از کم ۱۹ ذی قعدہ سے ۱۲ ذوالحج تک پابند رہنا پڑتا ہے ۔ اور جو لوگ شوال میں مکہ معظمہ پہنچ گئے انہیں

یلملم سے احرام کرنے کے بعد ۱۲ ذوالحجہ کو کھولنا ہوتا ہے۔

حج افراد یہ ہے کہ اس میں صرف نیت حج کی کی جاتی ہے۔ عمرہ کی نہیں کرتے۔ اس کی نیت یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْہِ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

اور بعد حج اگر عمرہ کا احرام کرے تو یہ نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْھَا وَبَارِکْ لِیْ فِیْھَا نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَاَحْرَمْتُ بِھَا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

عظمتِ حرم شریف

زمین حرم کی یہ عزت ہے۔ کہ جو آفاقی یعنی حرم سے باہر کا رہنے والا بھی حرم میں آنا چاہے تو وہ بھی احرام کئے بغیر نہیں آسکتا۔ شوال ذیقعدہ میں آنے والا تو بہرحال احرام کرے گا۔ لیکن اس کے علاوہ بھی جو آئے گا وہ بہ نیت عمرہ احرام کرے گا۔

عمرہ کا مقام سکان مکہ کے لئے مقام تنعیم ہے۔ مکہ کے لوگ اسی جگہ آکر احرام کرتے اور مکہ معظمہ آتے ہیں۔

احرام باندھنے کے وقت سے اکثر اوقات بہ آواز تلبیہ کرنا چاہیئے وہ یہ ہے

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

میقات

یعنی احرام کرنے کی ابتدا کا مقام

جو حاجی ہندوستان سے مکہ معظمہ جانا چاہے - اسے مقام یلملم پر احرام کر لینا چاہیئے - اور جو اول مدینہ طیبہ حاضری دینا چاہے اسے احرام کی ضرورت نہیں وہ سیدھا بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو - وہاں سے جب واپسی ہو تو بہتر یہی ہے کہ روضہ پاک سے احرام کرتا ہوا واپس ہو ورنہ اہلِ مدینہ کا میقات بیارِ علی پر ایک مسجد ہے - جسے مقام جُحْفَہ کہتے ہیں - یہ مدینہ پاک سے تقریباً دس میل ہے - یہاں سے احرام کرتے ہیں -

اصطلاحات ممنوعاتِ احرام

جنایات	ان گناہوں کو کہتے ہیں - جن کا کفارہ لازم ہے -
کفارہ	وہ بدلہ جو بعوض گناہ محرم پر لازم ہے -
جزا	عام بدلہ خواہ نیکی ہو یا گناہ پر مگر یہاں اصطلاح میں گناہ کے بدلہ پر ہی کہا جاتا ہے
مکروہات	خلافِ اولےٰ اور نظرِ شرعی میں جنہیں اچھا نہ سمجھا ہو -
مباحات	کرنے والا کرنے نہ کرنے میں مختار ہو اس کے ارتکاب سے گناہ ثواب کچھ نہیں

نوٹ :- یہ امر یاد رکھیں ارتکاب مکروہ پر کفارہ نہیں - مگر اس سے بھی اجتناب بہتر ہے -

ممنوعات احرام

نمبر شمار	ممنوع	تصریح فعل	کفارہ
۱	جماع	اگرچہ اپنی بیوی یا لونڈی سے ہو اگر اس کا ارتکاب بحالت احرام عمرہ ہوا اور طواف کعبہ سے پہلے کیا تو مفسد عمرہ ہے۔	اس کا کفارہ یہ ہے کہ مرد عورت حد حرم پر جاکر از سر نو احرام باندھ کر آئیں۔
۲	"	اگر بعد از طواف قبل از سعی صفا و مروہ[1] جماع کر لیا تو۔	ایک بکرا قربانی کرے اس کو دم کہتے ہیں۔
۳	"	اگر جماع بحالت احرام حج قبل از وقوف[2] عرفات میں سرزد ہوا تو حج فاسد ہو گیا۔	آئندہ سال دوبارہ حج کرے
۴	"	اگر جماع بعد وقوف عرفات قبل حلق یا قصر[3] کر لیا یا طواف زیارہ[4] سے پہلے کر لیا۔	اس کی جزا یہ ہے کہ ہر فعل کے بدلہ مرد عورت ایک اونٹ یا ایک گائے قربانی کریں
۵	"	احرام حج کر کے مکہ معظمہ سے عرفات جا کر واپس آنے تک[5] طواف زیارہ کرنے سے قبل عورت کی طرف بشہوت دیکھنا یا بشہوت ہاتھ لگانا اس قسم کے افعال بھی ممنوع ہیں۔	اس پر ایک دم لازم ہے یعنی ایک بکرا عورت مرد دونوں پر علیحدہ علیحدہ قربانی کرنا لازم ہے۔

ص۱ سعی صفا و مروہ، کوہ صفا سے مروہ تک سات بار دوڑنے اور چکر لگانے کو کہتے ہیں۔
ص۲ وقوف عرفات۔ مقام عرفات میں نویں ذوالحجہ کے قیام کو کہتے ہیں۔
ص۳ حلق یا قصر۔ بعد سعی سر منڈانا یا بال کٹانا۔
ص۴ ۱۰ سے ۱۲ ذوالحجہ تک منا سے طواف کے لئے کعبہ شریف آنا اور پھر منا واپس جانا۔

نمبر	ممنوع	تصریح فعل	کفارہ
۶	جماع	بوقت احرام استرا لینا بھی ممنوع ہے اس سے بہتر ہے کہ احرام سے قبل غسل کرتے وقت موئے زیر ناف بھی لے اور خط بھی بنوالے۔	اگر بعد احرام استرا لیا تو ایک بکرا قربانی کرنا لازم ہے۔
۷	ناخن کترنے یا کترانے	عورت اور مرد دونوں کے لئے بحالت احرام منع ہیں۔	ایک صدقہ بقدر صدقہ فطر یعنی آدھ پاؤ کم دو سیر گندم ہر ناخن کے بدلہ میں لازم ہے
۸	اگر ٹوٹا یا کٹا ہوا ناخن ہے	اس کا اکھاڑنا مباح ہے اور کاٹنا بھی جائز۔	
۹	کپڑا سر پر اوڑھنا	عورت و مرد کو منع ہے۔	اگر ایک دن ایک رات مسلسل اوڑھ لیا تو ایک بکرا قربانی لازم ہے۔
۱۰	"	"	اگر ایک دن ایک رات سے کم اوڑھا تو صدقہ مثل صدقہ فطر ادا کرنا چاہیئے
۱۱	خوشبو لگانا	اگر مثل عطر وغیرہ کے ہے مباح ہے اور اگر مثل پاؤڈر مستی دیزلیس وغیرہ ہے ممنوع ہے۔	اگر ایک دن رات مذکورہ خوشبو استعمال کی تو ایک قربانی اور کم کی تو صدقہ مثل صدقہ فطر لازم ہے۔
۱۲	کچے رنگ کا کپڑا	ممنوع ہے اگر رنگ کر دھو لیا جائز ہے۔	کچے رنگ کے کپڑے کے استعمال پر بھی صدقہ بقدر صدقہ فطر لازم ہے

نمبر شمار	ممنوع	تقریح فعل	کفارہ
۱۳	عضو شکستہ یا مجروح پر پٹی باندھنا	جائز ہے۔ بلا ضرورت ممنوع ہے۔	ایک رات دن بلا ضرورت باندھنے پر صدقہ بقدر صدقہ فطر لازم ہے۔
۱۴	سرمہ خوشبودار لگانا	ممنوع ہے۔ ایک یا دو مرتبہ لگانے سے دم لازم آتا ہے سیاہ سرمہ مباح ہے۔	ایک قربانی لازم ہے۔
۱۵	خوشبودار غذا جس میں عنبر یا مشک ہو	ممنوع ہے۔	اور اگر بقدر کثیر استعمال کرے قربانی لازم ہے۔
۱۶	مہندی لگانا	ممنوع ہے۔	اگر مرد نے سر پر یا ڈاڑھی پر لگائی تو دو قربانی کرے۔ اگر عورت نے لگائی تو ایک قربانی۔
۱۷	سر میں تیل خوشبودار لگانا	عورت مرد دونوں کو منع ہے۔	ایک قربانی کرے۔
۱۸	ایسا غسل کرنا جو میل صاف کرے	ممنوع ہے۔ برخلاف غسل جنابت کے کہ وہ صرف پانی بہانا ہے	صفائی اور میل دور کرنے کے غسل پر ایک قربانی لازم ہے۔
۱۹	صحرائی جانور شکار کرنا۔ شکاری کو بتلا دینا۔ شکار کا پتہ بتانا۔	ممنوع ہے۔	ایک دم لازم ہے یعنی ایک بکرا قربانی کرے۔

نمبر شمار	ممنوع	تصریح فعل	کفارہ
۲۰	جوں مارنا	ممنوع ہے۔	اگر تین جوں سے زائد ماریں تو مثل صدقۂ فطر کے صدقہ دے
۲۱	بدن وغیرہ کھجانا کہ بال ٹوٹ جائے۔		ہر بال ٹوٹ جانے پر صدقہ مثل صدقۂ فطر کے دے۔
۲۲	حرم کی حدود میں درخت کاٹنا یا پتہ توڑنا	سوائے اذخر اور سنا کے منع ہے۔	جو درخت کاٹا اس کے بدلے میں نصف صاع گیہوں مسکینوں کو دے یعنی آدھ پاؤ کم ۲ سیر
۲۳	رخساروں کا ڈھانکنا	اگر تمام رات یا تمام دن ڈھانک لیا۔	ایک قربانی لازم ہے اگر ایک رات سے کم ڈھانکا تو صدقہ مثل صدقۂ فطر کے دے۔
۲۴	سارے بدن پر سے بال کاٹنا یا مونڈنا	اگر چوتھائی سر کے بال مونڈے یا کترے یا دونوں بغلوں کے مونڈے	ایک قربانی ہر عضو کے بدلے لازم ہے۔
۲۵	سر ڈھانپنا کپڑے سے	اگر پورا سر ڈھانپ لیا اور ایک رات دن برابر ایسے ہی رہا۔	صدقہ مثل صدقۂ فطر کے لازم ہے۔

اقسام طواف سبعہ

طواف قدوم وہ طواف ہے جو مکہ معظمہ میں داخل ہوتے ہی کرنا ہے۔ یہ غیر مکی اور قارن کے لئے سنت ہے۔ اور عمرہ کرنے والے اور متمتع اور مکی پر فرض۔

طواف زیارت بعد حج دس تاریخ کی فجر سے بارھویں تاریخ کے آخر وقت تک کیا جاتا ہے۔ اور یہ فرض ہے۔

طواف وداع بعد الفراغ حج جب اپنے وطن کو واپس آئے۔ سوائے مکی کے سب پر واجب ہے۔

طواف عمرہ مکہ معظمہ سے حد حرم مقام تنعیم پر جا کر عمرہ کی نیت کرکے جو واپس آئے اس پر یہ فرض ہے۔

طواف نفل جس قدر میسر آئے یہ طواف کرے۔ ثواب ہے۔

طواف تحیۃ المسجد جب حرم میں جائے تو ایک طواف تحیۃ المسجد کرے۔ مستحب ہے۔

طواف نذر کسی مقصد کے لئے منت مانے کہ اگر یہ کام ہو گیا تو اتنے طواف کروں گا۔ تو بعد حصول مقصد یہ طواف واجب ہے۔

نقشہ جنایات

نمبر شمار	جنایت	کفارہ
۱	اگر سعی صفا و مروہ نہ کی۔	ایک بکرا قربانی کرنا لازم ہے۔
۲	طواف کعبہ یا سعی صفا و مروہ بلا عذر شبری پر کرے۔	ایک بکرا قربانی کرے۔
۳	مقام عرفات سے قبل مغرب آگیا	ایک بکرا قربانی کرے۔
۴	مزدلفہ میں نہ ٹھہرا۔	ایک بکرا قربانی کرے۔
۵	متمتع نے بارھویں تک قربانی نہ کی۔	ایک بکرا قربانی کرے۔
۶	طواف زیارت بے وضو کیا۔	ایک بکرا قربانی کرے۔
۷	طواف وداع ترک کر دیا۔	ایک بکرا قربانی کرے۔
۸	طواف وداع یا طواف قدوم بحالت جنابت کیا	ایک بکرا قربانی کرے۔

مباحات بحالت احرام کپڑا دھونا۔ آئینہ دیکھنا۔ مسواک کرنا۔ ڈاڑھ میں سخت درد ہو تو اکھاڑنا۔ بضرورت فصد کرانا۔ پچھنہ لگانا۔ ختنہ کرانا۔ پھوڑے میں نشتر کرانا۔ تعلیتہ اشعار پڑھنا۔ نکاح کرنا سب مباح ہیں۔

اصطلاحات اعمال و ارکان حج

یوم الترویہ نویں ذوالحجہ کی صبح سے تیرھویں ذوالحجہ کی عصر تک کو کہتے ہیں

ھدایت:۔ آٹھویں ذوالحجہ کو احرام تمتع کر کے طواف کعبہ کرے اور اس میں رمل اور سعی ضروری ہے

رمل بوقت طواف چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے شانے ہلاتے ہوئے طواف کرنے کو کہتے ہیں

سعی صفا سے مروہ تک سات بار آتے جاتے میلین اخضرین کے مابین تیزی سے دوڑ کر چلنا۔

اضطباع طواف میں احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکالنا اور بائیں کندھے پر ڈال لینے کو کہتے ہیں۔

تلبیہ دعا مذکورہ لبیک اللھم لبیک قریب قریب ہر وقت عرفات وغیرہ میں آواز سے پڑھنا۔

جب منیٰ نظر آئے تو یہ دعا پڑھے۔

اللھم ھذا منیٰ فامنن علینا بما منت بہ علی اولیائک ط۔

آٹھویں کی ظہر سے نویں کی صبح تک پانچوں نمازیں مسجد خیف میں پڑھنی سنت ہیں۔ شب عرفہ منیٰ میں شب بیداری سے گذارنا مستحب ہے۔ منیٰ میں نماز فجر پڑھ کر لبیک وغیرہ اذکار میں مشغول رہے حتیٰ کہ جبل ثبیر سے آفتاب چمکے وہاں دعا کرے اور عرفات کو چلے۔ جب جبل رحمت پر نظر پڑے

جو میدان عرفات میں خاص متبرک پہاڑ ہے۔ تو لبیک بہ آواز پڑھنا شروع کرے۔ عرفات میں شارع عام سے کنارہ پر ٹھہرے۔ صدقہ خیرات کرے۔ دوپہر تک اللہ کے حضور خشوع و خضوع سے دعائیں کرے۔ دوپہر قریب آئے تو نہائے مشکل ہو تو وضو کرے۔ اگر ممکن ہو ظہر کی نماز مسجد نمرہ میں جا کر پڑھے اور بلا کلام ظہر کے بعد بلا توقف عصر کی تکبیر ہو گی عصر بجماعت پڑھے۔

موقف اس جگہ کو کہتے ہیں۔ جہاں عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک کھڑے ہو کر دعائیں کی جاتی ہیں۔ اور وہ تمام میدان عرفات ہے۔ اور یہاں بطن عرنہ کے سوا سارا میدان موقف کہلاتا ہے۔ اور اس جگہ ٹھہرنے کو وقوف کہتے ہیں۔ وقوف کا وقت نویں ذوالحجہ کی صبح سے دسویں ذوالحجہ کے طلوع فجر تک ہے۔

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد قادری غفرلہ
خطیب مسجد وزیر خان لاہور

اطلاع :- دواخانہ قادری باغیچی صمد واکبری دروازہ میں ہے۔ ہر مریض کا بغور معائنہ کر کے دوا دی جاتی ہے۔

مینجر سید خلیل احمد قادری

دعائیں

طواف خانہ کعبہ

طواف کی نیت :-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ

اب حجر اسود کے سامنے آجائے۔ اور موقعہ ملے تو حجر اسود کو بوسہ دے اور بھیڑ یا ہجوم زیادہ ہو تو جہاں آپ کھڑے ہوں وہیں سے کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ گرا دیجئے اور خانہ کعبہ کا پہلا چکر شروع کیجئے اور درود پڑھتے جائیے

دعاء الشوط الاوّل

نوٹ :- شوط خانہ کعبہ کے ایک چکر کو کہتے ہیں :-

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ
اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ
الْعَظِيْمِ ط وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ
وَتَصْدِيْقًا بِكَلِمَاتِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ
وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ
الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّآئِمَةَ فِي
الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَا
ةَ مِنَ النَّارِ ط

ھدایت :- دکن یمانی پر پہنچکر یہ دعا ختم کر دیجیے اور اس سے
آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ

مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

یہ دعا پڑھنے کے بعد حجرِ اسود پر پہنچکر اسے بوسہ دیجئے اگر ہجوم زیادہ ہو تو جہاں آپ کھڑے ہوں وہیں سے استلام کیا جائے یعنی حجرِ اسود کی طرف ہاتھ کر کے ہاتھ کی پشت چومے اور بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط

پڑھتے ہوئے آگے بڑھے اور دوسرے چکر کی دعا ۲ پڑھتے ہوئے دوسرا چکر شروع کر دیجئے۔

دعاء الشوط الثانی!

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُكَ وَالْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْاَمْنَ اَمْنُكَ وَالْعَبْدَ عَبْدُكَ وَاَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ ط فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَى النَّارِ ط اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْهُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَیْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ

وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ اَللّٰهُمَّ
قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ
فِي الْجَنَّةِ بِغَيْرِ حِسَابٍ ط

ھدایت: - رکنِ یمانی پر پہنچکر یہ دُعا ختم کر دیجئے اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دُعا پڑھے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ
مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط

یہ دُعا پڑھنے کے بعد حجرِ اسود پر پہنچکر اگر ممکن ہو تو بوسہ دے ورنہ دُور ہی سے (استلام کرے) اور

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

پڑھتے ہوئے آگے بڑھئے اور تیسرے چکر کی دُعا ۳ پڑھتے ہوئے تیسرا چکر شروع کیجئے۔

دعاء الشوط الثالث

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ
وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ
الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ
مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ
مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا
وَالْمَمَاتِ

ھدایت! رکن یمانی پر پہنچکر یہ دعا ختم کردیجئے اور آگے بڑھتے
ہوئے یہ دعا پڑھے

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ
یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد حجرِ اسود پر پہنچ کر اگر ممکن ہو تو بوسہ دے ورنہ دور
ہی سے (استلام کیجیے) اور

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

پڑھتے ہوئے آگے بڑھے اور چوتھے چکر کی دعا پڑھتے ہوئے
چوتھا چکر شروع کردے۔

دعاء الشواط الرابع

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا
وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّتِجَارَۃً
لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ یَا
اَللّٰہُ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ
مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَا
السَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ وَّالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ
بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ بِرَبِّ

فَنَعِّنِي بِمَا رَزَقْتَنِي وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَنِي
وَاخْلُفْ عَلَى كُلِّ غَائِبَةٍ لِي مِنْكَ بِخَيْرٍ ط

ہدایت :- رکنِ یمانی پر پہنچکر یہ دُعا ختم کر لیجے اور آگے بڑھتے
ہوئے یہ دُعا پڑھے -

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ
حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَأَدْخِلْنَا
الْجَنَّةَ مَعَ الْأَبْرَارِ يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ يَا
رَبَّ الْعَالَمِينَ ط

یہ دُعا پڑھنے کے بعد حجرِ اسود پر پہنچکر اگر ممکن ہو تو بوسہ دیجے ورنہ دور
ہی سے استلام کیجیے اور

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

پڑھتے ہوئے آگے بڑھے اور پانچویں چکر کی دُعا ط پڑھتے ہوئے
پانچواں چکر شروع کیجیے -

دعاء الشوط الخامس

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا
ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْھُكَ
وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّكَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرْبَۃً ھَنِیْئَۃً مَّرِیْئَۃً
لَّا نَظْمَأُ بَعْدَھَا اَبَدًا ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ
مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْہُ نَبِیُّكَ سَیِّدُنَا
مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ
مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْہُ نَبِیُّكَ سَیِّدُنَا
مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَسْئَلُكَ الْجَنَّۃَ وَنَعِیْمَھَا وَمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْھَا
مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ اَوْ عَمَلٍ ط

ھدایت :- رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کر دیجیے اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھئے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ
النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا
رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ط یہ دعا پڑھنے کے بعد حجرِ اسود پر پہنچ کر اگر ممکن
ہو۔ تو بوسہ دیجیے۔ ورنہ دور ہی سے استلام کیجیے اور

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

پڑھتے ہوئے آگے بڑھے اور چھٹے چکر کی دعا پڑھتے ہوئے
چھٹا چکر شروع کردے،

دعاء الشوط السادس

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ عَلَیَّ حُقُوْقًا کَثِیْرَةً فِیْمَا
بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ وَحُقُوْقًا کَثِیْرَةً فِیْمَا بَیْنِیْ
وَبَیْنَ خَلْقِکَ اَللّٰھُمَّ مَا کَانَ لَکَ مِنْھَا فَا
غْفِرْ لِیْ وَمَا کَانَ لِخَلْقِکَ فَتَحَمَّلْہُ
عَنِّیْ وَاَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ

مَنْ سِوَاكَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنَّ بَيْتَكَ
عَظِيْمٌ وَوَجْهَكَ كَرِيْمٌ وَاَنْتَ يَا اَللّٰهُ حَلِيْمٌ
كَرِيْمٌ عَظِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

ہدایت: رکن یمانی پر پہنچکر یہ دعا ختم کر دیجئے۔ اور آگے
بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ
الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

یہ دعا پڑھنے کے بعد حجر اسود پر پہنچ کر اگر ممکن ہو تو بوسہ دیجیے ورنہ
دور ہی سے استلام کیجئے۔ اور۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

پڑھتے ہوئے آگے بڑھیے اور ساتویں چکر کی دعا پڑھتے ہوئے ساتواں
چکر شروع کیجئے۔

دعاء الشوط السابع

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا كَامِلًا وَّ
وَّیَقِیْنًا صَادِقًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا
وَّلِسَانًا ذَاكِرًا وَّحَلَالًا طَیِّبًا وَّتَوْبَةً نَصُوْحًا
حَاوَّتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ
الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بَعْدَ الْمَوْتِ
وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَا
لنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّا
رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ

ھدایت: — رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کر دیجئے۔ اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھیئے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ
مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط

یہ دُعا پڑھنے کے بعد حجرِ اسود پر پہنچکر اگر ممکن ہو تو بوسہ دیجئے

ورنہ دُور ہی سے استلام کیجئے۔ اور

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط

پڑھتے ہوئے اب ملتزم کے پاس کھڑے ہو کر یہ دُعا پڑھیئے

اِطِّلَاع :- حجرِ اسود اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ کے درمیان
میں جو جگہ ہے اُسے مُلتزم کہتے ہیں۔

دُعاء الملتزم

اَللّٰھُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا
وَرِقَابَ اٰبَآئِنَا وَاُمَّھَاتِنَا وَاِخْوَانِنَا وَاَوْلَادِنَا
مِنَ النَّارِ ط یَا ذَا الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَالْفَضْلِ وَالْمَنِّ

وَالْعَطَاءِ وَالْاِحْسَانِ اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا
فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا
وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ
عَبْدِكَ وَاقِفٌ تَحْتَ بَابِكَ مُلْتَزِمٌ بِاَعْتَابِكَ
بِكَ مُتَذَلِّلٌ بَيْنَ يَدَيْكَ اَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَاَخْشٰى عَذَابَكَ مِنَ النَّارِ
يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اَنْ
تَرْفَعَ ذِكْرِيْ وَتَضَعَ وِزْرِيْ وَتُصْلِحَ اَمْرِيْ
وَتُطَهِّرَ قَلْبِيْ وَتُنَوِّرَ لِيْ فِيْ قَبْرِيْ وَتَغْفِرَ لِيْ
ذَنْبِيْ وَاَسْئَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ
اٰمِيْنَ

یہ دعا ختم کرکے مقام ابراہیم کے پاس آکر دو رکعت نماز پڑھے نیت
نماز واجب الطواف کی کیجئے اور سلام پھیر کر یہ دعا پڑھیے۔

دعا مقامِ ابراہیم

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضًا مِّنْکَ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ اَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ ط اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِیْ مَقَامِنَا ھٰذَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً اِلَّا قَضَیْتَھَا وَیَسَّرْتَھَا فَیَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْ

سَرِنَا وَنَوِّرْ قُلُوبَنَا وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ
أَعْمَالَنَا ط اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا
بِالصَّالِحِيْنَ ۝ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ
اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط

طواف خانہ کعبہ کی دعائیں ختم ہوئیں

دعائیں

زیارت مدینہ منورہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَ
اِلَیْكَ یَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ
وَاَدْخِلْنَا دَارَكَ دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ
رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط
رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ
مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا

نَصِيرًا ۝ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۝ إِنَّ الْبَاطِلَ
كَانَ زَهُوقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ
لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ۝ جب نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہو تو مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت
نفل ادا کرے اگر جگہ مل جائے تو ریاض الجنۃ کے حصہ میں نماز نفل ادا کرے اور نماز کے
بعد یہ دعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ شَرَّفْتَهَا وَ
كَرَّمْتَهَا وَمَجَّدْتَهَا وَعَظَّمْتَهَا وَنَوَّرْتَهَا بِنُوْرِ نَبِيِّكَ وَ
حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ
كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ وَمَا ثَرَهُ الشَّرِيْفَةَ فَاَعِدْنَا
يَا اَللّٰهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَائِهٖ وَاَمِتْنَا
عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْرُوْدِ بِيَدِهِ
الشَّرِيْفَةِ شَرْبَةً هَنِيْئَةً لَّا نَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا اِنَّكَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرے
اور یہ پڑھے۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ السَّيِّدُ الْكَرِيمُ وَالرَّسُولُ
الْعَظِيمُ الرَّؤُفُ الرَّحِيمُ ط وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَحَبِيبَنَا وَقُرَّةَ اَعْيُنِنَا
يَا رَسُولَ اللهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا جَمَالَ مَلَكِ اللهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا نُورَ عَرْشِ اللهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ
اللهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْمُذْنِبِينَ عِنْدَ
اللهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللهُ تَعَالٰى
رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى فِي حَقِّكَ الْعَظِيمِ
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَا
سْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۔ اَلصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ بْنَ عَبْدِ اللهِ اِبْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
بْنِ هَاشِمٍ يَا طٰهٰ يَا يٰسٓ يَا بَشِيرُ يَا سِرَاجُ يَا مُنِيرُ يَا
مُقَدَّمَ جَيْشِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَهَا اَنَا يَا سَيِّدِي
يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ جِئْتُكَ هَارِبًا مِّنْ ذَنْبِي وَمِنْ ظُلْمِي
وَمُسْتَشْفِعًا وَمُسْتَجِيرًا بِكَ اِلٰى رَبِّي فَاشْفَعْ لِي يَا

شَفِيعُ الْاُمَّةِ يَا كَاشِفَ الْغُمَّةِ يَا سِرَاجَ الظُّلْمَةِ اَجِرْنِي
بِرِّ يَا اَللّٰهُ مِنَ النَّارِ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَيْنَاكَ زَائِرِيْنَ وَنَصِلُ نَاكَ رَاغِبِيْنَ وَعَلٰى بَابِكَ الْعَالِي وَا
قِفِيْنَ وَبِحُبِّكَ عَارِفِيْنَ فَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِيْنَ وَلَا عَنْ بَابِ
شَفَاعَتِكَ مَحْرُوْمِيْنَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ
الشَّفَاعَةَ وَاَسْئَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى لَكَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَ
الدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَالْحَوْضَ الْمَوْرُوْدَ وَ
الشَّفَاعَةَ الْعُظْمٰى فِي الْيَوْمِ الْمَشْهُوْدِ ط

نثر

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرَابِ اَعْظُمُهٗ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

اَنْتَ الْحَبِيْبُ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَنْتَ الشَّفِيْعُ يَا شَفِيْعَ
اللّٰهِ اَنْتَ الْمُشَفَّعُ اَنْتَ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُكَ عِنْدَ
الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ ط اَشْهَدُ اَنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَ

كشفت الغمة وجليت الظلمة وجاهدت في سبيل الله
حق جهاده وعبدت ربك حتى اتاك اليقين جزا
ك الله تعالى عنا وعن والدينا وعن الاسلام خير
الجزاء ونسئلك الشفاعة ان تشفعلنا عند الله يوم
المرض يوم الفزع الاكبر يوم لا ينفع مال ولا بنون
الا من اتى الله بقلب سليم اشفع لنا ولوالدينا ولجميع
ينا والمشائخنا ولاستاذنا ولمن اوصانا وقلدنا عندك
بدعاء الخير عند الزيارة الصلوة والسلام عليك يا
سلطان الانبياء والمرسلين ورحمة الله وبركاته

پھر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس کی زیارت کرے اور کہے

السلام عليك يا سيدنا ابا بكر الصديق السلام
عليك يا خليفة رسول الله الحقيق السلام عليك يا
صاحب رسول الله ثاني اثنين اذهما في الغار السلام
عليك يا من انفق ماله كله في حب الله وحب رسوله
حتى تخلل بالعبا رضي الله تعالى عنك وارضاك
من الرضا وجعل الجنة منزلك ومسكنك ومحلك و
ماواك السلام عليك يا اول الخلفاء وتاج العلماء

وَصِهْرِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر سیدنا حضرت
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس کی زیارت کرے اور کہے ؎
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَاطِقًا
بِالْعَدْلِ وَالصَّوَابِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَفِيَّ الْجَنَابِ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ دِيْنِ الْاِسْلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ
الْاَصْنَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْفُقَرَاءِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْاَرَامِلِ
وَالْاَيْتَامِ اَنْتَ الَّذِيْ قَالَ فِيْ حَقِّكَ سَيِّدُ الْبَشَرِ لَوْ كَانَ
نَبِيٌّ مِّنْ بَعْدِيْ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ
وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ
وَمَحَلَّكَ وَمَاْوَاكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَانِيَ الْخُلَفَاءِ وَتَاجَ الْعُلَمَاءِ
وَصِهْرَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر حضرت ابوبکر صدیق
اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے مزارات کے درمیان ٹھہرے اور کہے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا وَزِيْرَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا
مُعِيْنَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
پھر حق تعالیٰ کے مقرب فرشتوں پر سلام بھیجے اور یہ پڑھے ۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا جِبْرَائِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا سَيِّدَنَا مِيْكَائِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِسْرَافِيْلَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عِزْرَائِيْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا
مَلَائِكَةَ اللّٰهِ الْمُقَرَّبِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ
كَافَّةً عَامَّةً اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر قبلہ
کی طرف منہ کرے اور یہ دعا مانگے۔
اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ يَا رَجَاءَ السَّائِلِيْنَ وَاَمَانَ الْخَائِفِيْنَ
وَحِرْزَ الْمُتَوَكِّلِيْنَ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا دَيَّانُ يَا سُلْطَانُ يَا
سُبْحَانُ يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ۔ اَللّٰهُمَّ بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّذُرِّيَّاتِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّسَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَسَيِّدِنَا عُمَرَ الْفَارُوْقِ وَسَيِّدِنَا
عُثْمَانَ ذِي النُّوْرَيْنِ وَسَيِّدِنَا عَلِيٍّ الْمُرْتَضٰى وَاَنْتَ يَا اَللّٰهُ
الرَّبُّ الْاَعْلٰى فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَبِجَاهِ سَيِّدِنَا
الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَاَنْتَ الْحَسَنُ الْجَمِيْلُ وَبِجَاهِ سَيِّدِنَا
اِسْمَاعِيْلَ وَاَنْتَ يَا اَللّٰهُ يَا سَامِعَ الدُّعَاءِ اِسْمَعْ
دُعَاءَنَا وَتَقَبَّلْ زِيَارَتَنَا وَاٰمِنْ خَوْفَنَا وَاسْتُرْ عُيُوْبَنَا
وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا وَارْحَمْ اَمْوَاتَنَا وَتَقَبَّلْ حَسَنَاتِنَا وَكَفِّرْ
سَيِّئَاتِنَا وَاجْعَلْنَا يَا اَللّٰهُ عِنْدَكَ مِنَ الْعَائِدِيْنَ الْفَائِزِيْنَ
الشَّاكِرِيْنَ الْمَجْبُوْرِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

برحمتك يا ارحم الراحمين يارب العالمين ط

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سرہانے کی جانب لوٹے اور یہ آیات پڑھے

لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص
عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم فان تولوا فقل حسبي الله
لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم ان الله
وملئكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا
عليه وسلموا تسليما اللهم صل وسلم وبارك عليه
اللهم اني اسئلك بحرمة هذا النبي الكريم ان ترزقني
ايمانا كاملا ثابتا شربه قلبي ويقينا صادقا حتى
اعلم انه لا يصيبني الا ما كتبت لي وعملا ناصحا وقلبا
خاشعا ولسانا ذاكرا وولدا صالحا ورزقا واسعا وحلالا
طيبا وتوبة نصوحا وصبرا جميلا واجرا عظيما وعملا
صالحا مقبولا وتجارة لن تبور يا نور النور يا عالم ما في
الصدور اخرجني وجميع المسلمين من الظلمات الى
النور في الدنيا والاخرة وتوفني مسلما والحقني بالصالحين
برحمتك يا ارحم الراحمين يارب العالمين ط

پھر قبلہ کی طرف منہ کرے اور یہ دعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِیْ مَقَامِنَا ھٰذَا الشَّرِیْفِ بَیْنَ یَدَیْ
سَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا یَا اَللّٰہُ اِلَّا
فَرَّجْتَہٗ وَلَا عَیْبًا یَا اَللّٰہُ اِلَّا سَتَرْتَہٗ وَلَا مَرِیْضًا یَا اَللّٰہُ
اِلَّا شَفَیْتَہٗ وَعَافَیْتَہٗ وَلَا مُسَافِرًا یَا اَللّٰہُ اِلَّا بَجَّیْتَہٗ وَ
لَا غَائِبًا یَا اَللّٰہُ اِلَّا رَدَدْتَہٗ وَلَا عَدُوًّا یَا اَللّٰہُ اِلَّا اَخْذَلْتَہٗ
وَدَمَّرْتَہٗ وَلَا فَقِیْرًا یَا اَللّٰہُ اِلَّا اَغْنَیْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً یَا اَللّٰہُ
مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لَنَا فِیْھَا صَلَاحٌ اِلَّا قَضَیْتَھَا
وَیَسَّرْتَھَا اَللّٰھُمَّ اقْضِ حَوَائِجَنَا وَیَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا
وَتَقَبَّلْ زِیَارَتَنَا وَاٰمِنْ خَوْفَنَا وَاسْتُرْ عُیُوْبَنَا وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا
وَاكْشِفْ کُرُوْبَنَا وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ اَعْمَالَنَا وَرُدَّ
غُرْبَتَنَا اِلٰی اَھْلِنَا وَاَوْلَادِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ مَسْتُوْرِیْنَ
وَاجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ
عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ
یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ - پھر قبرستان جنت البقیع کے مزارات
کی تفصیل وار زیارت کرے اور سب سے پہلے .... سیدنا حضرت عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس کی زیارت کرے اور کہے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

یَا مَنْ اسْتَحْیَتْ مِنْکَ مَلٰٓئِکَۃُ الرَّحْمٰنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یَا مَنْ زَیَّنَ الْقُرْاٰنَ بِتِلَاوَتِہٖ وَنُوَّرَ الْمِحْرَابَ بِاِمَامَتِہٖ وَ
سَرَجَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْجَنَّۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ثَالِثَ الْخُلَفَآءِ
الرَّاشِدِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضَا
وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمَاْوَاکَ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پھر سیدنا حضرت ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس کی زیارت کرے اور کہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا رَاوِیَ الْحَدِیْثِ النَّبَوِیِّ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ
الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضَا
وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمَاْوَاکَ اَفَاضَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِکَ وَبَرَکَاتِ عُلُوْمِکَ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پھر
سیدنا فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کی زیارت کرے
اور کہے، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا زَوْجَۃَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ

عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَمِّ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ
عَمِّ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَمِّ الْمُصْطَفٰى
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ عَلَى الْمُرْتَضٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ
كَفَلَهَا النَّبِيَّ بِقَمِيْصِهٖ وَلَحَدَهَا بِيَمِيْنِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْكِ وَاَرْضَاكِ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَمَسْكَنَكِ
وَمَحَلَّكِ وَمَاْوَاكِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پھر سیدنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے مزار کی زیارت کرے اور
یہ پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَتَنَا حَلِيْمَةَ السَّعْدِيَّةِ يَا مُرْضِعَةَ
نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مُرْضِعَةَ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ
يَا مُرْضِعَةَ الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكِ وَاَرْضَاكِ اَحْسَنَ
الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَمَسْكَنَكِ وَمَحَلَّكِ وَمَاْوَاكِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر ان شہدا کی مزارات
کی زیارت کرے جو (قبرستان) جنت البقیع کے پاس ہیں اور یہ کہے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَآءَ يَا سُعَدَآءَ يَا اَخْيَارَ يَا نُقَبَآءَ
يَا اَهْلَ الصِّدْقِ وَالْوَفَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مُجَاهِدِيْنَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ

فنعم عقبى الدار السلام عليكم يا شهداء البقيع كافة
عامة ورحمة الله وبركاته پھر سیدنا ابراھیم صاحبزادہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کی زیارت کرے اور کہے۔
السلام علیک یا ابراھیم ابن رسول اللہ السلام علیک
یا بن نبی اللہ السلام علیک یا بن حبیب اللہ السلام
علیک یا بن المصطفی السلام علیک وعلی من حولک من
اصحاب رسول اللہ السلام علیکم یا اصحاب رسول
اللہ رضی اللہ تعالی عنکم وارضاکم احسن الرضا و
جعل الجنۃ منزلکم ومسکنکم ومحلکم وماواکم السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امام نافع مدنی رضی اللہ عنہ
کے مزار کی زیارت کرے اور کہے۔ السلام علیک یا سیدنا
نافع شیخ القراء السلام علیک یا مولی بن عمر رضی
اللہ تعالی عنک وارضاک احسن الرضا وجعل
الجنۃ منزلک ومسکنک ومحلک وماواک السلام
علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر سیدنا مالک رضی اللہ عنہ
امام مذہب مالکیہ کے مزار کی زیارت کرے اور یہ پڑھے۔
السلام علیک یا سیدنا الامام مالکا صاحب المذھب

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ دَارِ الْهِجْرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ
وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَأْوَاكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَكَاتُهٗ پھر سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
مزار کی زیارت سے مشرف ہو اور یہ پڑھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
عَقِيْلَ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ عَمِّ رَسُوْلِ
اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ عَمِّ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
بْنَ عَمِّ حَبِيْبِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ عَمِّ الْمُصْطَفٰى
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَخَا عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ
عَلٰى مَنْ حَوْلَكَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْكُمْ وَاَرْضَاكُمْ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ
مَنْزِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ وَمَحَلَّكُمْ وَمَأْوَاكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر حضور کی ازواج مطہرات کے مزارات
کی زیارت کرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ نَبِيِّ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ
الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُنَّ وَاَرْضَاكُنَّ اَحْسَنَ

الرّضا وجعل الجنّة منزلکنّ ومسکنکنّ ومحلّکنّ و
مأواکنّ السّلام علیکنّ ورحمة اللہ وبرکاتہٗ ط
پھر حضورؐ کی صاحبزادیوں (کے مزارات) کی زیارت کرے اور کہے
السّلام علیکنّ یا بنات رسول اللہ السّلام علیکنّ
یا بنات نبیّ اللہ السّلام علیکنّ یا بنات حبیب
اللہ السّلام علیکنّ یا بنات المصطفٰی رضی اللہ تعالٰی
عنکنّ وارضاکنّ احسن الرّضا وجعل الجنّة منزلکنّ
ومسکنکنّ ومحلّکنّ ومأواکنّ السّلام علیکنّ ورحمة
اللہ وبرکاتہٗ پھر سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت
کرے جو نفوس انسانی کے طبیب روحانی تھے اور یہ پڑھے۔
السّلام علیک یا سیّدنا عبّاسا یا عمّ رسول اللہ۔
السّلام علیک یا عمّ حبیب اللہ السّلام علیک یا عمّ
المصطفٰی السّلام علیک یا سیّدنا الامام حسنا
المجتبٰی السّلام علیک یا سیّدنا الامام زین
العابدین السّلام علیک یا سیّدنا الامام محمّد الباقر
السّلام علیک یا سیّدنا الامام جعفر الصّادق
السّلام علیکم یا اھل البیت النّبوّة ومعدن الرّسالة

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُمْ وَاَرْضَاکُمْ اَحْسَنَ الرِّضَاءِ
جَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُمْ وَمَسْکَنَکُمْ وَمَحَلَّکُمْ وَمَاْوَاکُمُ السَّلَامُ
عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پھر سر وار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک
کی زیارت کرے اور کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا سَیِّدَتَنَا فَاطِمَۃَ
الزَّہْرَآءِ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ
نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ
عَلَیْکِ یَا بِنْتَ الْمُصْطَفٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا خَاصَّۃَ اَھْلِ
الْکِسَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا زَوْجَۃَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا
عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ فِی الْجَنَّۃِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا اُمَّ
الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَلسَّیِّدَیْنِ الشَّھِیْدَیْنِ اَلْکَوْکَبَیْنِ
الْقَمَرَیْنِ الْمُنِیْرَیْنِ سَیِّدَیْ اَشْبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فِی
اَبِیْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی
عَنْھُمَا وَعَنْکِ اَرْضَاکِ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکِ
وَمَسْکَنَکِ وَمَحَلَّکِ وَمَاْوَاکِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ وَعَلٰی اَبِیْکِ
الْمُصْطَفٰی وَبَعْلِکِ عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی وَاَبْنَیْکِ الْحُسَیْنِ وَرَحْمَۃُ
اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

پھر حضورؐ کی پھوپھیوں کے مزارات کی زیارت کرے اور کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا عَمَّاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا عَمَّاتِ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا عَمَّاتِ الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکُنَّ وَاَرْضَاکُنَّ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکُنَّ وَمَسْکَنَکُنَّ وَمَحَلَّکُنَّ وَمَاْوَاکُنَّ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط

پھر سیدنا اسماعیل ابن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کرے اور یہ پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِسْمٰعِیْلَ ابْنَ الْاِمَامِ جَعْفَرِ الصَّادِقِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمَعْدِنَ الرِّسَالَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمَاْوَاکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

پھر سیدنا عبداللہ والد رسول اللہ صلعم کے مزار کی زیارت کرے اور یہ پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْمُصْطَفٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

پھر سیدنا مالک انصاری بیرقی رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کرے اور کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا مَالِکَا الْاَنْصَارِیَّ الْبَیْرَقِیَّ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمَاْوَاکَ اَلسَّلَامُ

عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر سیدنا زکی الدین رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کرے اور یہ
پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنَ الرِّسَالَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ
وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوَاكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر سیدنا علی عریضی رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس کی زیارت کرے اور کہے۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَلِيًّا الْعَرِيْضِيَّ ابْنَ الْاِمَامِ جَعْفَرِ الصَّادِقِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنَ الرِّسَالَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ
الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوَاكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ
اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر جنت البقیع کے مزارات مقدسہ کی زیارت کرے اور کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ
يَا اَهْلَ الْبَقِيْعِ يَا اَهْلَ الْجَنَابِ الرَّفِيْعِ اَنْتُمُ السَّابِقُوْنَ وَنَحْنُ الْاٰثَارُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى
بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَلْبُشْرٰى بِاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ
فِي الْقُبُوْرِ اَنَسَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَتَّعَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْلِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے
مزار کی زیارت کرے جمعرات کے دن اور کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا حَمْزَةَ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
عَمَّ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ
الشُّهَدَاءِ وَيَا اَسَدَ اللّٰهِ وَيَا اَسَدَ رَسُوْلِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا
عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

(33)

یا شُہَدَاءَ اُحُدٍ کَافَّۃً عَامَّۃً وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پھر ان شہداء کے مزارات
کی زیارت کرے جو قبہ کے باہر ہیں اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا سُعَدَاءُ یَا نُجَبَاءُ
یَا نُقَبَاءُ یَا اَھْلَ الصِّدْقِ وَالْوَفَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَقَّ
جِھَادِہٖ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُہَدَاءَ اُحُدٍ
کَافَّۃً عَامَّۃً وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پھر قبۃ الثنایا میں آئے اور نفل پڑھے اور کہے اَللّٰھُمَّ
اِنَّ ھٰذِہٖ قُبَّۃُ الثَّنَایَا وَمُصَلّٰی نَبِیِّنَا وَشَفِیْعِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ
کَمَا بَلَّغْتَنَا فِی الدُّنْیَا زِیَارَتَہٗ وَمَا ثَرَہُ الشَّرِیْفَۃَ فَلَا تَحْرِمْنَا یَا اَللّٰہُ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ
فَضْلِ شَفَاعَتِہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ پھر منگل کے روز مسجد قبلتین میں آئے
اور یہاں نفل پڑھکر یہ دعا مانگے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا مَسْجِدُ الْقِبْلَتَیْنِ وَمُصَلّٰی نَبِیِّنَا وَحَبِیْبِنَا
وَسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ فِیْ کِتَابِکَ
الْمُنَزَّلِ عَلٰی صَدْرِ نَبِیِّکَ الْمُرْسَلِ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً
تَرْضٰھَا فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَللّٰھُمَّ کَمَا بَلَّغْتَنَا فِی الدُّنْیَا زِیَارَتَہٗ وَمَا ثَرَہُ
الشَّرِیْفَۃَ فَلَا تَحْرِمْنَا یَا اَللّٰہُ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَتِہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ وَتَحْتَ لِوَائِہٖ وَاَمِتْنَا عَلٰی مَحَبَّتِہٖ وَسُنَّتِہٖ وَاَسْقِنَا مِنْ
حَوْضِہِ الْمَوْرُوْدِ بِیَدِہِ الشَّرِیْفَۃِ شَرْبَۃً ھَنِیْئَۃً مَّرِیْئَۃً لَّا نَظْمَأُ بَعْدَھَا اَبَدًا
اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پھر ان مسجدوں میں آئے جو مسجد قبلتین کے راستہ میں ہیں اور وہ مسجدیں ہیں
پھر اس غار پر آئے جو جبل سلع پر ہے۔ اور وہاں نفل پڑھے اور یہ دعا مانگے۔ اَللّٰھُمَّ کَمَا بَلَّغْتَنَا

فی الدنیا زیارتہ وما ترکہ الشریفۃ فارحمنا یا اللہ فی الاخرۃ من فضل شفاعۃ
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحشرنا فی زمرتہ الی آخرہ کما مر

نوٹ :- یہ دعا تک پڑھے ان ہی الفاظ کے ساتھ جو دعا ۲ میں گذر چکے ہیں۔ پھر شہداء
جنگ احد کی مزارات کی زیارت کرے اور یہ پڑھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا حَمْزَۃَ
بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ رَسُولِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا
عَمَّ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ حَبِیبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَمَّ الْمُصْطَفٰی
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الشُّهَدَاءِ وَیَا اَسَدَ اللّٰہِ وَیَا اَسَدَ رَسُولِہٖ اَلسَّلَامُ
عَلَیْكُمْ یَا سُعَدَاءُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ
یَا شُهَدَاءُ اَحُدٍ كَافَّۃً عَامَّۃً وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ پھر ہفتہ کے دن سے قبا
میں آئے اور دو رکعت نفل پڑھے اور یہ دعا مانگے، نوٹ :- مسجد قبا میں گھر سے وضو کر کے جائے
نماز پڑھے دعا مانگے اور چلا آئے تو ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اگر ہو سکے تو روزانہ ورنہ جس روز ممکن ہو
بار بار مسجد قبا کی حاضری موجب اجر عظیم ہے۔ مدینہ منورہ کے چند روزہ قیام کی قدر کرے بار بار ایسا موقع
کہاں ملتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدُ قُبَاءَ وَمُصَلّٰی نَبِیِّنَا وَحَبِیبِنَا وَ
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فِی كِتَابِكَ
الْمُنَزَّلِ عَلٰی صَلْدِ نَبِیِّكَ الْمُرْسَلِ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ
تَقُومَ ..... فِیہِ رِجَالٌ یُحِبُّونَ اَنْ یَتَطَهَّرُوا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِینَ
اَللّٰھُمَّ طَهِّرْ قُلُوبَنَا مِنَ النِّفَاقِ وَاَعْمَالَنَا مِنَ الرِّیَاءِ وَفُرُوجَنَا مِنَ الزِّنَا وَالسَّیِّئَاتِ

مِنَ الْكِذْبِ وَالْخِيْبَةِ وَاعْيُنَّا مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ
وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ وَرَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ
مِنَ الْخَاسِرِيْنَ پھر مسجد قبا کے کونے میں کشف نامی طاق کے قریب آئے اور یہ آیت پڑھے
لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى) کے نازل ہونے کی جگہ اور بوقت ہجرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
اونٹنی کے بیٹھنے کی جگہ کے قریب آئے اور یہاں چار مسجدیں ہیں۔ اور یہاں نفل پڑھ کر یہ دعا مانگے
اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ اِلٰى آخِرِهٖ كَمَا مَرَّ
یہ دعا آخر تک پڑھے ان ہی الفاظ

کے ساتھ جو دعا ۳۲ میں گذر چکے ہیں۔) پھر مسجد شمس اور مسجد اجابت اور مسجد جمعہ میں اور مسجد بنی بیاضہ میں جو قبا
کے راستہ جو دعا ۳۲ میں گذر چکے ہیں۔) پھر مسجد شمس اور مسجد اجابت اور مسجد جمعہ میں اور مسجد بنی بیاضہ میں جو قبا
کے راستہ میں آتے اور پھر مسجد عاتکہ میں آئے جو بقیع کے پاس ہے اور مسجد اجابت ثانی میں آئے یہ اس
کی طرف ہے آئے اور پھر مسجد عاتکہ میں آئے جو بقیع کے پاس ہے اور مسجد اجابت ثانی میں آئے یہ اس
کے پاس ہی ہے۔ اور ان دونوں میں نفل پڑھے۔ اور جو چاہے دعا مانگے۔ اور رخصت ہونے کے وقت
کے پاس ہی ہے۔ اور ان دونوں میں نفل پڑھے۔ اور جو چاہے دعا مانگے۔ اور رخصت ہونے کے وقت
کے وداعی الفاظ یہ ہیں۔ اَلْوَدَاعَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْفِرَاقَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامَ يَا حَبِيْبَ
اللّٰهِ لَا جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْكَ وَلَا مِنْ زِيَارَتِكَ وَلَا مِنَ الْوُقُوْفِ
بَيْنَ يَدَيْكَ اِلَّا وَمِنْ خَيْرٍ وَعَافِيَةٍ وَصِحَّةٍ وَسَلَامَةٍ اِنْ عِشْتُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ
تَعَالٰى جِئْتُكَ وَاِنْ مُتُّ فَاَوْدَعْتُ عِنْدَكَ شَهَادَتِيْ وَاَمَانَتِيْ وَعَهْدِيْ وَمِيْثَاقِيْ
مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهِيَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ
عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چلے آج ہم دشت وحشت سے آگے
خدا جانے الفت کہاں لے چلی ہے

۱۰ شوال المکرم ۱۳۶۴ھ - ۱۸ ستمبر ۱۹۴۵ء یوم سہ شنبہ :

سہ شنبہ کا وہ مبارک دن ہے کہ صبح روح افزا نوید مبارک لائی خورشید خاور نے طلوع ہو کر مبارکبادی کا سہرا گایا احباب کا ہجوم صبح سے ہی موجود تفکرات کی دنیا نابود ہمجلیس محلہ شب بھر مبارک سلامت سنا رہے تھے - احباب ایائے محبت لا رہے تھے - چاہتا تھا کہ اپنی سیہ کاری کی شرمساری لے کر تنہا اسٹیشن جاؤں - مگر "قاسم عالم" کے آستانہ کا عزم تھا - رحمۃ اللعالمین کے حجاب رحمت نے سیہ روئی محجوب کی - جم غفیر اسٹیشن تک ہار پھول ڈالتا مبارک سلامت کے آوازے لگاتا چلا - نعرہ ہائے تکبیر کی فلک بوس صدائیں کیف بیخودی طاری کر رہی تھیں - میرے رفقاء سفر احمد بخش - محمد امین - حاجی غلام محمد - میاں محمد شفیع - میاں بدر الدین - اللہ دتہ قصوری نور الدین نور انجینئرنگ ورکس - فضل الدین انجینئر صاحبان وغیرہ معہ مستورات اور دو بچوں عزیز خلیل اور مسماۃ خالدہ تھے - کور سامان مہیا کئے ریزرو

ڈبہ میں سلیقہ سے رکھا رہے تھے۔ گاڑی ایک گھنٹہ لیٹ ہوئی۔ لیکن احباب
کے جوش محبت کے معانقہ سے چلتے چلتے بھی فرصت نہ ملی۔ سب میں بڑی
خوش قسمتی کہ سلالۂ دودمانِ قادریت صدر الملت اعلیٰحضرت مولانا ابوالمحامد
سیّد محمد صاحب محدث اشرفی کچھوچھوی معہ صاحب سجادہ مخدوم العصر حضرت
مختار احمد اشرف معروف محمد میاں صاحب لازالت شموس فیضانہ طالعہ
پلیٹ فارم پر رونق افروز ہوئے۔ ممدوح اس وقت صرف اور صرف
اس اپنے خادم کو نوازنے رونق افروز ہوئے۔ دیکھتے ہی قدمبوس ہوا۔
عزیز از جان مولانا ابوالبرکات سید احمد مفتی پنجاب و ناظم مرکزی
حزب الاحناف ہند لاہور سے گلے ملا اور ضروری وصیت کرکے
گاڑی میں بیٹھا۔ آج گاڑی کا وسل نفخ صور کا لطف دے رہا تھا
یہ وقت وہ تھا کہ احباب مجھ سے گلے مل کر جدا ہو رہے تھے اور میں
احباب سے چھٹ رہا تھا۔ ہر آنکھ پر نم چند روزہ جدائی سے ہر دل پُر غم
مجھی بابو سراج الدین۔ احمد یار اور مستری فضل دین ان اخص احباب کی
کی بیچینی اور زاری دیکھی نہ جاتی تھی۔ حتی کہ سفر فرحت اثر کے لئے روانگی
کے باوجود میری آنکھ بھی اشکبار ہو گئی۔ غم سے نہیں بلکہ افراط مسرت سے۔
مجھی حاجی حافظ خادم حسین صاحب سے قبل از روانگی تہ پایا تھا کہ
اسپیشل ٹرین سے چلینگے۔ مگر یہ معلوم کرکے ارادہ میل ٹرین سے روانگی

کا ہو گیا۔ کہ اسپیشل کراچی میل سے بیس گھنٹہ بعد پہنچے گی۔ ہم میل ٹرین میں تھے اور حافظ صاحب اسپیشل میں کہ یکایک اژدہام کو چیرتے پھاڑتے ہاروں میں لدے ہوئے تشریف لائے اور شکوہ فرمایا۔ معذرت کی گئی کہ اطلاع دی مگر ٹیلیفون پر آپ نہ ملے۔ خیر کراچی ہمارا آپ کا ملنا ہوگا حاجی کیمپ میں ہی ملاقات ہو گی۔ ممدوح کی معیت میں ڈیڑھ سو کے قریب حاجی و حجن ہیں۔ اور اسپیشل سے ہمارے کراچی پہنچنے کے بعد پہنچیں گے۔ کراچی میل جب لاہور اسٹیشن سے چلا برادرِ محترم حافظ غلام احمد صاحب عزیز از جان مولانا ابوالبرکات۔ برخوردار سیّد خلیل احمد عزیز شبیر احمد قاری محمد طفیل و مولوی سیّد محمود و محمد علی معراج دین۔ نور محمد عرف منّا محمد حسین ایک اسٹیشن تک پہنچانے آئے۔ ایک بزرگ معمّر بھی رائے ونڈ تک اپنی مخلصانہ محبت میں پیر دباتے آئے۔ اسٹیشن لاہور پر قاری محمد طفیل صاحب نے حفیظ جالندھری کا سلام پڑھا۔ جس کا پہلا مصرعہ "میرا سلام لے جا" ہے۔ اور ایسے پر کیف لحن میں پڑھا کہ ہزار ہا کا ہجوم محو سماعت ہو گیا۔ اس کے بعد فارسی میں چند اشعار پڑھے۔ جو اس فقیر سراپا تقصیر کی تعریف میں تھے۔ جنہیں سن کر میری خجالت کی حد نہ رہی۔ میرے ضمیر نے مجھے ملامت کی اور کہا کہ تجھ جیسے سیہ کار کے لئے یہ مدحت سرائی درحقیقت یہ صدقہ اس سرکار کا ہے جس کی بارگاہ کی طرف تو کھچا ہوا جا رہا ہے۔ اللہ۔ اللہ

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
بشرے کہ بارگاہ یہ خیر البشر کی ہے

غرضکہ یہ قافلہ ۱۰ بجے اسٹیشن لاہور سے روانہ ہوکر ۳½ بجے خانیوال پہنچا۔ گاڑی اتنی دیر ٹھہری کہ قصر نماز آسانی سے ادا کی۔ پھر چلا۔ آگئی راستہ میں رفقاء سفر اس قدر سبز میوہ شیریں اور کھانا لائے ہوئے تھے کہ تمام وقت کھانے ہی کھانے میں گذرا مجھے آج قدرتاً اشتہا نہ ہوئی بہرحال چاء میں نے بھی پی اور ۷ بجے سمامسٹہ پہنچ کر عصر ادا کیا گیا۔

غرضکہ بڑی سرکاروں میں بلائے ہوئے خواہ مقرب ہوں خواہ غلام بدنام مہمان ہونے کی حیثیت ضرور رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غلام نوازی میں گھر سے نکلنے کے بعد سے ہی وہ نظام شاہی ہوا کہ برف کی مکمل سلیں اسٹیشنوں پر آگئیں۔ اور جب پیاس لگی راستہ بھر بلا برف پانی تو پانی فواکہات بھی نہ کھائے۔ بلکہ آلو بخارا۔ کیلہ۔ بیٹھا۔ انار۔ انگور بھی برف میں لگے ہوئے عطا ہوئے۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

شب بھر آرام سے سوتے گذری۔ صبح نماز فجر چلتی گاڑی میں پڑھی اس لئے کہ وقت قضا ہو رہا تھا اور ایسی حالت میں چلتی گاڑی میں پڑھنا جائز ہے۔

مگر اعادہ ضروری ہے۔ اگلا اسٹیشن حیدر آباد سندھ سورج طلوع ہونے پر آیا کوتری کے اسٹیشن پر ناشتہ کیا۔ یہاں خنکی تھی۔ ستلج کا دریا منظر میں نہایت شاندار تھا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بتاتے ہیں کہ یہاں سات دریا آکر ملتے ہیں۔ تو گویا اس کی ترکیب سات اور لج سے ہے یعنی سات لہریں۔

۱۱ شوال المکرم ۱۳۶۴ھ - ۱۹ ستمبر ۱۹۴۵ء - چہار شنبہ

معمولات سے فارغ ہو کر چائے اور خرمی پیٹھیاں ناشتہ میں استعمال کی گئیں۔ ۲ بجے اول کراچی چھاؤنی آئی۔ پھر کراچی اسٹیشن۔ باطمینان تمام سامان ٹھیلوں میں لادا گیا اور وکٹوریا کی گئیں۔ یہاں تانگہ بھی ملتے ہیں جن کے ٹپ بدنما ہیں۔ اور گدھوں کی گاڑیاں بھی عجب شان کی دیکھیں۔ نہایت تیز چلاتے ہیں۔ اونٹ کے ٹھیلہ بھی دیکھنے میں آئے۔ ایک اونٹ سے چلاتے ہیں۔ پھر خان بہادر محمد الدین صاحب کنٹریکٹر کی کوٹھی پر اترے جو نہایت ہوادار اور شاندار کمروں اور فرنیچر سے آراستہ تھی سمندر کی سرد اور خوشگوار ہوا ہر کمرہ میں موجود غسل خانہ سنگ مرمر کے فرش کا پاخانہ فلیس سسٹم کا۔

ابھی اسٹیشن پر پتہ چلا کہ اسپیشل جس میں حافظ خادم حسین صاحب آ رہے ہیں شام کے ۲ بجے کراچی اسٹیشن پر آئے گی اور گودھی تک نہیں پہنچائے گی۔ بلکہ اسٹیشن کراچی سٹی پر ہی اتار دے گی۔

کوٹھی آکر نمبروار تمام رفقاء سفر غسل خانہ کی طرف گئے اور نہا نہا کر آئے

رہے۔ میں نے کل لاہور سے چلنے کے وقت نئے کپڑے پہنے تھے لیکن احباب کے اس اجتماع نے جو اسٹیشن پر مجھ سے رخصت ہونے آیا تھا۔ گلے مل مل کر اتنے میلے کر دئے کہ آج کراچی قیام گاہ پر آکر دیکھا تو خیال آیا کہ اتنے میلے کپڑے میں نے اس سے قبل کبھی اپنے بدن میں نہیں رکھے۔ ۳ روپے کپڑا کے حساب سے لانڈری والے کو دئے گئے کہ کل لے کر آئے۔

خان بہادر صاحب نے تار کے ذریعہ کوٹھی کے ملازمین کو اطلاع دے دی تھی کہ چند احباب آرہے ہیں ان کا کھانا تیار رکھو۔ چنانچہ اس کھانے میں خاص طور پر میرا اور میاں بدرالدین صاحب مستری مہر دین جو کراچی تک اپنی ہمشیرہ کو پہنچانے آئے ہیں اور ہمارے ہی ساتھ ہیں اور چند احباب کا حصہ تھا۔ ہم نے غسل سے قبل ہی کھانا کھا لیا اور باقی اب ہوٹل میں کھا کر حاجی کیمپ کو گئے ہیں۔ تاکہ ٹکٹ وغیرہ کے قصہ سے بیفکری حاصل ہو جائے۔

انجکشن کا لگوانا چیچک اس سفر میں لازمی ہوتا ہے اور کراچی پہنچ کر اس مرحلہ سے عبور کرنا نہایت دشوار ہوتا ہے۔ ایسے ہی پاسپورٹ کی بھی بہت مشکل ہوتی ہے۔ جو مجسٹریٹ کا مصدقہ ہوتا ہے۔ یہ تمام مراحل میاں احمد بخش میاں محمد امین صاحبان کے ذریعہ بہت آسانی سے لاہور ہی میں طے پا چکے تھے یعنی پاسپورٹ اور انجکشن کے سارٹیفکیٹ لاہور ہی سے حاصل ہو چکے تھے

کراچی شہر

کراچی شہر بڑا شاندار شہر ہے۔ عمارتیں بہت زیادہ ہوادار اور شاندار ہیں۔ آبادی اقوام کی مخلوط ہے۔ ٹراموے نہایت کشادہ سڑکوں پر ہے۔ لنڈن کا سب سے قریبی ساحل ہے۔ سڑکیں نہایت مصفا اور کشادہ ہیں۔ وکٹوریا یہاں عموماً کرایہ پر ملتی ہے۔ تانگہ یہاں ہیں اور چار ہی سواریاں لیتے ہیں۔ وکٹوریا میں پانچ تک سواریاں آجاتی ہیں۔

اب ظہر کی نماز کے بعد احمد بخش۔ محمد امین صاحب معہ چند رفقاء سفر کے ٹکٹ بنوانے گئے۔ اور میں مستری مہر دین اور ارشد عرف آتش رانی باغ سے ٹراموے میں روانہ ہوئے۔ مارکیٹ تک ارنی کس کرایہ لگا وہاں سے بندر تک کے لئے پانچ ٹکٹ ۵ر کے علیحدہ لئے اور بندرگاہ پر پہنچے پاس اگرچہ داخلہ کا مفت ملتا ہے لیکن ۱۰ بجے سے پانچ بجے تک غایت چھ بجے تک دیتے ہیں۔ ہمیں چونکہ دیر ہو گئی تھی اس وجہ میں باہر سے منظر دریا دیکھتے رہے اور نو بجے شب کوٹھی پر آئے۔

حاجی کیمپ میں بڑا رش بتایا گیا۔ اور بہت سے احباب مجھے دریافت کرنے والے بھی وہاں محمد امین صاحب کو ملے جو ہمارے ساتھ ہی آگبوٹ

ہیں جائیں گے۔ اور حاجی کیمپ میں مقیم ہیں۔

بہرحال یہ خوشخبری بڑی مسرت افزا تھی کہ ٹکٹوں کے مرحلہ سے بھی فارغ ہو آئے ہیں۔ فی حاجی معہ خوراک عسارف ۲۵۰ روپیہ جدہ تک چارج ہوا۔ ہمارا جہاز مغل لائن سے ہے۔ ۵ بجے پچھلی رات اسپیشل حاجیوں کا آیا اس سے چند رفقاء سفر کوٹھی ہی آکر اترے۔ حافظ خادم حسین صاحب معہ قافلہ حاجی کیمپ میں اترے ہونگے۔

۱۲ شوال المکرم ۱۳۶۴ھ۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۴۵ء پنجشنبہ

بعد نماز فجر معمولات سے فارغ ہو کر اول پان لگائے پھر چاء وغیرہ سے فارغ ہو کر لاری میں پیر منگا صاحب کو روانہ ہوئے۔

حالات مزار پیر منگا صاحب

منگا پیر کا اصل نام منگارام تھا کوئٹہ بلوچستان کا قریب راستہ ہے جہاں یہ مزار اور مسجد پہاڑی پر واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ منگارام راہزن اور زبردست راہزن تھے۔ کوئٹہ جانے والوں اور کوئٹہ سے آنے والوں کے لئے منگارام نے راہزنی کے لئے یہی جنگل اپنی کمیں گاہ بنا رکھا تھا۔ رنگ سیاہ فارم شکل نہایت پر خطر تھی۔ خاصان بارگاہ کے تصرفات کو اللہ تعالےٰ اسی طرح ظاہر فرماتا ہے۔ حضرت شاہ باز قلندر۔ حضرت منصور علاج۔ حضرت

بابا فرید حضرت شمس تبریز رحمہم اللہ کا ادھر سے گذر ہوا - منگا رام اپنی پرانی بدخصلت کے ماتحت ان کے بھی مقابل آیا - انہوں نے اسے مسخر کیا اور ہدایت فرمائی کہ ایسے سخت گناہ سے باز آ جو حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے - مختصر یہ کہ منگا رام تائب ہوا اور انہوں نے اب حج بھی کیا اور صاحب کمال بزرگ کراچی میں مشہور ہوئے - قصہ تو بہت کچھ سنا ہے ان کے خاص معتقدین مکرانی لوگ ہیں - جو سالانہ عرس بھی کرتے ہیں ہماری لاری کا ڈرائیور مکرانی مسلمان تھا - اس کی زبانی ہی یہ تمام واقعات سنے اور ان کی کرامتوں میں ایک کرامت یہ ہے کہ منگا پیر کی پہاڑی سے جس پر آپ کا مزار ہے قریب بیس قدم کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا باؤلی نما تالاب سا ہے جس میں نہایت غلیظ اور میلا پانی ہے اس کے اندر مگر مچھ تقریباً اڑتیس تھے جو میری شمار میں آ سکے - بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہیں - میں نے اول تقریباً بیس منٹ تک غور کیا لیکن ان میں کوئی حرکت نہ پائی - اور آنکھیں بھی معدوم سی نظر آئیں - میں سمجھا کہ یہ پتھر کے مگر ہیں جو پانی کے دلدل میں پڑے نظر آ رہے ہیں - انہیں بابا فرید کی جوں کہتے ہیں - یکایک دو چار مگر چلتے ایک دوسرے سے ٹکراتے نظر آئے تو میں سمجھا کہ یہ صاحب مزار کا تصرف ہے ورنہ وہ تماشائیوں سے کچھ زیادہ دور نہیں ہیں - ان کے کھانے کا کوئی

مستقل نظام نہیں کوئی زائر کبھی آیا تو بکرا ذبح کر کے ڈال گیا ورنہ نہایت اطمینان سے پڑے سو رہے ہیں۔

یہاں سے تقریباً دو فرلانگ آگے لاری میں گئے تو وہاں چشمہ گرم ملا۔ اسے بھی مذکورہ بالا بزرگوں کی کرامت بتایا جاتا ہے۔ اس مکرانی ڈرائیور نے ظاہر کیا کہ ہم لوگ کبھی کسی تکلیف میں ڈاکٹر حکیم کے منت کش احسان نہیں ہوئے۔ ہم ہر تکلیف میں اسی چشمہ پر آتے نہاتے اور اسی کا پانی پیتے ہیں۔ ہفتہ عشرہ یہاں رہ کر تندرست ہو کر واپس جاتے ہیں یہاں سے ہم نے معہ رفقاء سفر تھوڑا پانی منگوایا۔ دیکھا تو اچھا خاصہ چاء کے پانی جیسا گرم تھا۔ ایک ایک گھونٹ تبرکاً سب نے پیا۔

یہاں ہمیں انارکلی کے تاجر مسمی کرم الٰہی معہ بیوی بچوں کے ملے۔ یہ بھی ہمارے ساتھ ہی حج کے لئے جا رہے ہیں۔

واپسی پر لاری سیدھی جونا مارکیٹ تک لائی گئی تاکہ کھانا کسی ہوٹل میں کھا کر فارغ ہوں۔ چنانچہ یہاں آئے ہوٹل بہت تھے لیکن ایک ہوٹل جس کا مالک محمد رمضان تھا ایرانی ہوٹل کے نام سے ملا۔ یہاں گرما گرم نہایت عمدہ روٹیاں ملیں۔ اوپر کے درجہ میں بیٹھے۔ کچومر سرکہ پیاز ہری مرچ پہلے پٹیل پر آیا۔ پھر گرما گرم نان خمیری آئے۔ پھر کلیجی کوفتہ قورمہ وغیرہ لایا گیا۔ خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اور وہاں سے واپسی پر ٹانگوں میں بیٹھے تو ٹانگہ اور ال

تھا ہم سوچ رہے تھے کہ کس طرح اس کا اور ال جائے ۔ کہ تانگہ والے نے ہمیں ذرا اٹھایا اور تانگہ کی گدی کو کھینچا وہ آگے پیچھے سمیت آگے ہوگئی ۔ یہ ترکیب تانگہ کی پسندیدہ نظر آئی ۔ زنانی سواریاں کو ٹھی روانہ کردی گئیں اور میں میاں احمد بخش میاں محمد امین اور بدر دین مستری مہر دین وغیرہ حاجی کیمپ پہنچے ۔ حاجی کیمپ میں ایک چھوٹا سا شہر آباد تھا ۔ بڑی بڑی بارکیں جن میں دنیا بھر کے لوگ دیارِ محبوب کی طرف سفر کرنے کے عزم میں جمع تھے ۔ انکوائری آفس ۔ مغل لائن کا دفتر سندھی لائن کا دفتر ۔ احرام و کفن کے دینے کی دکان ۔ اشرفیاں بازاری نرخ سے بیچنے کی دکان ۔ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ اعلان کا نظام ۔ درمیان کیمپ کے مسجد ۔ غرضکہ تمام سہولتیں وہاں حاصل نظر آئیں ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جہاں ہمارا قیام تھا ۔ اس کے مقابلہ میں حاجی کیمپ کچھ نہ تھا ۔ بلکہ بعض رفقاء سفر تو یہ بھی کہہ بیٹھے کہ اس کیمپ کے مقابلہ میں ہم بہشت میں ہیں ۔ وہاں سے واپسی کے لئے ہمارے ہمراہیوں میں سے پانچ اشخاص تو گدھا گاڑی میں بیٹھ کر قیام گاہ کو آگئے ۔ اور ہم حافظ خادم حسین کو تلاش کرتے رہے ۔ دھوپ تیز تھی ۔ ہم تھک گئے کہ اتنے میں ایک صاحب سے معلوم ہوا کہ وہ ۸۰ نمبر لائن نہیں ہیں ۔ جو آخری لائن کوارٹروں کی ہے ۔ بلوا لے پر آگئے ۔ آنکھوں میں جا گئے

تکان کا یہ عالم تھا کہ بات کرتے کرتے آنکھیں بند ہوئی جارہی تھیں۔
رضکہ فیصلہ یہ ہوا کہ اب بندرگاہ پر ملاقات ہوگی۔ بندرگاہ جسے کیماڑی کہتے
ہیں حاجی کیمپ سے تقریباً دو میل ہے۔ اور شہر کے وسط میں واقع ہے۔
ہم لوگ فٹن تانگوں میں واپس آگئے۔ جو لوگ گدھا گاڑی پر آئے تھے
انہوں نے اس قدر تعریف کی ہے کہ ہمیں شوق چرّا رہا ہے۔ انشاءاللہ
خود سوار ہو کر مفصل کیفیت سنائی جائے گی۔ دو روز کے قیام کے
بعد یہ امر خاص قابل ذکر محسوس ہوا کہ کراچی میں پانی کی قلت ہے اور
سخت گرم ملتا ہے۔ ساڑھے پانچ بجے پانی کھلتا ہے اور چھ بجے بند
ہو جاتا ہے۔ سمندر کے کنارے پانی کی کمیابی ؎

ایں طرفہ تماشا بیں تشنہ است بہ آب اندر

کراچی آنے والوں کو چاہیے کہ یہاں پانی کے ٹائم پر اپنی بالٹی اور
گھڑے بھر کر احتیاط سے خرچ کریں ورنہ سخت مشکل کا سامنا ہو جاتا
ہے۔ اور پانی جوش کر کے سرد نہ کر سکیں تو چھان ضرور لیں کیونکہ
اس میں کیڑے ہوتے ہیں۔ آج پانی بغیر شام کے لئے سالن کی ہانڈی
جلنے لگی۔ مجبوراً چولہے سے پانی کے انتظار میں اتارنی پڑی۔

۱۳ شوال ۱۳۶۴ھ۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۴۵ء یوم جمعہ

آج صبح اوراد سے فارغ ہو کر ناشتہ کیا دال خشکہ کھا کر چاء پی کر فارغ

ہوئے ۔ میاں محمد امین ۔ میاں احمد بخش ۔ میاں نور دین وغیرہ تو حاجی کیمپ کو گئے معلوم ہوا کپڑا احرام و کفن کا کل ایک بجے ملے گا ۔ میں نے معہ حاجی بدر الدین صاحب اور ان کے صاحبزادے اور آتش کو ہمراہ لے کر پنجاب ہیئر کٹنگ میں جا کر خط بنوایا ۔ اور وہاں ہی غسل کیا پانی بہ افراط تھا ۵ روپے کس حجامت غسل صابن کے چارج کئے ۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر قیام گاہ پر آیا ۔ آج کھانے کے پروگرام میں شامی کباب میرے ذمہ تھے ۔ اروی گوشت ۔ پالک گوشت مستورات نے بنایا ۔ خمیری نان دکان سے منگوا لئے ۔ ادھر حاجی کیمپ سے واپس سب آ چکے تھے ۔ ادھر میں شامی کباب بنا چکا تھا ۔ سب نے مل کر آرام سے کھانا کھایا ۔ جمعہ کی نماز چونکہ بوجہ سفر ول ہم پر واجب ہی نہ تھی باوجود اس کے افضلیت پر عمل کرتے ہوئے ہم نے اپنا جمعہ قیام گاہ پر کیا ۔ کوٹھی میں ہی خطبہ کر کے نماز جمعہ پڑھی اور میاں کریم بخش صاحب ۔ عبد الرشید اینڈ سنز اور میاں نور دین صاحب نور الیکٹریک ورکس نے بڑے پر کیف لہجہ میں نعتیں پڑھیں ۔ جن سے روح میں تازگی پیدا ہو گئی ۔ یہ امر بار بار ظاہر کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے کہ کراچی کا پانی اچھا نہیں ۔ اور اچھا نہ ہوتے ہوئے بھی کمیاب ہے ۔ تمام اہل کراچی اس امر کے شاکی ہیں ۔ جمعہ کے بعد میاں محمد بخش ۔ محمد امین ۔ میاں محمد طفیل صاحب برادران الیکٹریک ورکس لاہور وغیرہ حاجی کیمپ ٹکٹ لینے اور حالات معلوم کرنے گئے ۔ ۴ بجے

بوقت مغرب آئے - تو خوشخبری دی کہ ٹکٹ مل گئے - بڑی بے چینی سے ٹکٹوں کی زیارت کی - ٹکٹ کیا ہیں - پورے اعمال نامہ ہیں - ایک ایک کاپی پاسپورٹ اور ایک لمبا چوڑا فیروزی رنگ کا انگریزی میں چھپا ہوا کاغذ جس کے دو حصہ تھے - ایک حصہ جانے کا ٹکٹ - دوسرے پر سرخ رنگ میں "آر" لکھا ہوا تھا - وہ واپسی کا -

اس وقت بعد مغرب ہمارے قافلہ کی دعوت تھی - جو ہماری قیام گاہ پر ہی کی گئی - دعوت کرنے والے جناب نور دین صاحب کے دوست ہیں - آپ کراچی میں رہتے ہیں - اور آپ کا نام نامی نوران شاہ صاحب پروپرائٹر مشینری ورکشاپ لارنس روڈ ہے - دعوت میں مرغ کی بریانی - سویون کا زردہ - تنوری پراٹھہ - مٹر قیمہ تھا - جو نہایت لذیذ بنایا گیا تھا - بالخصوص زردہ سویون کا کھا کر تو میں اس نتیجہ پر پہنچا - کہ یہ زردہ شاید اہلِ کراچی کے نانبائیوں ہی کی ایجاد ہے - اس لئے کہ اسقدر ستھرا اور صاف اور لذیذ زردہ لکھنؤ - دہلی - لاہور میں نہیں کھایا - جزاہم اللہ خیر الجزا -

نماز عشاء پڑھنی ہے - اس لئے بقیہ حالات انشا اللہ کل کے روزنامچہ میں عرض کروں گا -

۱۴ شوال ۱۳۶۴ھ - ۲۲ ستمبر ۱۹۴۵ء - شنبہ - آج شام سوتے ہوئے حضرت الد قبلہ قدس سرہٗ کی خواب میں زیارت ہوئی - اول کچھ خفگی کا اظہار ہوا -

جس کی وجہ خواب میں ہی سمجھ میں آئی - وہ یہ کہ روانگی سے چار روز پیشتر اور
دو روز پیشتر تو میں مزار پر انوار کی حاضری دے چکا تھا۔ لیکن چلتے وقت جب
خیال حاضری آیا - تو مجھے یہ وہم ہوا - کہ اگر مزار سے رخصت ہو کر اسٹیشن
گیا تو ایک میلا ہو جائے گا - اور اژدہام محبین سے ایک قسم کی نمائش بن
جائے گی - اپنی سیہ کاری سے خجل ہوتے ہوئے سوچا کہ خاموشی سے اسٹیشن
پہنچوں - کہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ پر عمل ہو سکے - پھر بھی دو سو ڈھائی
سو کا اجتماع تھا - نعرہ ہائے تکبیر چند لگائے گئے پھر میں نے بند کر دئے۔
اس وجہ میں رخصت ہو کر نہیں آیا - چنانچہ خواب میں ہی میں نے بہت سی
عذر معذرتیں کیں - حتیٰ کہ بہت خوشی کا اظہار فرمایا - اور خوش خوش ادھر
ادھر کی باتیں حسب عادت فرماتے رہے - کہ آنکھ کھل گئی - دیکھا کہ
مستری مہر دین اور میاں بدر الدین صاحب اور مستری محمد طفیل صاحب
کراؤن انجینرنگ ورکس اٹھے ہوئے ہیں - اور ٹہل رہے ہیں - میں نے پوچھا
کیا بات ہے - کہنے لگے آج کچھ نیند اچٹ گئی ہے - پھر میں نے مستری
مہر دین صاحب سے کہا کہ ہماری روانگی کے بعد جب آپ لاہور پہنچیں - تو
مزار حضرت قبلہ والد قدس سرہٗ پر میرا اسلام عرض کر دیں - اور کچھ فاتحہ میں
نے بازار سے خرید کر دی - اس وقت شب کے ۱/۲ ۱ بجے تھے - صبح اٹھا -
تو جی چاہا کہ کہیں گل گشت کو جاؤں - چنانچہ نماز فجر پڑھ کر اور ادِ معمولہ رابطہ

میں پڑھتا چلا۔ آتش کی ارشد میرے ہمراہ ہے۔ کسی باغ کی سیر کی۔ سیر
اقسام کے جانور پرند چرند موجود تھے۔ اور کسی قسم کی روک ٹوک یا ٹکٹ نہیں
لاہور کے چڑیا گھر کو اس باغ کا ایک تختہ کہدیا جائے۔ تو بیجا نہیں۔ وہاں
یہ اوچھہ پن کہ سیر کرنے والے سے ۲ر ٹکٹ چارج ہو۔ اور ٹائم کے
ساتھ کھلے اور بند ہو۔ یہاں فجر کے بعد سے شام دس بجے تک بلا مزاحمت
مزاحم آمد و شد ہے۔ پھولوں کے تختہ نہایت فرحت افزا۔ ہر تختہ کے پاس
طائرانِ خوشرنگ کے خوشنما مکان جالیدار۔ شیر تقریباً دس بارہ افریقہ اور
بنگال اور کہاں کہاں کے غرضیکہ ہر خوبی کے اعتبار سے یہ باغ جامع ہے
اب ارادہ ہوا ہے کہ صاحبزادہ مولانا محمد علم الدین صاحب قادری بدایونی
سے سولجر بازار کراچی میں جاکر ملاقات کروں۔ میرے ہمراہ ارشد آتش
اور مستری مہر دین جا رہے ہیں۔ وہاں سے واپسی پر بقیہ حالات قلمبند
کروں گا۔ میاں نور دین۔ میاں احمد بخش۔ میاں محمد امین صاحبان ابھی
بندرگاہ پر گئے ہیں۔ وہاں ان کے رشتہ دار کا قیام ہے۔ جو مستری جلال دین
کے بیٹے ہیں۔ ان سے ملنے کی خاص ضرورت یہ ہے۔ کہ ۲۳ ستمبر کو یعنی
کل شام وہاں جاکر رات کا قیام کیا جائے۔ تاکہ صبح ہی صبح گودھی سے
جہاز پر آرام سے سوار ہو سکیں۔ واپسی پر حاجی کیمپ آنے کا ارادہ ظاہر
کرتے تھے۔ کہ حافظ حاجی خادم حسین صاحب سے مل کر ۲۴ ستمبر کا پروگرام

صبح بندر پر پہنچ جائیں - اس سے اس امر کا اطمینان ہو جاتا ہے - کہ
جہاز انشاء اللہ ۲۴ ستمبر کو دوشنبہ کے مبارک روز روانہ ہو جائے
گا - وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ -

میں اپنی قیام گاہ سے حاجی کیمپ گیا - اور وہاں سے حافظ خادم حسین
صاحب کو ساتھ لے کر سولجر لائن آیا - یہاں علمی جامع میں صاحبزادہ صاحب
سے ملاقات ہوئی - واپس قیام گاہ پر آیا - ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر
حاجی کیمپ میں میاں احمد بخش - میاں محمد امین - میاں محمد طفیل وغیرہ معہ
ارشد گئے - ۲۰ مارچینی کنٹرول ریٹ پر للعہ روپیہ کی خریدی - کپڑا بالکل
ردی تھا - لٹھا کا عرض بھی اٹھارہ گرہ کا اور بہت موٹے سوت کا ۱۰ گز
مل رہا تھا - ہجوم اسقدر تھا - کہ حاجی ایک پر ایک گر رہا تھا - ہمیں فروخت
کنندہ لوگوں نے کہا - کہ اس وقت نہ لو - صبح آجانا اور مال آئے گا اس
میں سے اچھا رہے گا - بموجب ان کی ہدایت کے نہ خریدا - چٹائیاں ۵ عدد
فی صد خریدیں - جو بالکل معمولی تھیں - اور میں نے ایک چپل جو چٹائی کی
طرز پر چمڑے کی بنی ہوئی تھی - آٹھ روپیہ میں خریدی - تاکہ سفر صفا و مروہ
میں آرام ملے - حاجی کیمپ میں ہی مسٹر رفیق ملے - انہوں نے مجھے کہا - کہ
خلیل احمد نے دو پیکٹ آپ کے لئے مجھے دیئے ہیں - نہ معلوم ان میں

کیا ہے۔ چنانچہ وہ انہوں نے منگوا دیئے۔ دیکھا تو اسبغول تھی۔ جو ہمراہ لانا بھول گیا تھا۔ پھر حاجی کیمپ میں لاؤڈ سپیکر سے اعلان ہوا کہ مولانا ابوالحسنات خطیب مسجد وزیر خان کے نام ایک لفافہ آیا ہوا ہے۔ اگر وہ موجود ہیں۔ تو آکر انکوائری آفس سے لے لیں۔ میں نے حافظ خادم حسین صاحب کو کہا وہ لے آئے۔ لفافہ کھولا تو وہ حاجی غلام نبی گڑھی شاہو والوں کا تھا۔ اس میں انہوں نے لکھا تھا۔ کہ مبلغ بائیس روپیہ لیکر میں اسپیشل پر آیا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ آپ میل سے چلے گئے۔ حاجی امیر دین کی معرفت یہ ارسال ہیں۔ ان میں سے ۱۰ روپیہ کسی کا نام لکھا تھا کہ انہیں دے دیں۔ باقی مناسب جگہ تقسیم کر دیں۔ لیکن مجھے حاجی امیر دین نہیں ملے۔ میں نے وہ لفافہ حافظ خادم حسین کو دے دیا۔ کہ اگر مل جائیں۔ تو ان سے وصول کر لیں۔ واپس آکر عصر پڑھا۔ مکان پر حافظ محمد جبلانی مصری سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے رکوع سنایا۔ رفقاء سفر نے خدمت کی۔ میں نے بھی کچھ حاضر کر دیا۔ حضرت قبلہ سید محمد صاحب کچھوچھہ شریف نے روانگی کے وقت فرمایا تھا کہ جہاز میں صفراویت کی وجہ سے قے وغیرہ آنے لگتی ہے اس کے لیے ایک انگریزی دوا ہے۔ اس کی ایک گولی جہاز پر سوار ہوتے وقت کھا لی جائے تو ایک ماہ تک دریائی سفر میں ہر قسم کی مالش اور چکر سے محفوظ رہا جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کا نام معلوم کیا تو پتہ چلا کہ اسے

دسی سیکنس ۔ ریمیڈی یعنی قرص دافع اثراتِ بحری کہتے ہیں ۔ یہ چار کیپسول کا ایک پیکٹ ہوتا ہے ۔ اور دو روپیہ کے اندر اندر بندرگاہ پر مل جاتی ہے ۔ چنانچہ آج وہ بھی خرید لی گئی ۔ مغرب کے بعد مصری خان بہادر صاحب کے انتظار میں بیٹھا رہا ۔ اتفاق سے خان بہادر آ گئے ۔ مصری نے کھڑے ہو کر سلام کیا کہ خان بہادر بگڑ گئے ۔ اور ناراض ہو کر کہنے لگے ۔ تم لوگوں نے یہ کیا رویہ اختیار کر رکھا ہے ۔ یہاں چندہ پھنڈا نہیں ہے ۔ پھر مجھ سے پوچھا ۔ مولوی صاحب کیا یہ آپ کے پاس آئے ہوئے ہیں ۔ میں نے کہا جی ہاں تو وہ خاموش ہو گئے ۔ ورنہ شاید وہ کوٹھی سے انہیں نکال دیتے ۔ یہ رویہ ان لوگوں کا بھی شرمناک ہے کہ ہر ایک سے سوال کرنا ان کی طبیعت ثانیہ ہو گئی ہے ۔ اور خان بہادر صاحب کے بھی اخلاق کے یہ خلاف ضرور تھا ۔ اگر روپیہ آٹھ آنہ دے دیتے ۔ تو ان کا کوئی نقصان نہ تھا ۔ غرضیکہ اس واقعہ سے طبیعت کچھ مکدر ہو گئی ۔ اب کل شام بندرگاہ پہنچنے کی فکر ہو رہی ہے ۔ خان بہادر صاحب نے لاریوں کے انتظام کا کچھ فکر کیا ہے ۔ بہرحال کسی نہ کسی طرح بندرگاہ پہنچنا ہے ۔ جہاں اس حبیب پاک کے تصدق میں اتنا مرحلہ طے ہوا ۔ انشاء اللہ بقیہ مراحل بھی آسانی سے طے ہو جائیں گے ۔ باقی حالات کل کے روزنامچہ میں عرض کروں گا ۔

۱۵ شوال ۱۳۶۴ھ - ۲۳ ستمبر ۱۹۴۵ء - روز یکشنبہ - آج صبح ہوتے ہی اول خان بہادر صاحب سے تفصیلی ملاقات ہوئی - شب کی بدمزگی معذرت و غلط فہمی کے مظاہرہ پر خوش وقتی سے بدلی - چاء ناشتہ اور ادویہ وغیرہ سے فارغ ہو کر جونا بازار کے لئے ہیں - آتش مستری مہر دین - حاجی بدرالدین صاحب تیار ہوئے - ادھر میاں احمد بخش - میاں محمد امین - میاں محمد طفیل - نور دین صاحبان حاجی کیمپ کو گئے - تاکہ کپڑا وغیرہ لے آئیں - ہم وکٹوریا میں جونا بازار پہنچے - وہاں معلوم ہوا - کہ بوجہ اتوار سب بازار بند ہے - بعض بعض دکانیں ملیں - چنانچہ پان بمبئی ایک دکان پر ملے نرخ معلوم کیا تو بتایا ۲ روپیہ سیر ہیں - حیران ہو گیا اس لئے کہ اتنے پان لاہور میں تین روپیہ سے کم میں نہیں ملتے - آخر میں نے دو سیر پان خریدے تاکہ جہاز میں کام دیں - دو سیر پان تقریباً چھ سو ہونگے - پھر کبوتڑہ کی بالیں ایک دکان پر دیکھیں - ۱۲ فی بالی قیمت بتائی - اور چھوٹی کچی بالیں تھیں - وہ ۵ کے حساب سے دے رہا تھا -

خالدہ ایک بچی ہمارے ساتھ ہے - اس کے لئے ماسک البول خریدنی تھی حکیم شجاع الدین طب جدید لاہور کے شاگرد کی دکان کھلی ملی - جو اوپر کمرہ پر تھی - وہاں گئے - ماسک البول تو نہ ملی - ان کی ایک مرکب سفوف کی ۱۶ خوراک عسم روپیہ میں لے کر چارپائیوں کی فکر میں نکلا - لیکن ایک چارپائی مضبوط

نہ ملی - آخر ارادہ ملتوی ہو گیا - پھر مشورہ ہوا کہ ابھی وقت ہے - ہوا بندر ہی دیکھ آئیں - چنانچہ واپسی پر وکٹوریا پانچ روپیہ میں کی گئی - گویا جونا مارکیٹ سے ہوا بندر اور وہاں سے لارنس روڈ کھوپرہ مل کوٹھی خان بہادر محمد الدین صاحب واپسی ٹھہری -

ہوا بندر کراچی

یہ ایک عجیب و غریب منظر ہے - دریا کے جوش کی آواز کا سماں - فصیل سنگِ سرخ کی - ہر طرف فصیل پر آہنی بنچ لگے ہوئے - دور دیہ خوش منظر باغیچہ جو نشیب و فراز کے اعتبار سے مناظر کشمیر - مری کی یاد تازہ کر رہا تھا ایک طرف ایک عجیب قسم کا ہوا دار ہشت پہلو سایہ دار مکان جو خوشنما زینہ کے ذریعہ اوپر پہنچایا ہے - دوسری طرف مصری عبد اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک - اس کے نیچے آپ کی کرامت کا سرد و شیریں چشمہ جو تعجب ناک صورت میں دو چھوٹے ٹیلوں میں سے رس رہا ہے - اور سمندر سے تقریباً دو سو گز کے فاصلہ پر ہے - ہٰذا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ ہٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ط کی تصدیق کرتا ہے - ہوا کا کہنا ہی کیا نام ہی - ہوا بندر ہے - سمندر منتہاء نظر تک سمندر تھا - بہر حال تین گھنٹہ مناظر ہوا بندر دیکھے - فصیل سے ایک سیدھا پل تقریباً تین ہزار گز تک بنا ہوا ہے - اس کے بعد ایک خوش نما کمرہ ہے - جس کے دیکھنے سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے - غرضیکہ اس کی صفت بغیر دیکھے

واضح نہیں ہو سکتی ۔ زبانِ قلم اس کا نقشہ تفصیلی کھینچنے سے قاصر ہے ۔
واپسی پر اس گرجا پر آئے ۔ جو بتخانہ کے نام سے مشہور ہے ۔ مگر خوش
قسمتی کہ بوجہ اتوار بتخانہ میں جانے سے محفوظ رہے ۔ ہوا بندر پر کچوریاں
نہایت لذیذ اور لڈو سند یلے کے کھائے ۔ آخر ش بخیر و خوبی قیام گاہ
پر آیا اور واقعہ ماضیہ قلمبند کر کے کھانا شروع کیا ۔ ہم بچ چکے ہیں
نماز ظہر سے فارغ ہو کر میاں محمد امین صاحب حاجی کیمپ میں گئے ۔ چھ آدمیوں
کے پاس بھی جہاز تک جانے کے حاجی محمد رفیق انجینیر ملازم حکومت سعودی
کی معرفت حاصل ہوئے ہیں ۔ اسی سلسلہ میں ایم رفیق کو اس امر کی اطلاع
بھی دینی ہے ۔ کہ ہم نے تمام ٹرنک اور بستروں پر ٹریڈ مارک کی صورت
میں ایم رفیق لکھا دیا ہے ۔ اب آپ جدہ پہنچ کر فرما دیں کہ ایم رفیق جس
پر لکھا ہے وہ میرا سامان ہے ۔ تاکہ وہاں حفاظت سے سب سامان اترے
اب پینٹر آیا ہوا ہے ۔ اور بلیک جاپان اور سفیدہ سے تمام سامان پر لکھ
رہا ہے ۔ اس وقت دل کی بے چینی اس مبارک ساعت کی منتظر ہے ۔ جو
صبح آنے والی ہے ۔ یعنی جہاز میں سوار ہونا اور جذبۂ شوق کو تسکین
دیتے ہوئے دیارِ محبوب کی طرف چلنا ۔ شام کا کھانا آج بازار سے منگوا
کر کھایا گیا ۔ آج تمام رات کچھ سوئے اور کچھ رات مذاکراتِ محبوب میں گذاری ۔ صبح
ساحل کی طرف روانگی ہے ۔ میاں نور دین صاحب اپنی لحن دلربا میں نعت

ذوق وشوق یہ پڑھتے جارہے ہیں۔ اور سامان سلیقہ سے لگوا رہے ہیں۔

الٰہی کرم سے مدینہ پہنچا دے
وہ محبوب پیارے کا روضہ دکھا دے
کیا قید دنیا والوں نے الٰہی ؛
مجھے اس کے پھندے سے جلدی چھڑا دے
تڑپتا ہوں جن کی جدائی سے دن رات
انہیں کے تو وصل کا ساغر پلا دے

تمام شب قریب قریب جہل پہل میں گذری ؛

عصر کے بعد میاں نور الدین صاحب نے فرمایا کہ صدر اگر چلنا چاہیں تو چلیں۔ مولانا ظہور الحسن صاحب سے مل لیں۔ انہوں نے دو روز برابر اخبار حیات کراچی میں شائع کروایا۔ کہ خطیب مسجد وزیر خاں کہاں ہیں۔ اور اپنا آدمی روز حاجی کیمپ میں تلاش کو بھیج رہے تھے۔ میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس وقت ان سے مل آؤں۔ تو میاں نور دین صاحب اور آتش میرے ساتھ ہوئے۔ وکٹوریا میں ملیمن مسجد سے صدر بازار کی پانچویں گلی میں پہنچے۔ مولانا ظہور الحسن صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بڑا شکوہ فرمایا کہ گھر ہوتے علیحدہ قیام کیوں رہا۔ معذرت کرتے ہوئے جواب دے دیا کہ میرے رفقاء سفر کی تعداد زیادہ تھی۔ اس وجہ سے میں مجبور تھا۔

وہاں ہی حاجی عبدالرزاق صاحب چوڑی والے صدر بازار کراچی اور حاجی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مولانا سے یہ خبر سن کر مسرت ہوئی۔ کہ کراچی اور سندھ بھر میں وہابیت علانیہ نہیں ہے۔ اگر کوئی علانیہ عقائد وہابیہ بیان کرے تو پٹ جاتا ہے۔ پھر مولانا اس وقت کے کھانے کے لئے اصرار فرمانے لگے۔ لیکن عذر عجلت کر کے رخصت ہوا۔ میمن مسجد میں نماز مغرب پڑھی وہاں کے امام صاحب سے ملاقات ہوئی۔ چنن دین چونکہ لاہور سے مطلع کر چکے تھے۔ کہ خطیب مسجد وزیر خاں پنجشنبہ کو کراچی پہنچ رہے ہیں۔ اسوجہ میں مولانا نے جامع مسجد صدر میں اعلان کروا دیا۔ کہ خطبہ اور جمعہ خطیب مسجد وزیر خاں پڑھائینگے۔ مگر میں خان بہادر کی کوٹھی پر ہی رہا۔ لاعلمی کی وجہ میں جمعہ بھی قیام گاہ پر پڑھایا۔ خیر مضے ما مضے۔

مولانا ظہور الحسن صاحب بہت خوش خلق ظاہر ہوئے۔ مجھ سے جب تک واپسی پر کم از کم ایک روز کے قیام کا وعدہ نہ لے لیا۔ نہ چھوڑا۔ اب جو خدا کو منظور۔ واپس وکٹوریا میں قیام گاہ پر آیا۔ آتش اپنی خود فراموشی کی بیماری میں پالنوں کی ڈبیا گاڑی میں چھوڑ آیا۔ پھر بھلا کراچی جیسے شہر میں کیا پتہ چل سکتا ہے۔ مگر چونکہ گاڑی والا کچھ دیندار معلوم ہوتا تھا۔ اس وجہ میں ابھی مجھے امید ہے۔ کہ خان بہادر کے یہاں شاید وہ ڈبیا واپس آجائے۔ لکڑی پیر جماعت علی شاہ صاحب کے صاحبزادہ کی عطیہ میرے ہمراہ

تھی۔ لیکن آتش نے اس کے دستے کی برنجی پتی خراب کردی۔ مجبوراً اسی کے ہاتھ لاہور واپس کردی۔

قیام گاہ پر آکر کھانا کھایا۔ شب بھر چہل پہل میں گذاری۔ ساڑھے پانچ بجے صبح لاری آگئی۔ گودھی پر سامان جہاز میں پہنچانے کو سو روپیہ میں کلی سے ہی نوراں دین صاحب کے ذریعہ مقرر کرلیا تھا۔ یہ پانچ سو روپیہ طلب کرتا تھا۔ مگر نوراں دین صاحب کے اثر و رسوخ سے ہمارے قافلہ کو بڑا آرام ملا۔ انہوں نے ایسی مخلصانہ خدمت کی۔ کہ خان بہادر صاحب کو بھلا دیا۔ یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ جس پر بھروسہ تھا وہ صرف خان بہادر نکلے۔ اور جو میاں نوردین صاحب کے ایک گاہک تھے میاں نوراں دین وہ ہمارے اس سفر مبارک میں رحمت ثابت ہوئے میں ٹرامو ے کے ذریعہ ساحل پر معہ آتش کے آگیا۔ یہاں ساحل کو کیماڑی بندر کہتے ہیں۔

۱۶ شوال المکرم سنہ ۱۳۶۴ھ۔ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۴۵ء۔ دوشنبہ۔

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جاں فلاح و ظفر کی ہے

صبح ہوتے ہی سامان لاری میں بار کیا گیا۔ کیماڑی بندر پر جب میں پہنچا۔ تو مجھ سے پہلے ہی میاں احمد بخش۔ میاں محمد امین صاحبان اور جملہ رفقاء

سفر پہنچ چکے تھے ۔ میں جب پہنچا تو معلوم ہوا تمام قافلہ اندر گودھی پر چلا گیا ہے ۔ جو لوگ پہنچانے کراچی تک آئے تھے ۔ ان کے لئے بہت کوشش کی گئی ۔ کہ پاس مل جائے ۔ مگر کامیابی نہ ہوئی ۔ صرف کچھ پاس وغیرہ بمشکل ملے تھے ۔ اس کا یہ فائدہ ہوا ۔ کہ مستری مہر دین اور مستری چنن دین پاس سے اندر آئے ۔ باقی جو لوگ جہاز میں پہنچانے آئے وہ باہر ہی رہے کراچی کے تمام احباب بھی باہر رہ گئے ۔

اس وقت ایسا منظر تھا ۔ جیسے میت کو قبر میں پہنچانے کے بعد رفقاء اعزا سب باہر رہ جاتے ہیں ۔ ایک چھوٹا سا دروازہ اور تین فٹ کی گلی اس میں سے ایک ایک گذر کر پاسپورٹ دکھاتا گیا ۔ اور اندر آگیا ۔ باقی تمام کے تمام اعزہ جنگلہ سے باہر ۔ ان کی حسرت بھری نگاہیں مسافران کے یار پر پڑ رہی تھیں ۔ اور مسافرانِ راہِ بہشت کی نظریں ان کی ناکامی پر حسرت پڑھتی ہوئی ان سے جدا ہو رہی تھیں ۔ مختصر یہ کہ اب ہم اندر ہیں ۔ اور ہمارے احباب جنگلہ سے اتنی دور باہر کہ نہ ہم انہیں دیکھ سکتے ہیں ۔ نہ وہ ہمیں ۔ اب یہاں کی سرگذشت سنئے ۔ جو آپ کے لئے بہت مفید ہو گی ۔

اس محکمہ کے اندر جس قدر ملازمین محکمہ ہیں ۔ وہ اگر میرا خیال غلطی نہیں کرتا مہذب اور شریف ہیں ۔

جب تک آئے نہ تھے ۔ دل اس خوف سے بلیوں اچھل رہا تھا کہ دیکھئے کیسی گذرتی اور کیونکر معائنوں سے نجات ملتی ہے ۔ لیکن ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک پولیس کے سپاہیوں ۔ انگریز سب انسپکٹروں نے نہایت نرمی اور محبت سے حاجیوں کا سامان پلیٹ فارم پر مسافر خانہ میں رکھوایا ۔ اور اس کے بعد سفید یونی فارم میں نہایت خوش خلق آفیسر آئے ۔ انہوں نے خاص خاص کے سامان ٹرنک کھلوا کر دیکھے ۔ اور بعض کی طرف سے اعتبار کرتے ہوئے کھڑیا مٹی کی قلم سے یونہی سائن کرتے چلے گئے ۔ بستر اکسی حاجی کا نہیں کھلوایا ۔ اس مرحلہ سے فرصت پائی ۔ تو اب فکر تھی کہ ڈاکٹری معائنہ کیونکر ہوگا ۔ ۲ بجے کے قریب تمام حاجیوں کے لئے اسٹول پلیٹ فارم لائن بنا کر بچھا دئے گئے ۔ مستورات کو علیحدہ پردہ پڑے ہوئے مسافر خانہ میں بلوا لیا ۔ وہاں لیڈی ڈاکٹر نے معائنہ کیا ۔ یہاں ڈاکٹر تین آئے ۔ جو نہایت ہنس مکھ اور خندہ پیشانی تھے ۔ انہوں نے ایک ایک لائن پر آکر ہر حاجی کے پیٹ پر ہاتھ لگا لگا کر ان کے پاسپورٹ پر مہر لگا دی ۔ ان کے پیچھے ایک اور محکمہ کے آدمی آئے ۔ وہ ٹکٹوں کا نمبر دیکھ کر نوٹ کر کے لے گئے ۔ اور زبانی معلوم کر لیا کہ بمبئی گئی ہیں ۔ ہم نے کہا ہاں ۔ اور بس ۔ ٹیکہ وغیرہ کے سارٹیفکیٹ دیکھ لئے ۔ اور کچھ سوال و جواب نہ ہوا ۔ اس کے بعد آگبوٹ جس میں ہم نے جانا تھا ۔ (علوی) نام کا تھا ۔ اس کے اوپر سیڑھی لگائی گئی جو کہ ین

کے ذریعہ تھی۔ پھر وہاں سے مسافر خانہ تک جو آبوٹ سے غالباً پچیس تیس
قدم تھا۔ دو رویہ لکڑی کا کٹہرہ لگا دیا۔ دروازہ سے اول مستورات کو جہاز
میں چڑھایا۔ میں نے اس وقت میں مسافر خانہ کے اندر ظہر ادا کر لیا۔ مسافر
خانہ کے مشرقی پہلو پر زنانہ مردانہ پاخانہ تھے۔ جو اگرچہ بے پردہ تھے۔ مگر
صاف تھے۔ صبح کا وظیفہ رہ گیا تھا۔ وہ پورا کیا۔ کہ مرد جانے لگے۔ اس
وقت میں اور میرے ہمراہی جہاز میں پہنچ چکے تھے۔ سامان تمام اوپر سے
نیچے کی منزل میں جو نہایت روشن اور ہوادار محفوظ تھی۔ وہاں پہلے ہی قلی
نے رکھ دیا تھا۔ اور آکر جب فہرست سے ملایا تو ایک ایک چیز مل گئی۔
سو روپیہ مزدوری کے علاوہ دس روپیہ انعام دے کر اسے رخصت کیا
میاں نوراں دین صاحب کے لئے چٹھی لکھ دی کہ آپ کے مقرر کردہ
قلی نے خاطر خواہ کام کیا۔ دو کارڈ میرے پاس تھے۔ مسافر خانہ میں
بیٹھ کر ایک خلیل کے نام ایک عزیز سید احمد کے نام روانہ کیا۔ آتش کو
پندرہ روپیہ دے کر رخصت کیا۔ بابو سراج دین صاحب کو خط علیحدہ
بھیجنے کا ارادہ تھا۔ مگر کارڈ لینا بھول گیا۔ مجبور ہو گیا۔ اسی خط میں نہیں
فضل دین۔ تاج دین۔ حاجی تاج۔ فتح محمد وقاری سب کو سلام لکھ دیا۔
اب ہم نے جہاز میں عصر ادا کیا ہے۔ اس جہاز میں چاء کیک بسکٹ
کا ہوٹل بھی ہے۔ اور راشن کی چاء بھی نہایت اچھی ہے۔ شام کا کھانا جب

ملے گا۔ اس وقت پتہ چلے گا کہ کیا ہے۔ ویسے بھیڑ بکری مرغ بطخ سب جہاز میں موجود ہیں۔ ہوٹل والوں نے لکھ کر بورڈ لگایا ہے۔ کہ جس قسم کی ترکاری مرغی قورمہ مطلوب ہو۔ پہلے سے آرڈر دینے پر مل سکتا ہے۔ جہاز میں دھوبی بھی موجود ہے۔ جو دو روز میں دھو کر کپڑے دیتا ہے۔ چاء کی پیالی ہوٹل سے چھ پیسہ فی پیالی ملتی ہے۔ اس وقت سوا سات بج چکے ہیں لیکن ابھی جہاز کے چلنے کا پتہ نہیں۔ ایم رفیق ہم سے مل گئے ہیں۔ اپنا نام سامان پر دیکھ کر ہنسے اور کہنے لگے۔ اچھا کسٹم مجھ پر لگ جائے گا۔ اوپر کی منزل میں ایسی دریائی ہوا آرہی ہے۔ کہ جسم میں تازگی آجاتی ہے۔ اور درد حقیقت یہی وہ لطیف ہوا ہے۔ جو ٹی۔بی کے مریضوں کے لئے اکسیر ہے۔

ہم کو تو اپنے سایہ میں آرام ہی سے لائے
حیلہ بہانہ والوں کو یہ راہ خطر کی ہے

شام ۸ بجے کنارہ سے دو چھوٹے اسٹیمروں نے ہمارے جہاز کو کھینچا اور دس پندرہ منٹ کے اندر بڑے دریا میں لاکر رخصت ہو گئے۔ ساحل پر جو لوگ کھڑے تھے۔ ان کی طرف سے اشاروں سے سلام ہوتے رہے۔ ہم نے نماز مغرب بجماعت ادا کی۔ آدھے گھنٹہ میں "منورا" جو جزیرہ ہے اور کراچی سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ نظر آنا شروع ہو گیا۔ یہاں ایک مینار پر سرخ لائٹ ہے جو چمکتی رہتی ہے۔ اور آنے جانے والے جہازوں

کو ساحل کا راستہ بتاتی ہے۔

رفتار جہاز سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے زلزلہ میں زمین ہلتی معلوم ہوتی ہے۔ یہی چیز دل پر اثر کیا کرتی ہے۔ ابھی تک ہمارے رفقاء سفر کی حالت بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن میاں محمد امین۔ میاں احمد بخش۔ میاں محمد طفیل وغیرہ ذرا ہچکچا سے کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کا پہلا سفر ہے۔ اور سفر تو میرا بھی پہلا ہے۔ لیکن بفضلہ مجھے فرحت حاصل ہو رہی ہے۔ باآنکہ آج نہانا بھی نہیں ہوا۔ اور گرمی کل سے یعنی کراچی ہی سے زیادہ ہو گئی تھی۔ اور اب سمندر میں بھی اس وقت کافی معلوم ہو رہی ہے۔ ہلکی ہلکی نسیم کی طرح کچھ ہوا معلوم ہو رہی ہے۔ اس سے اس گرمی میں کچھ سکون ہے۔ اب تو نو بج چکے ہیں۔ ہمارے جہاز میں لائٹ بھی خوب ہے۔ غسل خانے نہایت ستھرے جن میں فوارے لگے ہوئے ہیں۔ ..... مردانہ زنانہ پاخانے بھی اچھے ہیں۔ منورا کی سمت لائٹ سو سوا سو میل تک مسلسل نظر آتی ہے۔ عشاء پڑھ کر رات جب لیٹ گئے۔ امن ہو گئی ۱۰ بجے اٹھا۔ اوپر غسل خانہ میں پیشاب اور وضو کیا۔ نیچے اترا پان کتھے کچھ لگائے کہ دل میں کچھ بے چینی سی معلوم ہونے لگی۔ فوراً لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر میں سکون ہو گیا۔ نیند آگئی۔ صبح اٹھا۔ وضو کیا۔ فجر کی نماز پڑھی۔ مگر کھڑے ہو کر نہیں پڑھی گئی۔ اس لئے کہ جہاز میں جھٹکے بہت سے آتے ہیں۔ کہ کھڑا نہیں ہونے دیتے۔

۱۸ شوال ۱۳۶۴ھ۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۴۵ء۔ سہ شنبہ

آج تو بچ چکے ہیں۔ سورج تیزی کے ساتھ اپنی کرنیں ڈال رہا ہے۔ میں سوائے جزب کے کوئی وظیفہ نہیں پڑھ سکا۔ درس تو کہاں سے ہوتا جبکہ دل ہی ٹھکانے نہیں۔ بس لیٹے لیٹے سکون رہتا ہے۔ بیٹھتے ہی پھر دل میں کچھ ہونے لگتا ہے۔ دریا کی موجیں پُر بہار ہیں۔ ہمارا جہاز آسمان اور دریا کے دو کھونٹوں کے اندر چل رہا ہے آسمان اور دریا کے سوا اس وقت کچھ نظر نہیں آتا۔

جہاز ایک چھوٹی سی دنیا ہے۔ جس میں پانچ کم ایک ہزار عورت مرد بچے آباد ہیں میاں محمد امین کو ابھی قے ہو گئی۔ میاں احمد بخش کے گھر سے رات سے ہی اس حال میں ہیں۔

۱۹ شوال ۱۳۶۴ھ۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۵ء۔ چہار شنبہ۔

آج بھی جوش ہے۔ کیپٹن کہتا ہے آج شام تک جوش اور رہے گا۔ پھر امن رہے گی۔ دو روز بعد دریائے سقوطرہ میں جوش ملے گا۔ مگر سرکار رحمت پناہ کا کرم ہے کہ آج ہمت ہوئی اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ فضائل محبوبیت بیان کئے۔ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی نعت "وشکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے" پڑھی گئی۔ اور اس کی شرح میں تمام تقریر ختم ہوئی۔ صبح کا سہانا وقت طلوع آفتاب تک اچھا گذرا۔ میری طبیعت میاں نور دین میاں محمد طفیل میاں احمد بخش صاحب حاجی بدر الدین صاحب مستری اللہ دتہ صاحب قصوری آئس فیکٹری کی طبیعتیں درست ہیں۔ میاں محمد امین فضل دین ابن حاجی بدر الدین اور کچھ مستورات اس وقت

بی چکر میں ہیں۔ بہرحال کیفیت سفر پر کیف ہے۔ پر کیفیاتی اتنا نہیں ہے۔ و
الحمد للہ علی احسانہ۔

سی سیکنس ریمیڈی تو کراچی ملی نہیں۔ اس کی بجائے ۱۲ ٹکیوں کی ایک اور دوا کیفیٹرا۔ ڈبلیو بی کارٹ رائٹ کی برینڈ ٹراولی سیکنس ٹیبلٹ ملی۔ اس کا استعمال جہاز میں کیا گیا۔ مجھے تو بہت سکون ہوا۔ بلکہ اور رفقاء سفر کو بھی افاقہ ہوا۔ تلاطم بدستور ہے۔ آج بھی سفید رنگ کے پرندے ہی تین اڑتے نظر آئے۔ کھانے کو جی نہیں چاہتا۔ اسوقت بھی کھانے میں گوشت کدو خمیری روٹی چاول دال اچار ملا۔ ہمارے رفقاء سفر نے قہوہ پیا ہے۔ اب مغرب کا وقت ہے۔ جہاز کے ٹائم سے ۱۰۶ اور کراچی کے ٹائم سے ۸ بجے ہیں۔ شب بخیر گذری۔ رات سے سرد ہوا اور خشکی ہے۔ آج رات جہاز میں حرکت بہت رہی۔

۲۰ شوال ۱۳۶۴ھ۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۴۵ء۔ پنجشنبہ۔

آج فضل دین کی طبیعت بہ نسبت سابق ٹھیک ہے۔ آج فضل دین نے کچھ کھانا بھی کھایا۔ رات جو دوا دی تھی۔ اس میں امرت دھارا خانہ ساز عرق الائچی چودہ نوشادر عرق مقوی قلب جواہر مہرا سفوف تباشیر دیا تھا۔

آج صبح قضاء حاجت وغیرہ معمولات سے فارغ ہو کر حافظ خادم حسین صاحب کے ساتھ جہاز کی سیر کو نکلا۔ اگلے کنارے پر پہنچا۔ عجیب منظر تھا۔

سیپ کی چڑیوں کا جھرمٹ جہاز کے آگے اڑتا ہوا پر کیف لطف دیتا تھا۔ یہ سیپ کی چڑیاں سمندر کی پردار مچھلیاں ہیں۔

اب ہم کراچی سے چار سو میل کے فاصلہ پر ہیں۔ دریا میں جہاز اور جہاز سے دریا کی طغیانی حرکتیں بے نیازانہ تلاطم ایک عجیب پر کیف لطف دے رہا ہے۔ یہاں لاہور کے ٹائم سے ڈیڑھ گھنٹہ کا فرق ہو گیا ہے۔ جہاز میں ڈیڑھ بجا ہے۔ ہماری گھڑیوں میں تین بجے ہیں۔ ابھی سمت قبلہ وہی ہے جو کراچی سے تھی۔ علوی جہاز میں یہ تکلیف اس وجہ سے ہے۔ کہ یہ چھوٹا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ ہمیں جگہ پچھلے حصہ کے کمرہ میں ملی ہے۔ جہاز میں آرام ان لوگوں کو رہتا ہے۔ جو جہاز کے وسط میں رہتے ہیں۔ شام کے کھانے میں دال مچھلی چاول خمیری روٹی چپاتی اچار ملا۔ جہاز میں فرسٹ کلاس کو برف بالکل نہیں ملتا میٹھا پانی صبح ۲ گھنٹہ دوپہر ۲ گھنٹہ شام ۲ گھنٹہ ملتا ہے۔ کھاری پانی ہر وقت ملتا ہے۔ جہاز کے تمام رفقاء سفر میں حاجی بدر الدین صاحب باوجود پیرانہ سالی کے خوش ہیں۔ جہاز کے اوپر ہی اوپر تک گشت کر آتے ہیں۔ ان کے بعد میاں محمد طفیل اور ان کے تیسرے نمبر میاں نور دین صاحب اور چوتھے نمبر میں اور احمد بخش باقی سب کم زیادہ اثر سے متاثر ہیں۔ غرضیکہ آج کا تمام دن دریائی تلاطم میں گذرا۔ کیپٹن کہتا ہے کہ کل اس سے زائد تلاطم ہوگا۔ پرسوں سے امن ہو جائے گی۔ امیر الحج جہاز کے رہنے والے ڈاکٹر ہیں اور ایلوپیتھک مقرر

ہو گئے ہیں ۔ مگر دریائی تلاطم میں وہ بھی متلاطم ہو گئے ۔ آخر مولوی حافظ خادم حسین صاحب کے ذمہ یہ خدمت لگی ۔ انہوں نے کھانے کی نگرانی بطریقہ احسن کی ۔ چنانچہ اس وقت کے سالن گوشت دال خشکہ روٹی کی تعریف کی جا رہی ہے ۔ چاہے بھی اچھی ہی بنائی ۔ مگر میں نے میاں احمد بخش محمد امین وغیرہ اور مستورات نے تو قریب قریب چھوا بھی نہیں ۔ اللہ اپنا فضل فرمائے ۔ بعد نماز مغرب اپنا قہوہ علیحدہ بنایا وہ پیا ہے ۔ آج عشاء بھی اول وقت نہ پڑھ سکا ۔ شب کو ۱۲ بجے پڑھی ۔ آج عصر کے بعد تین جانور بگلوں کی مشابہ سمندر میں اڑتے نظر آئے پچھلی رات ایک جہاز جاتا نظر آیا نہ معلوم کہاں گیا ہے ۔ دن کے دس بجے ایک آگبوٹ کا جہاز آیا ۔ اور ایک پاؤڈر چھڑک گیا ۔ جو خوشبو دیتا سرخی مائل رنگ کا اور کہتا گیا کہ اس سے مچھر نہیں ہوگا ۔ ۱۰ بجے بعد جہاز کا بڑا ڈاکٹر انگریز اور اس کے ساتھ جہاز کا اٹیلین انگریز کیپٹن آیا ۔ حجاج سے نہایت محبت سے پوچھتا ہوا گذرا ۔ "کیسا ہے اچھا چاہیے" کسی نے کہا صاحب مچھروں نے مار دیا ۔ تو ڈاکٹر بولا ابھی ہم دوا بھیجے گا ٹھیک ہو جائے گا ۔ مجھے پان صاف کرتے دیکھا تو ایک حاجی کو کہنے لگا وہ چاچا پان بناتا ہے ۔ اس سے پان لے کر کھاؤ ۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ۔ اس وقت کھانے میں خمیری روٹی گوشت بیٹھی سویاں کچومر آیا ۔ جب سے حافظ خادم حسین صاحب کا کنٹرول ہوا ہے ۔ کھانے کا نظام اور بھی اچھا ہو گیا ہے ۔ اگرچہ خراب پہلے بھی نہ تھا ۔ چونکہ حج کمیٹی نے

بڑی خدا ناترسی کر کے یہ دھوکا دیا کہ گھی نہ معلوم دقیانوس کے زمانہ کا دے دیا۔
اسوجہ میں اب امیر الحج نے دو قسم کی ترکاری رکھ دی ہے۔ ایک بغیر گھی کی دوسری
گھی کی۔ اس سے کچھ اطمینان ہوا ہے۔ مدینہ قریب قریب تمام جہاز بیمار ہو
چلا تھا۔ اللہ جج کمیٹی والوں کو خوف الٰہی کی توفیق دے۔

ابھی دریائے سقوطرہ دور ہے۔ لیکن بارش کے موسم کے باعث دوسرے
علوی جہاز کے چھوٹے ہونے کے سبب چکر تمام ہی حاجیوں کو پریشان کر
رہے ہیں۔ اور اس کے اثر سے محفوظ میں بھی نہیں ہوں۔ لیکن گو بہت
بے حس سے گشت بھی کر رہا ہوں اور چکر بھی رہا ہوں۔ شفاخانہ جو جہاز میں
ہیں ہے۔ مردانہ میں ۱۶ چارپائی گدی تکیہ دار۔ زنانہ شفاخانہ میں ۱۰ چارپائی
اسپرنگ دار۔ ڈسپنسری مختصر سی موجود ہے۔ ابھی تک شفاخانہ میں ۴ مریض حاجی
داخل ہوئے ہیں۔ زنانہ میں ۵ مریضہ گئی ہیں۔ ڈاکٹر کو انجکشن کے لئے جب
تکلیف دیا گیا ٹال مٹول کرتا رہا۔ رشوت لے کر انجکشن کیا۔ ویسے بڑا ہنس مکھ
خلیق ہے جہاز کا عملہ تو نہایت ہی نرم اور خوش خلق ہے۔ بالخصوص علوی جہاز
کا کیپٹن نہایت ہی خوش خلق ہے۔ ہوٹل کا مالک بہت خوش خلق ہے۔ چاء
دودھ والی ۱۰ بلا دودھ ۱۰ موسمی ۵ سیب ۸ کیلا ۱ فی عدد شربت کی بوتل معہ
بوتل ۱ عدد انڈے ابلے ہوئے فی روپیہ ۴ عدد مگر نہایت خراب۔ ہم جب قہوہ
وغیرہ بناتے ہیں۔ باورچی خانہ کی انگیٹھی پر مفت بنا لیا جاتا ہے۔ غسل خانہ

میں چینی کی ٹائلوں کا فرش ہے۔ نلکے کھاری پانی کا فوارہ نہایت شاندار پاخانہ نہایت
عمدہ ٹائلوں کے فرش سے مزین۔ ہر وقت گندگی بہانے کو پانی جاری میٹھا
پانی دن میں تین بار ملتا ہے۔ جو مفت ملتا ہے۔ جو حاجی اپنے پیپوں میں
کافی سے زائد بھر لیتے ہیں۔ آج کھانا چنے کی دال چاول گوشت کا قلیہ کھچڑی
پلاؤ اور پیاز کا سرکہ پڑا ہوا اچار مرچ۔ چٹنی مربہ اپنے ساتھ ہے۔ آج کچھ کچھ سب
نے کھایا۔ اگرچہ جہاز میں جھکجھولے عجیب الاثر ہیں۔ سمندر میں خوب موجیں آرہی
ہیں۔ آیۂ کریمہ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ لِنُرِیَكُمْ مِنْ اٰیٰتِهٖ اِنَّ
فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ
مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ بار بار یاد آرہی ہے۔ جہاز میں کسی طرف سے
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کی آوازیں
آرہی ہیں۔ اور کسی طرف سے لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ
لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ کو یاد کرنے والے پڑھ رہے ہیں
کیپٹن نے اوپر کی مشینری اور دوربین دکھائیں جس سے سمندر کے اندر کی ایک ایک
چیز سو میل کے فاصلہ سے دکھا دیتی ہیں۔ سمندر کی گہرائی کی مشین دکھائی جس سے
بتایا کہ اس وقت ہم تین میل گہرے سمندر میں جا رہے ہیں۔ بارش کی وجہ سے
ہوا مخالف ہے۔ اس لیے رفتار جہاز دس میل فی گھنٹہ سے ہے۔ سفوطرہ ابھی
نہیں آیا۔ یہ دریا اس بحیرۂ ہند سے اس موقعہ پر جوش میں کم ہوگا۔ بحیرۂ ہند میں

پہلا رنگ سیاہی مائل بہ سبز تھا۔ اب سبز ہے۔ یہاں کبھی کبھی بگلے کی صورت میں ہوائیں دو تین پرند اڑتے نظر آتے ہیں۔ کنارہ سمندر کا منتہائے نظر سے بعید ہے۔ آسمان اور دریا کے سوا خشکی تو خواب و خیال ہے۔ رحمتِ رحمۃ للعالمین اور فضلِ ربّ العالمین کے بھروسہ پر یہ انسانی جانوں کی دنیا پانچ کم ایک ہزار افراد پر آباد ہے۔ اور سمندر کی موجوں کے رحم پر رواں ہے۔ زبان پر یہی شعر بار بار آرہا ہے

یا رسول اللہ!

آنے دو یا ڈبا دو اب تو تم اپنی جانب کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دئے ہیں

جہاز میں نصف حصہ پر دو رویہ تین تین پاخانے اور تین تین غسلخانہ ہیں۔ گویا سارے جہاز میں بارہ پاخانہ اور بارہ غسلخانہ ہیں۔ فسٹ کلاس کے لیے علیحدہ ان کے پاٹ ہیں۔ مگر ان کال کوٹھڑیوں میں وہی لوگ خوش ہیں۔ میرے خیال میں ۹ سو روپیہ دے کر جیل خانہ لینا ہے۔ ایک کوٹھڑی ۶ فٹ ۷ فٹ کی اس میں دو چارپائی ۲ فٹ ۵ فٹ کی۔ غسل خانہ ایک طرف بلا پردہ۔

قرمز کے چوڑے چوڑے پھیلے سلے ہوئے اوپر تیسری چوتھی منزل سے لٹکے ہوئے ہیں۔ ان کے ذریعہ ہوا نیچے والوں کو پہنچ رہی ہے۔ کچھ حصہ میں بجلی کے پنکھے بھی ہیں۔ ڈاکٹروں کے رہنے کے لئے بھی چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں۔ فرسٹ کلاس کا ہوٹل نہایت شاندار ہے۔ ایک جہاز میں کل پچیس ۲۵ فرسٹ کلاس ہوتے ہیں۔ ان کے ہوٹل میں دو بجلی کے پنکھے دو طرف

ٹیبل کانٹے چھری سے سجے ہوئے۔ لائبریری میں ریفریجریٹر بھی لگا ہوا ہے جس سے برف بھی اس ہوٹل میں آنے والوں کو مل سکتا ہے۔ ایک طرف ترکاریاں رکھنے کا بڑا بکس دیکھا۔ جس میں پھل اور ترکاریاں برف کی سلوں میں محفوظ رکھی تھیں۔ میں نے اس میں سے کچھ برف کا مطالبہ کیا ہے۔ دیکھئے مل جائے تو نہ ہے قسمت۔ بہرحال اگر علوی جہاز چھوٹا نہ ہو تو تمام آسائشوں کا کفیل ہے۔ لیکن اس کے جھکجھولے تمام آسائشوں کو معدوم کئے دے رہے ہیں۔ چونکہ ہمارے رفقاء سفر کا ارادہ پہلے روضۂ پاک کی حاضری کا ہے۔ تو ارادہ کیا ہے۔ کہ واپسی کے لئے مغل لائن کے کسی دوسرے جہاز کو اپنے لئے نامزد کرایا جاوے۔ اگرچہ امید تو یہی ہے کہ واپسی پر دریا میں یہ جوش نہ ہوگا جواب ہے۔ اس لئے کہ اس وقت شاید نومبر کا اخیر انشاء اللہ ہوگا۔ راستہ میں ہمیں ایک آگبوٹ بہت دور جاتا ہوا نظر آیا۔ چونکہ اس جہاز میں پنجاب کے حاجی جا رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کی نظر میں اپنی ضروریات کے مقابلہ میں پیسہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ پنجابی حاجیوں نے وہ پھل پھول جو جدہ تک کے لئے تھا۔ دو روز میں ختم کر دیا۔ حتیٰ کہ ۱۔ ۸ موسمی اور سیب خرید کر ختم کر دئے۔ اس وقت جہاز میں فروٹ وغیرہ سب ختم ہے۔ غالباً اگر علوی جہاز کو یہ علم ہوتا کہ پنجاب اور اہل پنجاب خرچ کرنے میں سب جگہ سے ہندوستان میں فراخ دل ہیں تو شاید وہ پھل زیادہ مقدار میں رکھتے۔ اہل جہاز نے سوا یوم کے لئے جو پھل رکھا تھا۔ وہ دو روز میں ختم ہو گیا

اب اس وقت کراچی ٹائم سے ۵ بجے ہیں اور جہازی ٹائم سے ۱۱ بجے ہیں آج
بابو محمد امین صاحب کی طبیعت ٹھیک ہے۔ بلکہ وہ نور دین میاں محمد طفیل
احمد بخش وغیرہ کے ساتھ اوپر کی سیر و ہوا خوری کو بھی گئے ہیں۔ آج
فضل دین کو دوسری بار دوا دی۔ خدا کے فضل سے اب طبیعت سنبھلی ہوئی
ہے۔ مگر بابو امین ابھی اوپر ایم رفیق کے کمرہ سے ہی واپس آئے تو ابکائی
آگئی۔ سمندر میں کوئی ممتاز سکون نہیں ہے جھکجھولے بدستور ہیں۔ ابھی دریائے
سقوطرہ نہیں آیا ہے۔ اس وقت سات بجے ہیں۔ عصر کا وقت قریب ہے
مولانا خادم حسین صاحب بموجب مطالبہ دلفروز ریٹر کا بنا ہوا برف لائے
لیکن اتنی مقدار میں لائے۔ کہ میاں احمد بخش دیکھ کر ہنسے اور کہنے لگے کہ
زیارت کر لی ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ جس دن سے جہاز چلا ہے۔
رات دن چل ہی رہا ہے۔ اس کا اسٹیشن صرف کامران ہی آئے گا۔
اس کے بعد جدہ۔ آج رات سرد گذری۔

۱۲ شوال ۱۳۶۴ھ۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۴۵ء جمعہ

آج ہمارا جہاز سقوطرہ سے گذر رہا ہے۔ اس دریا کی عجیب شان ہے خشکی
میں لوگ گنبد روپیہ خرچ کر کے بنواتے ہیں۔ یہاں بلا فرمائش اور خرچ
کے خود بخود گنبد بن بن کے مٹے جاتے ہیں۔ آج خطبہ اور جمعہ اپنے ہی

ان سے اجتناب ہی مناسب ہے۔ کیپٹن کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ اصل دریائے
سقوطرہ ہمارے جہاز سے سو میل پرے ہے۔ آج ڈاکٹر کیپٹن حسب معمول
ابھی آئے تو سب کو کہہ گئے ہیں۔ کہ گھر ان سے چٹھی وغیرہ جو بھیجنی ہو لکھ
کر رکھ لو۔ تاکہ وہاں سے بھیجنے میں آسانی رہے۔ آج سقوطرہ سے بقول
کیپٹن سو میل کے فاصلہ سے گذر رہے ہیں۔ لیکن سر میں چکر ہے۔
لیٹنے کے سوا اور کام ہی نہیں ہوتا۔ کل شام کو دو بجے تک نیند نہیں
آئی۔ اعضا شکنی اور کچھ اضطرار دل میں ہے۔ اب سقوطرہ کے محاذ
میں ہم جا رہے ہیں۔ ہم سے سقوطرہ بموجب بیان کیپٹن سو میل کے
فاصلہ پر ہے۔ یہ پانی زہر مہرہ حنائی کے رنگ کا ہے۔ اور کچھ ایسی
سبزی ہے۔ جیسے گنبدِ خضرا کے عکس نے سبزی مائل رنگ دے دیا ہو
آج جمعہ اپنا علیحدہ کیا گیا اور اطمینان سے جمعہ پڑھا گیا۔ آج کھانے
میں خمیری روٹی۔ چپاتی۔ چاول۔ خشکہ۔ گوشت شوربے دار اور کچھ مرچ پیاز کا
ملا۔ آج جمعہ بعد سے قریب قریب ہمارے تمام رفقاء سفر کی طبیعت
بحال ہے۔ اس وقت جہاز میں خط بنوایا گیا۔ پنجابی حاجی ہے جو خط بنا
رہا ہے۔ میاں احمد بخش نے اول پھر میں نے بنوایا۔ ویسی استرے سے
خط بنایا۔ اسوقت آج پانی ایسے معلوم ہوتا ہے۔ جیسے آبِ رواں
پر انگوری چاندنی بچھی ہوئی ہے۔ صبح کا تلاطم ہوش ربا تھا۔ اس وقت

سکون ہے۔ آج جمعہ بعد چودھری محمد حسین اور چودھری کما جو باغیچی صمدو میں ہی رہتے ہیں ملے۔ وہ اپنے لئے اور دو ایک مریضوں کے لئے دوا لینے آئے۔ شکوہ کرنے لگے کہ آپ نے خبر بھی نہ لی۔ میں نے بھی جواب دے دیا۔ کہ اس شہر میں جتنی آبادیاں ہیں۔ ان کی کسی کو خبر ہی کہاں ہے۔ جدہ اتر کر انشاء اللہ پتہ چلے گا۔ پھر کچھ ادھر ادھر کی باتیں ہو کر جدہ سے عزم کی بابت سوال کیا۔ ہم نے کہا ہمارا ارادہ تو مدینہ طیبہ کا ہے۔ وہ کہنے لگے پھر مجھے بھی اپنے ساتھ ہی رکھو۔ بہرحال ان کے بیان سے ہمارے ساتھ مدینہ طیبہ کا عزم معلوم ہوتا ہے۔ آگے جو خدا کو منظور۔ پھر وہ کچھ سوکھی پٹنی جو لاہور سے ساتھ لائے تھے۔ اور دو انار بھیجنے کا مژدہ دے کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں انہوں نے حسب وعدہ بھیج دئے۔ اسوقت کراچی ٹائم سے ۶ بجے ہیں۔ میاں احمد بخش۔ نور دین۔ محمد طفیل صاحبان دریا کی سیر کو اوپر گئے ہیں اور شاید ایم رفیق کے پاس ہونگے۔ میرے پاس حافظ خادم حسین صاحب آئے ہوئے ہیں۔ ان کا خیال بھی مدینہ طیبہ اول ہی حاضر ہونے کا ہے۔ مگر پچھلے جہاز سے ان کے رفقائے سفر اور آنے والے ہیں۔ اس وجہ میں وہ یلملم سے احرام کرنا چاہتے ہیں۔ پھر عمرہ کر کے مدینہ طیبہ

محبوب جائیں گے۔ اس کی اصل وجہ جو ہے وہ صرف یہ ہے کہ گناہوں کے میل کے خول چڑھے ہوئے ہیں۔ بارگاہِ رحمت میں رحم ہی رحم ہے اور آیۂ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الخ۔ بھی یہی رہنمائی کر رہی ہے۔ بہرحال اس نیسانِ کرم میں نہا دھو کر بعد میں بیت اللہ کی حاضری دینا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
بشرے کہ بارگاہ یہ خیر البشر کی ہے

آگے مرضی مولےٰ از ہمہ اولےٰ:۔

اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

اسوقت دریا پر سکون ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰٓى اِحْسَانِهٖ +

آج معلوم ہوا کہ ہمارا جہاز تین ہزار پانسو چالیس ٹن وزن کا ہے۔ اور ایک ٹن ۲۸ من کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے ہمارا جہاز ننانوے ہزار ایک سو بیس من کا ہوتا ہے۔ اور یہ بہت ہی ہلکا مانا جاتا ہے۔ اور اس مغل لائن کے دوسرے جہاز بیس ہزار ٹن تک وزن والے ہیں۔ وہ چھ روز میں جدہ کے ساحل پر کراچی سے جا پہنچتے ہیں۔ اس وجہ میں ارادہ ہے کہ واپسی پر کوشش کی جائے۔ کہ انگلستان یا رضوانی میں کراچی آیا جائے۔

ان کی رفتار پندرہ بیس میل فی گھنٹہ ہے۔ علوی کی رفتار تو دس گیارہ
زاید نہیں۔ کیپٹن کہتا تھا کہ ہم اسے پندرہ بیس کی رفتار پر بھی لے جا سکتے
ہیں۔ لیکن سواریوں کی حالت اسی رفتار میں خراب ہے۔ اس رفتار پر
پرے جانے سے تو اس کی حرکت برداشت نہیں ہو گی۔ آج طبیعت تو ٹھیک
ہے لیکن کل کی طرح نیند نہیں آتی۔ اعضا شکنی بہت ہے۔ باقی سب
طرح فضل الٰہی ہے۔ یہ مضمون اس وقت رات کے نو بجے لکھ رہا ہوں
پٹیاں پنڈلیوں میں باندھی تھیں۔ مگر وہ کھول دیں کہ ناگوار معلوم ہو رہی
تھیں۔ چونکہ اب نزول ماہ ہے۔ اسوجہ میں بھی دریا پر سکون ہے۔ ہوا
سرد ہے۔ عموماً ماہ میں چاند کے ساتھ دریا میں جوش خاص ہوتا ہے

۱۴ شوال ۱۳۶۴ھ - ۲۹ ستمبر ۱۹۴۵ء - یوم شنبہ

آج فجر کی اذان دے کر بفضلہٖ تعالیٰ بجماعت نماز پڑھنے کی ہمت ہوئی
سمت قبلہ سوطرہ سے عبور کرنے تک بدستور ایک ہی ہے۔ آج تک سمت
میں کوئی فرق نہیں آیا۔ نسبتاً آج بھی سمندر پر سکون ہے۔ چونکہ رات
دو ڈھائی بجے نیند آئی تھی۔ اسوجہ میں معمولات سے فارغ ہو کر سو
گیا۔ کل شب کے کھانے میں کھیر۔ گوشت روٹی۔ کچومر تھا۔ اس وقت
صبح کے ناشتہ میں چائے بسکٹ تھے۔ اور دوپہر کے کھانے میں سویوں کا زردہ

اپنے ساتھ جو اچار لائے ہیں۔ اور کچھ کھانے کو نہیں کھایا۔ ابھی
ڈاکٹر۔ کیپٹن وغیرہ گئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ ابھی گیارہ سو میل کراچی
سے آئے ہیں۔ اور ابھی گیارہ سو میل جدہ ہے۔ اس حساب سے
شنبہ کو کامران پہنچیں گے۔ کل غروب آفتاب اور آج طلوع کا نظارہ
دیکھا۔ عجیب شان سے آفتاب سمندر سے باہر آتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا
ہے۔ جیسے بارات منتظر قدوم نوشہ ہے۔ اور دولہا نہا دھو کر
کمخوابی پوشاک سے آراستہ زری کا سہرا سر پر ڈالے باہر آرہا ہے۔
اسی طرح سمندر کے کنارے سے خورشید خاور کا ظہور ہوتا ہے۔ اور جس
طرح دولہا باراتیوں کو چھوڑ کر عروس کی طرف گوشۂ خلوت میں جاتا ہے
ایسے ہی شمس زریں لباس اتار کر سہرا بڑھا کر خلوت کدہ بحر میں دیکھتے
دیکھتے غائب ہو جاتا ہے۔ خطوط کامران سے روانہ کرنے کے لئے مندرجہ
ذیل ناموں پر لکھے ہیں۔

عزیز خلیل احمد۔ عزیز سید احمد۔ محبی سراج دین۔ مخلصی قاری صاحب
محترمی مولانا سید منور علی صاحب۔ عزیزم شبیر احمد۔ محبی عنایت اللہ
محبی محمد الدین صاحب کلاہ مرحنیط۔ ان خطوط میں جنہیں سلام لکھے ہیں۔
وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

سید صاحب۔ سراج۔ تاج۔ حاجی تاج۔ شمس الدین۔ جمالی۔ غلام محی الدین

مستری فضل دین - چوکیدار بانگی - ارباب درس نمازیانِ مسجد - فتح محمد عنایت اللہ - مولانا سیّد منوّر علی صاحب - حبیب - محمود - مسعود - امام مسجد محلہ - تاج دین - معراج دین - سلام دین - ضیاء الدین - قمر دین - ان کی والدہ - مکان پر آنے والی عورتیں - ہمسائیگان و پرسانِ حال - درخواست دعا جمعہ میں -

اس وقت سمندر نسبتاً پرسکون ہے - سنا ہے حافظ خادم حسین صاحب نے کل ایک ساٹھ برس کے صاحبزادے سے چالیس سالہ لڑکی کا عقد پڑھایا ہے - عزیز خلیل احمد کو لاہور جو خط لکھا گیا - وہ بعینہٖ مندرجۂ ذیل ہے -

مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۴۵ء

یوم جمعہ

اللہ اللہ مدینہ جو قریب آتا ہے
دل تڑپ کر میرے پہلو سے نکل جاتا ہے

برخوردار نور چشم لخت جگر نور بصر عزیزی مولوی سیّد خلیل احمد سلمہ -

السلام علیکم وعلےٰ من لدیکم - کامران غالباً پرسوں آئے گا - مگر وہاں کی ڈاک سے یہ تیسرا خط تمہیں لکھنے کے لئے ابھی سے لکھ رہا ہوں - تاکہ وہاں کی ڈاک میں دیتے وقت دیر نہ ہو جائے - جانِ عزیز تم اور تمہاری والدہ

اور جملہ احباب مجھے فراموش نہیں ہوئے ہیں۔ میں سب کے حق میں دست بدعا ہوں۔ یہ مبارک سفر سب کو نصیب ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس پر کرم سرکار نبوت کا ہو وہی اس سفر میں بلا کسی کربت و تکلیف کے منزل مقصود تک پہنچتا ہے جہاز میں عجیب سماں نظر آرہا ہے۔ کوئی چکرا کر گرا پڑا ہے۔ کوئی قے کر رہا ہے کسی کا دل گھبرا رہا ہے۔ کوئی منہ ڈھانپے اوندھا پڑا ہے۔ کسی کو نماز تک کا ہوش نہیں۔ ہمارے رفقاء سفر میں بھی کم و بیش سب اسی امتحان میں آئے اور بعض بعض ابھی تک بتلاء امتحان ہیں۔ ہمارے لیے جہاز میں نہایت اچھی جگہ فراخ ہوادار ہے۔ سامنے کھڑکیاں ہیں۔ ان میں سے سمندر کے مناظر پیش نظر ہیں۔ کھانا چائے وقت پر مل رہا ہے مگر ہزار حاجیوں میں سے شاید پانسو چھ سو کو کھانا نصیب ہوتا ہے۔ چکر منتی ابکائی اگر کھانے دے تو کھائیں غرضکہ یہ ایک خاص مجاہدہ اور تزکیہ ہے جو گھر میں رہ کر چلہ کش کو میسر نہیں آتا آسائش کے اعتبار سے غسل خانہ چینی کی ٹائلوں سے مزین۔ اوپر فوارے لگے ہوئے۔ سی کلاس پسنجروں کے لئے ۱۲ عدد موجود ہیں۔ پاخانہ بھی نہایت صاف ۱۲ عدد ان کا فرش بھی چینی کی ٹائلوں سے مزین ہے۔ گندگی بہانے کے لئے ہر وقت پانی جاری۔ حاجیوں کے ہر حصہ والے کمرے میں پاوڈر خوشبودار چھڑکا جاتا ہے۔ ڈاکٹر انگریز معہ اٹیلین کمپاؤنڈر کے صبح ۱۰ بجے ہر ایک حاجی کی مزاج پرسی کرتا ہے۔ شفاخانہ مردانہ زنانہ نہایت اچھی اسپرنگ دار چارپائیوں کا موجود ہے

نے ہوٹل کا تمام فروٹ جو بارہ یوم کے لئے تھا وہ دو دن میں ختم کر دیا۔ یہاں
چاء دودھ والی کا ایک کپ ۱ر کو ملتا ہے۔ یہ علاوہ صبح و شام کی مقررہ چاء کے
جو پینا چاہے اس کے لئے ہے۔ بغیر دودھ کے چاء کا کپ ۱ر موسمی ۵ر فی عدد
سیب ۸ر فی عدد کیلہ ۱ر مرغی بغیر پکی ہوئی سے ۳ر پکوا کر للعہ ۴ر پانی میٹھا دن
میں تین بار دو دو گھنٹہ کو کھلتا ہے۔ کھاری پانی چوبیس گھنٹہ۔ کھانا اوسط درجہ
میں خالص گھی کا دونوں وقت دو قسم کی ترکاری سالن اپلیٹ دال اپلیٹ
چاول اپلیٹ خمیری روٹی ۱ عدد توے کی روٹی ۱ عدد کسی وقت گوشت بلا ترکاری
ایک پلیٹ سویوں کا زردہ چھوٹی پلیٹ ایک عدد کچومر اچار ہر کھانے کے ساتھ
صبح کی چاء میں توسٹ ہمراہ ہوتے ہیں۔ مفصل سفرنامہ مکمل ہو رہا ہے۔ زندگی
بخیر انشاء اللہ واپسی پر ہمراہ ہوگا۔ مختصر حالات بھی اتنے ہیں کہ سمندر کے عجیب و غریب
مناظر کا نقشہ بھی مختصراً کھینچنا مشکل ہے۔ میری طبیعت بھی دو روز خراب رہی
مگر صرف سر میں ایسے چکر کہ بیٹھنے نہیں دیتے تھے۔ کل سے بفضلہ طبیعت ٹھیک
ہے۔ آج پنجشنبہ ہے ۲۷ ستمبر ہے۔ یہ خط میں کامران سے روانہ کرنے کے
لئے لکھ رہا ہوں۔ اور کامران ہم شاید اگر خدا کو منظور ہے تو ۳۰ ستمبر ۱۹۴۵ء یعنی
اتوار تک پہنچیں گے اور اگر خدا کو منظور ہے تو انشاء اللہ چہارشنبہ یا پنجشنبہ

نے یہ سفر اور بھی بار کر رکھا ہے۔ ایک ایک دن ایک سال کے برابر گذر رہا ہے۔ اور جوں جوں دیار محبوب قریب آتا جاتا ہے بیچینی بڑھ رہی ہے

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک　　آتش شوق تیز تر گردد

میں یہ ایک ہی خط لکھ رہا ہوں۔ عزیز از جان مولوی سید احمد سلمہ الرحمٰن کو بھی دکھا دیں۔ درس میں جمعہ میں دعا کی درخواست ضرور ہو جائے۔

مجی بابو سراج۔ تاج۔ شمس الدین۔ حاجی تاج۔ فضل دین۔ فتح محمد۔ جمال غلام محی الدین۔ معراج دین۔ ضیاء الدین۔ قمران کی والدہ۔ ہمسائیگاں اہل محلہ امام مسجد معراج دین دوسرا۔ اور سلام دین اور تمام احباب درس و حاضرین جمعہ سب کو سلام مسنون الاسلام۔ مجی ملک عنایت اللہ صاحب کو خاص طور پر سلام مسنون۔ مولوی سید منور علی صاحب۔ بی بی عزیزہ شبیر بھابی صاحبہ سب کو علیحدہ سلام کہیں۔ گھر آنے والیاں جو ہیں انہیں بھی سب کو سلام۔ جہاز کے آگے ایک بہت بڑا پنکھا چلتا ہے جو پانی کاٹتا ہے اس کے آگے چھوٹی چھوٹی بالشت بالشت کی پردار مچھلیاں اڑتی ہیں۔ جو سیپ کی طرح چمکتی ہیں۔ جہاز کے آگے اڑتی ہوئی بہت پیاری معلوم ہوتی ہیں۔ سمندر کے دو رنگ ابھی تک گذرے ہیں۔ اول سبز سیاہی مائل دوسرا کھلا سبز رنگ۔ دوسرے جہاز جب کہیں سے آتے جاتے نظر آتے ہیں۔ اہل جہاز کے لئے ایک تماشا بن جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ہماری دنیا آسمان اور دریا کے

اور پانچ کم ایک ہزار جانوں کا یہ شہر یہ محلہ یہ ملک ہے۔ اور بس اللہ ہی اللہ
مختصر یہ ہے کہ اس سفر کی کیفیت جو دلوں پر اثر پذیر ہے۔ اس سفر کی مہابت
جو دماغوں پر کیف انداز ہے۔ وہ زبان اور قلم سے بیان نہیں ہو سکتی۔ در حقیقت
اس سفر سے عبور کرنا ایک تازہ زندگی میں آنا ہے۔ کہیں گرمی سخت ہو جاتی
ہے۔ کبھی سردی محسوس ہونے لگتی ہے۔ بانکہ ہوا سرد ہی سرد ہے۔ دریائے
سقوطرہ سے سو میل علیحدہ ہمارا جہاز جا رہا ہے۔ بحیرۂ ہند سے اس میں
جوش کم ہے۔ اب انشاء اللہ جدہ پہنچ کر ایک تار دیا جائے گا۔ جو تم میاں احمد بخش
کی دکان سے معلوم کرو گے۔ اور خط اگر ممکن ہوا تو مدینہ طیبہ یا مکہ معظمہ سے
روانہ کروں گا۔ لیکن شاید پہلا جہاز ہمارا ہی ہو اس وجہ میں شاید واپسی کی اطلاع
تار کے ذریعہ جدہ سے دے سکوں۔ باقی پرچے جس جس کے نام ہیں۔ انہیں
پہنچا دو۔ والسلام۔ ابوالحسنات مسافر دشت رحمت از کامران

ہمارے جہاز میں داہنے رخ پر شیخ کرم الٰہی صاحب معہ اپنے صاحبزادہ
حافظ محمد اقبال اور اپنی والدہ اور اہل خانہ تشریف فرما ہیں۔ آج بغرض استشارہ
تشریف لائے کہ پہلے مدینہ منورہ جانا چاہیے یا مکہ شریف۔ میں نے اپنے جذبات
عقیدہ کے ماتحت انہیں مشورہ دیا کہ اول بارگاہ غفران میں حاضری بہتر ہے تاکہ
گناہوں سے پاک ہو کر آیہ کریمہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ پر عمل کر کے بیت اللہ

شریف حاضری ہو۔ چنانچہ ان کا عزم بھی ہمارے ساتھ مدینہ طیبہ کی حاضری کا مصمم ہوگیا۔ باقی ان کے رفقاء سفر بھی جو بیس پچیس پر مشتمل ہیں۔ مدینہ طیبہ ہی پہنچیں گے شیخ عمر دین صاحب بھی شیخ کرم الٰہی صاحب کے قافلہ میں ہیں۔ آپ نے جہاز میں خوب کسب اجر کا ذریعہ بنایا ہے۔ جب آتے ہیں کبھی مسواک دے جاتے ہیں۔ کبھی لیموں کا اچار کبھی کچھ کبھی کچھ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اس مخلصانہ خدمت کو قبول کرے۔

آج تمام دن امن سے گذرا دریا میں سکون تھا۔ دریا کی رنگ آج سے پھر سیاہی مائل ہے۔ جہاز ایک رفتار میں برابر رات دن سباحت کر رہا ہے۔ آج کھانا بدستور آیا۔ لیکن رفقاء سفر نے کچھ آلو بکھن کا ڈبہ ۱۲ آنہ کو خرید لیا ہے۔ اس ڈبہ میں بکھن شاید مشکل سے اپاؤنڈ ہو اس کے اندر آلو بنائے گئے۔ اس کی بابت حضرت محدث صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک ترکاری ہم جہاز میں بنواتے تھے اس کا نام یالمرہ طیب فرمایا تھا۔ ہم نے بھی اس کا نام یالمرہ طیب رکھا۔ اور فی الواقع یہ ترکاری لذیذ رہی۔ آج شام بھی ڈھائی بجے تک نیند نہیں آئی۔ اور صبح سے کچھ گرمی ہوگئی۔ سمندر میں کسی جگہ گرم موسم آتا ہے اور کسی جگہ سردی ہو جاتی ہے۔ آج قہوہ بن گیا تھا۔ اس وجہ میں اعضا شکنی کم رہی۔

۲۳ شوال ۱۳۶۴ھ۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۴۵ء یوم یکشنبہ

آج صبح سے ہی گرمی ہے۔ لیکن دریا پر سکون ہے۔ آج عدن کے نشانات

نظر آئیں گے۔ صبح ناشتہ وغیرہ معمولات سے فارغ ہو کر چائے پینے کو جی نہ چاہا۔ اس میں ایک قسم کی بھکرائند سی آتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے دودھ کے ڈبے بہت پرانے ہیں۔ ہوٹل کی چائے اچھی ہے۔

اس سفر کی بعد مسافت مندرجہ ذیل ہے

بذریعہ ریل۔ لاہور سے کراچی ۷۰۰ مائل

" جہاز۔ کراچی سے عدن ۱۴۷۰ مائل

" " عدن سے جدہ ۷۳۰ مائل

کل سفر ۲۹۰۰ مائل

بذریعہ لاری۔ جدہ سے مدینہ منورہ ۲۹۴ مائل

" اونٹ۔ " " " " ۲۵۲ مائل

" لاری۔ جدہ سے مکہ مکرمہ ۴۳ مائل

" " مکہ مکرمہ سے عرفات ۷ مائل

" " عرفات سے مزدلفہ ۴ مائل

" " مزدلفہ سے منیٰ ۲ مائل

مکہ مکرمہ کے سکوں کی تفصیل

ہلّہ :- اسے ہلّہ۔ ہلالہ۔ ہلیلہ بولتے ہیں

دو ہلّہ کا = نصف قرش ؛

چار ہلّہ کا = ایک قرش ؛ سولہ قرش کا ایک ریال ؛

انگریزی روپیہ سے ۱۸ قرش ملتے ہیں۔

اور یہ امر بھی یاد رہے کہ انگریزی سکہ کے قرش ہمیشہ اس قدر ہی نہیں ملتے کبھی کم کبھی زیادہ ہوتے ہی رہتے ہیں۔ ریال۔ نصف ریال۔ ربع ریال یہ چاندی کے سکے ہیں۔ سو روپیہ کے نوٹ کے ۱۰۲ ریال کبھی ایک سو تین حتیٰ کہ ایک سو پانچ تک ہم نے لیے۔ اس کے علاوہ تمام سکے تانبے کے نکل کے ہیں۔ تانبے کا سکہ مکہ مکرمہ میں نہیں۔

چالیس پارہ کا ایک قرش طلائی ۔ ایک سو دس قرش کی ایک اشرفی ۔ سکے پر ابن سعود کی تصویر نہیں ہے۔

وہ اشیاء جن پر حکومت حاجیوں سے کسٹم نہیں لیتی۔ بشرطیکہ وہ تجارت کے لئے نہ ہوں۔

۱۔ آب زمزم
۲۔ مذہبی کتب
۳۔ خاک شفا کی ٹکیاں
۴۔ کفن زمزم میں دھلا ہوا چالیس گز تک
۵۔ تسبیح۔ مٹی۔ شیشہ یا عنبر جن کی قیمت تین روپے سے زائد نہ ہو
۶۔ جانماز۔ ۲ عدد
۷۔ شال ریشمی یا سوتی رومال چھ تک
۸۔ نقشے تصاویر مقامات مقدسہ
۹۔ کھجور وغیرہ ۲۰ سیر تک
۱۰۔ قالین ۳۵ فٹ مربعہ

آج دریا کالے رنگ کے پانی کا ہے۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ کا جلوہ نظر آرہا ہے۔ نہ کوئی حد فاصل نہ کوئی حاجب اور سمندر رنگ رنگ کا پانی دکھا رہا ہے۔ آج نماز ظہر ہمارے ساتھ بجماعت امیر الحج صاحب نے ادا کی۔ اس سلسلہ میں نام دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا۔ آپ ڈاکٹر ہاشمی کے نام سے مشہور ہیں اور آپ کا اسم گرامی سید احمد شفیع صاحب لدھیانوی ہے۔ آپ کے والد بارہ سال سے مدینہ منورہ میں ہیں۔ اس سفر میں آپ بھی پانچ چھ سال مدینہ منورہ میں قیام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ کے والد سید عنایت اللہ شاہ صاحب مدینہ شریف میں مدرسہ علوم الشرعیہ خارج باب النساء میں مدرس ہیں۔ ماسٹر محمد بخش صاحب فیروزپوری برادر حافظ خادم حسین صاحب جس روز سے جہاز میں سوار ہوئے تھے علیل ہو گئے تھے۔ علاج میرا ہی رہا۔ اب بفضلہ تعالیٰ تندرست ہیں۔ آج ملنے تشریف لائے ہیں۔ نوٹ:۔ اس امر کا خیال رہے کہ امیر الحج بننے کا خیال بھی دل میں نہ لایا جائے۔ اس میں اپنے تمام مشاغل رہ جاتے ہیں۔ اور فائدہ کچھ بھی نہیں۔ ابھی تک دریائے سقوطرہ سے گذر رہے ہیں۔ کل سے گرمی کی شدت ہے۔ ہوا کے حبس سے پسینہ پسینہ ہو رہے ہیں۔ اس دریا میں قدرتی طور پر کچھ ایسی پہاڑیاں بتائی جاتی ہیں۔ جن کی وجہ میں گرمی شدت سے ہوتی ہے۔ دریا کا رنگ کہیں نیلا کہیں سیاہ پایا جاتا ہے۔ اسی کو تیرۃ احمر

کہتے ہیں۔ صبح عدن کے محاذ سے ۵ بجے کے قریب گذر ہوگا۔ آج جہاز ساڑھے گیارہ میل فی گھنٹہ چلا اور رات کو ۱۵ میل فی گھنٹہ چلانے کا کیپٹن کا خیال ہے۔ آج دال بغیر گھی کے گوشت لیا دال کو بھن سے بگھار کر کھایا لذیذ ثابت ہوئی۔ کچومر پیاز کا تھا۔ روٹیاں خمیری اور چپاتی دونوں ملتی ہیں تحقیقات سے یہی ثابت ہوا کہ گھی کراچی سے جو کمپنی کو سلاوہ گندہ متعفن تھا۔ اس نے اہل جہاز کو بیمار کر دیا تھا۔ اب بفضلہ تمام حجاج بخیریت ہیں اسوقت رات کے پونے بارہ بجے ہیں۔ نیند چونکہ آج رات میں بھی نہیں آتی اس وجہ میں اس وقت کی کیفیت لکھ رہا ہوں۔ اللہ کا شکر ہے زیادہ سفر بحری گذر گیا کم رہ گیا ہے۔ اب ہم انتہا سے انتہا انشاءاللہ پنجشنبہ کو جدہ پہنچ جائیں گے۔ آج اتوار ہے۔ صبح پیر۔ اس حساب سے منگل بدھ تین روز جہاز میں اور رہنا ہے۔ شب بخیر باد۔

۲۴ شوال ۱۳۶۴ھ۔ یکم اکتوبر ۱۹۴۵ء دوشنبہ

اس وقت صبح کے چھ بجے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ نسیم سحری اپنی بھینی بھینی ہلکی ٹھنڈی جھونکوں سے تازگی بخشتی مگر سقوطرہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ اور گرمی اس وقت بھی شدید ہے۔ آج رات مشکل سے دو گھنٹہ نیند آئی ہے۔ جہازی سفر اس نسبت سے کہ مسافر کو آرام سے لیٹنے بیٹھنے میں جگہ وسیع دیتا ہے۔ اچھا ہے۔ دوسرے اتنا خاموش ہے

کہ سوائے دریا کی موجوں کی صداؤں کے ایسے ہی گذرتا ہے جیسے اپنے گھر کے کمرہ میں۔ بلکہ گھر سے بھی افضل۔ چنانچہ ہمارا کمرہ چار کھڑکیوں پر مشتمل ہے۔ کھڑکی ۵ فٹ طویل اور ۲ فٹ عریض ہے جس سے سمندر کی ہوا اور روشنی آتی ہے۔ بجلی کا بلب خوب روشنی دیتا ہے۔ مزید خوبی یہ ہے کہ نہ گرد نہ غبار نہ آلودگی نہ منتہائے نظر تک کوئی آبادی۔ خاموش ایام لیل و نہار گذر رہے ہیں۔ جس دن سے سوار ہوئے اترنے کے وقت تک نہ کوئی اسٹیشن نہ کہیں قیام رات دن مسلسل روانگی۔ صرف کامرانی پر مژدہ کامرانی ملا ہے۔ برخلاف ریل کے کہ ہر وقت کھٹ کھٹ اور کراچی لائن میں تو سیروں بلکہ منوں گرد و غبار۔ الامان الحفیظ۔ پھر سواریوں کی ہر اسٹیشن پر بھرمار۔ لیٹنے کو بھی جگہ ملنا دشوار۔ لیکن سب میں اہم بات تلاطم دریا کا خوف ہے۔ تین میل ساڑھے تین میل گہرے سمندر سے عبور کرنے کا جب تصور آتا ہے۔ دل بلیوں اچھل جاتا ہے۔

عدن

یہاں سورج کراچی ٹائم سے ۹ بجے طلوع ہوتا ہے۔ آج صبح دریا میں عدن کی بھرنے والی بتی نظر آئی۔ اس کے بعد چار پانچ بتیاں ساحل کی نظر آئیں۔ جونہ معلوم کیوں فرحت افروز تھیں پھر ایک جہاز سفید رنگ کا

کا کھڑا نظر آیا۔ اور یک لخت یہاں سے موسم گرمی سے برودۃ کی طرف بدل گیا۔ حبس کی بجائے سرد ہوا شروع ہو گئی۔ اب بحر روم ختم ہو کر بحیرۂ عدن شروع ہے۔ اس کے بعد بحیرۂ قلزم ہے۔ جس کی بابت تاریخیں بتا چکی ہیں کہ کئی ہزار جہاز یہ اپنی گود میں لے کر ہمیشہ کے لئے معدوم کر چکا ہے۔ آج یہی بحیرہ ہے جس پر آن بان سے جہاز عبور کر رہے ہیں۔ اب ہوا بھی سرد ہے۔ گرمی بھی نہیں ہے۔ سمت قبلہ شمال کو بدل گئی ہے۔ اس وقت ہمارا جہاز پندرہ میل فی گھنٹہ سے چل رہا ہے۔ ابھی چودھری محمد حسین سیٹھ منڈی ملنے آئے ہیں۔ اب آگے چل کر باب المندوب آ رہا ہے اس کے بعد ڈریڈ سی یعنی بحیرۂ احمر۔ بحیرۂ قلزم آ رہا ہے۔ ایک بڑا بھاری جہاز سفید رنگ کا اور کچھ بادبانی کشتیاں بھی آج نظر آئیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کشتیاں امریکہ تک جاتی ہیں۔ جہاز میں جو سمت قبلہ لگائی گئی ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس معاملہ میں جہاز والوں کی کوئی خاص توجہ نہیں۔ ظہر کی نماز جماعت پڑھ کر علاوہ مستورات کے تمام رفقاء سفر پہاڑیوں کی بہار دیکھنے اوپر گئے۔ کچھ جہاز کے آگے کے حصہ پر چلے گئے۔ میں اور مستری اللہ دتہ کیپٹن کی منزل پر پہنچے وہاں ہوا اچھی تھی۔ دوربین سے پہاڑیاں دیکھیں۔ ایک پہاڑی پر ایک مینارہ بنا ہوا تھا جو شاید رات میں لائٹ دینے کو ہے۔ اور کچھ آبادی بھی نظر آئی۔ مکان

بنے ہوئے پہاڑی پر دیکھے یہ آبادی غالباً باب المندب جو بحیرۂ قلزم کے اندر جانے کو دو پہاڑیاں ہیں وہ ہے۔ دو رویہ پہاڑیاں جب نظر آئیں دوربین سے ان کی سیر کی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا اجمیر شریف کے آنہ ساگر پر کھڑے ہیں۔ لیکن کہاں آنہ ساگر کہاں یہ بحر بے پایاں صرف سمندر آسماں کچھ پرند اور پہاڑیاں ان پر کچھ عمارتیں۔ ان کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ راستہ میں بھینس کے برابر کی مچھلیاں۔ جہاز کے ساتھ ساتھ آٹھ آٹھ سات سات تیزی سے چلتی نظر آئیں۔ رنگ بھی بھینس کے رنگ کا کان بھی بڑے بڑے بھینس جیسے۔ اور اڑنے والی مچھلیاں اس دریا میں نہیں پائی گئیں۔ ممکن ہے اس میں ان کی بود و باش نہ ہو اور ممکن ہے ہو مگر ہمیں نظر نہ آئیں۔

اب تو صبح کامران سے مژدہ کامرانی حاصل کرنا ہے۔ اب قبلہ کی سمت اور بھی بدل گئی۔ ظہر پڑھی تھی قریب سمت شمال اب بالکل شمال کی طرف قبلہ ہو گیا ہے۔ عدن سے آگے راستہ میں ایک سیاہ رنگ کی آبدوز کشتی نظر آئی۔ جسے دیکھتے ہی کیپٹن نے جہاز پر جھنڈے چڑھا دئے تھوڑی دیر میں وہ غائب ہو گئی۔ ممکن ہے کیپٹن سے سنگنیلری کے ذریعہ باتیں ہو گئی ہوں۔ یہ کشتی دشمن کا جہاز پھاڑ کر غرق کرنے والی تھی۔ آج کیپٹن نے جہاز میں اعلان کرا دیا کہ کل ٹرکی سے چھٹ

بھیجتی ہیں۔ ان کے چھ پیسہ عام ڈاک کے ہیں۔ اور چودہ آنے باقی ایریل
جس کسی کو بھیجنا ہو ابھی دے دے۔ تاکہ کل عین وقت پر رہ نہ جائے۔
میں نے ۱۴ر دے کر لفافہ دے دیا ہے۔ جس کی امید ہے کہ انشا اللہ آئندہ
پیر تک خط لاہور پہنچ جائے گا۔ جہاز میں فرسٹ کلاس کی کالی کوٹھڑیوں
میں سخت گرمی ہے اور ان سے کمپنی نے چھ سو روپیہ کھانے کا زائد لیا
انہیں بھی کھانے کی سخت شکایت ہے۔ ہمارا کھانا تو جب سے بغیر گھی کے
ملنا شروع ہوا ہے۔ ٹھیک ہو گیا ہے۔ مکھن کا ڈبہ خرید لیا پیاز ڈال کر
بگھار دے دیا اور مزے سے کھا لیا۔ آج دو بھیڑیں جہاز کے اوپر سے
جہاں انہیں رکھا ہوا تھا کٹہرہ پھلانگ کر سمندر میں چلی گئیں تقریباً دس پندرہ
منٹ تیرتی نظر آئیں پھر سمندر میں غائب ہو گئیں۔ ایک بھیڑ شام کو عصر بعد
اور کود گئی۔ ہمارے جہاز کا کمرہ تقریباً ۹ گز یعنی ۲۷ فٹ طویل اور ۱۵ فٹ
عریض ہے۔ اس میں چار کھڑکیاں ۵ فٹ ۲ فٹ کی کھلی ہوئی ہیں۔ جو خوب
ہوا دے رہی ہیں۔ لیکن باقی جہاز میں لوگ سخت گھمسان میں آ رہے ہیں
پانی ایک کا دوسرے پر آ جانے سے گھنٹہ گھنٹہ میں میں تو تو کرتے رہتے ہیں
ہم بفضلہ تعالےٰ ان سب جھگڑوں سے آزاد نہایت آرام سے آ رہے ہیں
آج اس وقت مغرب کے بعد سے گرمی شدید شروع ہے وجہ یہ ہے کہ ہوا کا
رخ بدل گیا ہے۔ دوسری طرف جہاز کی ہوا ہے ہماری طرف نہیں ہے۔

آج رات بھر ہی قریب قریب شب بیداری رہی۔ بابو محمد امین میاں احمد بخش میاں محمد طفیل۔ فضل دین اور حاجی غلام محمد وغیرہ تو اوپر ہی اوپر کے درجہ میں جاکر سو رہے۔ میں رات بھر سفرنامہ حجاز یعنی کلید جنت دیکھتا رہا آج صبح اسی بیچینی میں طلوع ہوئی۔ اب نمازیں بفضلہ اکثر جماعت ہوتی ہیں آج رات قریب تین بجے کے حافظ اقبال نے ایک جہاز کے ملازم کو چیٹر رسید کردی۔ وہ بوری لے جا رہا تھا کہ ہاتھ سے چھوٹ کر ان کے نانا کے قریب گر گئی اس غریب نے بیچارہ کھا کر یہی کہا کہ بابا تو میرا "پیو" ہے میں تیرا "پتر" اور مار لے۔

۲۵ شوال ۱۳۶۴ھ ۔ ۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء یوم سہ شنبہ

آج کامران آنے کی وجہ میں صفائی ہو رہی ہے۔ اس لئے کہ یہاں بذریعہ کشتی ڈاکٹر آئے گا۔ جوں جوں کامران قریب آتا جاتا ہے مچھلیوں کی آبادی بڑھتی جاتی ہے۔ آج تو مچھلیوں کے غول کے غول نظر آرہے ہیں۔ لیکن کوئی مچھلی ایسی نظر نہیں آتی جس کی طرف طبیعت للچائے خدا کے فضل سے بھینس کے برابر تو مچھلیوں کی صاحب زادیاں ہیں۔ اور ہاتھی جیسی بڑی بڑی گوار اور سب سیاہ بدنما مہیب بڑے بڑے کانوں والی اور اگر کان نہیں ہیں تو لازمی طور پر کان جیسی کوئی چیز ان کے منہ پر نظر آتی ہے۔ یہاں پانی سیاہ اور اتنا غلیظ ہے کہ موجیں بھی

اس کی [illegible] ہار جاتی ہیں۔ جہاز میں [illegible]
(کبڑ دال) عام طور پر کہتے ہیں۔ یہ خبردار کی مٹی خراب کی گئی ہے۔ آج
ڈاکٹر کا خوف ملازمین جہاز پر اتنا غالب ہے کہ تمام جہاز کو قریب قریب غسل
دیا جا رہا ہے۔ ابھی کامران تو نہیں آیا ہے۔ لیکن دو رویہ ریتلے میدان
ایسے خوشنما نظر آ رہے ہیں۔ گویا سونا بکھرا ہوا ہے۔ دریا میں دو رویہ چھوٹی
چھوٹی برجیاں بنی ہوئی ہیں۔ جن پر بتیاں آویزاں ہیں۔ یہ رات کے وقت
راستہ بتانے کو قائم کی گئیں ہیں۔ ریگستانی ٹیلوں پر درخت اور چھوٹی
چھوٹی عمارتیں بھی نظر آتی ہیں جو اس خشکی میں بھی انسانی آبادی کا پتہ دیتی
ہیں۔

کامران

کراچی سے ہماری روانگی دوشنبہ گذار کر شام کو ۹ بجے ہوئی اس دن
تاریخ ۲۴ ستمبر تھی آج ۲ اکتوبر ہے۔ اس حساب سے اگر دوشنبہ شمار میں نہ
لایا جائے تو ساتویں دن اور ایک شب میں ۲ اکتوبر تقریباً ۱۰ بجے جہاز کامران
پہنچ گیا ہے۔ یہاں دو تین گھنٹے ڈاکٹری معائنہ کے لئے جہاز ساحل سے تقریباً
ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ٹھہرا۔ ساحل کامران سے ڈاکٹر بذریعہ لانچ آیا اور جہاز
کا معائنہ کر کے چلا گیا۔ علاوہ اس کے چھوٹی چھوٹی کشتیاں جنہیں ہوڑی کہتی
ہیں [illegible] جہاز کے کنارہ پر آ گئیں۔ [illegible] دکاندار خورد و نوش کی اشیا

لائے ہیں۔ یعنی کھجور پھلی۔ سیپ موتی اور سمندر کی خاص خاص چیزیں
مثل رسیاں۔ سیپیاں اور کوڑی اور سنکھ وغیرہ وغیرہ۔ ایک طرف غوطہ زن
آٹھ دو آنہ کے لالچ میں غوطہ زنی کا فن دکھانے کو ہوڑیوں میں کھڑے ہیں
سمندر میں آٹھ دو آنہ ڈالو یہ غوطہ لگا کر اسے پکڑ لاتے ہیں۔ اور کشتیوں
سے کودتے وقت ان کی عجیب شان ہوتی ہے۔ پھر جب دو آنہ چار آنہ لینے
کو غوطہ لگاتے ہیں۔ اس وقت ان پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ آدمی نما مچھلیاں
ہیں۔ اس قسم کے ہوڑی والے تقریباً پچیس تیس ہیں۔ ان کے پاس برطانیہ
بڑی کوڑیاں سنکھ وغیرہ ہیں۔ کامران کا چیرنیرہ حکومت برطانیہ کا اڈا ہونے
کی وجہ سے شاندار ہو گیا ہے۔ دائرلس ہوائی اڈہ اس کے متعلق جو دفاتر ہیں
ان کے آفیسر اور ملازمین کی کوٹھیاں جن کی گنتی مشکل ہے دور سے نظر آتی
ہیں۔ ایک چھوٹا لانچ آگے آیا اس میں ڈاکٹر آیا اور جہاز کے قریب آکر
لانچ سے ہی اپنے جہاز کو سلام کیا۔ پھر سیڑھی سے اوپر آگیا۔ اس کے ساتھ
ایک انگریز اور بڑا لانچ اس کے پیچھے آیا۔ اس میں ایرمیل والا اور پوسٹ آفس
والا آیا۔ چونکہ ہم کل ہی لفافہ معہ پیسوں کے کیپٹن کو دے چکے ہیں۔ اس وجہ
سے ہمیں آج کوئی مشکل نہیں۔ جہاز میں ہمارے ساتھ ہی محمد نواب علی صاحب
بھی ہیں جو پہلے جھالرا پاٹن میں تھے۔ جس زمانہ میں والد قبلہ انور سے جھالرا پاٹن
تشریف لے گئے تھے اب وہ لاہور ہی قیام پذیر ہیں۔ آپ کے گھر سے حضرت

مولانا ارشاد علی صاحب مرحوم سے بیعت ہیں اور خود کسی اور بزرگ سے
سے بیعت ہیں ۔ ڈاکٹر آئی ۔ ایم ۔ ایس یعنی انڈین میڈیکل سروس ابھی خاکی
وردی میں آیا ۔ اور مسکرا کر بولا صب اچا ہیئے ۔ سب نے خوشی سے جواب
دیا اچا ہیئے ۔ پھر بڑا ڈاکٹر آیا جس کا نام میجر ڈاکٹر تھامس تھا اس نے امیر الحج
کے تعارف سے میرے ساتھ ہاتھ ملایا اور پوچھا سب اچا ہیئے سب نے
جواب دیا اچا ہیئے ۔ میرے بنیان میں پان کا داغ بازو پر دیکھ کر پوچھا
یہ کیا ہے میں نے کہا پان کا نشان ہے ۔ ہمارے جہاز کے کیپٹن نے
نے کہا ڈاکٹر صاحب کو یہ شبہ ہوا کہ شاید انجکشن یعنی نشتر لگ گیا ہے ۔ پس
پھر کھانے وغیرہ کی شکایتیں ہوئیں ۔ گھی کا ٹسٹ ہوا ڈاکٹر نے گھی فیل کر دیا
اور کامران سے مکھن منگوا کر دیا ۔ آج ۲ بجے کھانے میں ابلا پلاؤ آیا
اور ابلا گوشت خمیری روٹی کچومر پیاز کا ۔ چاولوں کی یہ شان تھی کہ گٹھلے
پڑے ہوئے تھے اور اس میں پانی بھی پورا نہیں پہنچ سکا ۔ غرض کہ امیر الحج
صاحب کے شکوہ شکایات کی طوالت کی وجہ میں ڈاکٹر میجر تھامس اور دوسرا
ڈاکٹر گرمی سے پسینہ پسینہ ہو گیا اور آخر تین بجے جہاز بخیر و خوبی روانہ ہوا
میں نے یہاں سے لبد احمر ایک روپیہ میں قریب ایک ثار کے خریدا اور
سیپ کی خوبصورت تھالیاں فی عدد ۱ کے حساب سے خریدیں ۔ جو لاہور
میں روپیہ میں بھی ارزاں ملیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کوڑے بڑے بڑے ایک ایک

آنہ حاجیوں نے خریدے ہیں سامان کی زیادتی کے خوف سے نہیں خرید سکا۔
کامران میں عمارات دفتر خوبصورت ہیں۔ وائرلیس پوسٹ آفس ایریل
وغیرہ سب موجود ہے۔ یہاں مرغی عیسیٰ کے حساب سے بیچنے والے لائے
مچھلی عجیب عجیب شکل کی بیچنے والوں کے پاس دیکھی گئیں ایک مچھلی سیلنگ
فین کے پر کی شکل میں دیکھی گئی۔ یہاں کے پانی کا رنگ بالکل ایسا ہے
جیسے گڑ کا شربت۔ لطف یہ ہے کہ جہاز کے ایک طرف زرد رنگ اور
دوسری طرف سبز لیکن کامران سے چل کر پندرہ منٹ یہ رنگ رہا اس کے
بعد پھر ہلکا نیلگوں رنگ آگیا۔ اب شام کے بجے ہیں۔ اب رنگ دریا کا
سبزی مائل ہے۔ کہیں کہیں راستہ میں پہاڑیاں نظر آجاتی ہیں۔ جہاز نہایت
آرام سے جا رہا ہے۔ لیکن گرمی شدید ہے۔ ایک ساعت کے لئے کامران
سے اب تک پسینہ خشک نہیں ہوا۔ جب ڈاکٹری معائنہ ختم ہو گیا اور لانچ
میں ڈاکٹر واپس چلا گیا۔ تو کیپٹن نے جہاز کے بچوں کو کیک بسکٹ انگریزی
مٹھائی تقسیم کی۔ جہاز میں حاجی ایسے ہی ملنے آتے ہیں جیسے شہروں میں ایک
محلہ والا دوسرے محلہ کے رہنے والے سے ملنے آتا ہے۔ آج قاضی
کبیر الحق صاحب بھی ملے۔ یہ فیروزپور پنجاب میں سب انسپکٹر پولیس تھے اب
پنشنر ہیں۔ وطنی ہونے کے لحاظ سے ان سے مل کر بہت طبیعت خوش ہوئی
قاضی کبیر الحق ممدوح تجارہ کے قاضیوں میں سے ہیں۔ اور میاں سلام اللہ شاہ صاحب

کے قریبی عزیز۔ آج رات اتنی شدید گرمی تھی کہ قریب قریب تمام رفقاء سفر گھبرا گئے۔ آخر بابو محمد امین۔ احمد بخش نور دین محمد طفیل فضل دین حاجی غلام محمد اوپر کی منزل پر چلے گئے۔ پھر بابو امین مجھے لینے آئے اور کہا وہاں آرام رہے گا چنانچہ میں بھی مصلے تکیہ لے کر پہنچ گیا۔ فی الواقع ہوا کا دورہ کھلا ہوا تھا ایک طرف بجلیاں چمک رہی تھیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آرہی تھی غرضکہ عشا پڑھی اور میں لیٹ گیا۔ دو رات کا جاگا ہوا تھا جلدی نیند آگئی۔ صبح تقریباً ۴ بجے اٹھا تو دیکھا کہ احمد بخش اور حاجی غلام محمد نہیں ہیں۔ خیر میں نیچے کی منزل میں آیا وضو کیا پھر اوپر گیا۔ حزب پڑھی کہ امین بھی بیدار ہو گئے پھر میں بغرض نماز نیچے آگیا۔ ابھی فجر میں دو ڈھائی گھنٹہ تھیں۔ کہ یہ اشعار بلا کسی توجہ کے زبان پر جاری ہو گئے۔

الٰہی جلد دکھلا گنبد خضرا محمدؐ کا
ترستی ہیں یہ آنکھیں دل ہوا شیدا محمدؐ کا

وہ ساعت بھی دکھا دے منزل سلمیٰ کے آتی ہے
چلوں میں سر کے بل پڑھتا ہوا کلمہ محمدؐ کا

جب آؤں ذوالحلیفہ پر تو سجدے شکر کے کرتا
چلے حی علی پڑھتا یہ دیوانہ محمدؐ کا

کلس پر جاں فدا گنبد پہ سو سو بار صدقے
بتاؤں کیا کیا ہوگا وہ کاشانہ محمدؐ کا

نظر آئیں گے خرمے گنبد انور جس ساعت
تڑپ کر دل تصدق ہو ہے پروانہ محمدؐ کا

معمولات اور نماز فجر سے فارغ ہو کر مریضوں کو حسب معمول دوائیں تقسیم کیں۔

ایک سبق آموز تجربہ۔ کراچی تک میرے ساتھ پانوں کی ڈبیا تھی جو ارشد کے پاس رہتی تھی

آخری رات کو جس کی صبح ہمیں سفر مبارک کے لئے جہاز میں سوار ہونا تھا۔ مولانا عبدالکریم صاحب درس کے صاحبزادے سے مل کر واپس آئے تو وکٹوریا میں وہ ڈبیا بھول گیا پھر پتہ نہیں وکٹوریا والا کہاں گیا۔ مجھے فکر ہوئی کہ اب پاؤں کی سخت مشکل ہوگی۔ مگر وقت ہی نہ تھا کہ اور ڈبیا بازار سے خریدوں۔ جہاز اگرچہ دن بھر گودھی پر رہا مگر وہاں کے نیگ جوگ سے ہی فرصت نہ تھی۔ بہرحال ایک ریزہ کی ٹکڑے میں پان لگا کر رکھ لئے اور اچھی طرح تمام سفر دریا عبور ہو گیا۔ اور اب تک سبز پان ہی سرکار کے صدقہ میں کھاتا رہا۔ ابھی اتنے پان باقی ہیں کہ شاید مدینہ منورہ تک پورے ہو جائیں ورنہ پھر گلکہ بنا ہوا ہمراہ ہے وہ تو کام میں معین ہی ہوگا۔ آج اس سے یہ سبق ملا کہ انسان اپنے تخیل کی کمزوری سے ہر شے کی احتیاج محسوس کرتا ہے لیکن جب وہ شے نہ ہو تو کام نہیں رکا کرتا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک ؛

۲۵ شوال ۱۳۶۴ھ - ۳ اکتوبر ۱۹۴۵ء یوم چہار شنبہ۔

ابھی فضل دین نامی بنگالی دیناناگر کے تاجر ملے جو نوبہار صاحب کے مریدوں میں سے ہیں۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ وٹالہ سے نوبہار صاحب کے صاحبزادہ شمیم جو میرے شاگرد ہیں۔ حج کے لئے آنے کا خیال ظاہر فرما رہے تھے مگر اس جہاز میں نہیں آئے۔ اب دریا کا رنگ نہایت خوبصورت رنگ میں نیلا ہے، یہاں جہاز کے آگے چھوٹی سے چھوٹی مچھلی سے لے کر بڑی بڑی مچھلیوں کی دوڑ

دریا کے آگے ایسی پر بہار نظر آئی جیسے پولو گراؤنڈ میں گھوڑ دوڑ مزا دیتی ہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیوں کا ایک خاندان باپ بیٹے پوتے نواسوں کو ساتھ لے کر جہاز کے آگے استقبالی کمیٹی کی صورت میں جا رہا ہے۔

ابھی اعلان ہؤا۔ کہ ۵ بجے پہلے وسل پر مکہ جانے والے احرام کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور دوسری گھنٹی ۶ بجے ہو گی۔ اس پہ احرام باندھ کر دو رکعت نفل پڑھیں اور تمتع کی نیت کریں۔ اور وہ صرف عمرہ کی نیت سے احرام باندھیں تاکہ مکہ معظمہ پہنچ کر طواف وسعی کرنے کے بعد احرام کھول سکیں اور جس نے حج و عمرہ کا احرام کیا وہ قارن ہو جائے گا اسے آخر منیٰ تک مسلسل احرام میں رہنا ہوگا۔ اس کی پابندیاں اس پر لازم ہوں گی۔ مثلاً خوشبو نہ لگانا۔ خط نہ بنوانا۔ ناخن نہ تراشنا۔ جوں مچھر نہ مارنا۔ کسی جانور کا شکار نہ کرنا۔ خوشبودار چیز نہ کھانا اگر کھانے کی چیز میں خوشبو ملی ہو تو مضائقہ نہیں۔ بیوی سے علیحدہ رہنا۔ مجامعت احرام میں ممنوع ہے۔ حتیٰ کہ محرم محرک شہوت حرکات سے بھی مجتنب رہے۔ وغیرہ وغیرہ ٭ کما فی کتب الفقہ ٭

ایک پر لطف واقعہ

اس اعلان کے سلسلہ میں پنجاب کے کسی کوردہ کے ایک مولوی نما جاہل مولوی صاحب جو نجدی خیال کے معلوم ہوتے تھے اپنی ذریت کو بٹھا کر احکام حج

سنا رہے تھے۔ جو کچھ سنا رہے تھے اس کی تفصیل تو بے سود ہے۔ لیکن یہ بڑی پر لطف چیز ہے۔ کہ حضرت علامہ کہتے کہتے کہتے ہیں۔ "وساڈا میکات یلملم ہے وہاں سے احرام کرنا ہے"۔ مریدین مذنبین بڑی عقیدت سے ان کے بیان جہل ترجمان کو سن رہے تھے۔ چونکہ بالوا میں نے کیپٹن کو کہا تھا۔ کہ ہمیں جہاز کے انجن کی سیر کرنی ہے اس نے وعدہ کیا تھا کہ انجینیر سے اجازت لے کر آپ کو دکھا دی جائے گی۔ چنانچہ آج کیپٹن نے کہلوایا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔ غرضکہ ہم دس آدمی دیکھنے گئے ان میں سے میں تو پہلے زینہ سے ہی واپس آگیا۔ گرمی اس قدر شدید تھی کہ ہاویہ میں بھی اتنی ہی گرمی ہوگی والعیاذ باللہ ؛ وہاں سے آہنی زینہ نہایت صاف تین منزل تک تھا۔ ان کے دونوں طرف نہایت چمکتے ہوئے آہنی کٹہرے جو تمام کے تمام گرم مگر اتنے کہ قابل برداشت تھے۔ انجن نیچے ہی نیچے کی منزل میں تھا۔ جس کے چلنے سے مہیب آوازیں نکل رہی تھیں۔ مشین کی خوبی اور اس کا فٹنگ اعلیٰ دماغی شان دکھا رہا تھا۔ باقی رہا معاملہ اس کی باریکیوں کا اسے اہل فن ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اور درحقیقت دیکھنا بھی ان ہی لوگوں کا کام ہے جو گئے ہیں۔ میں تو گھبرا کر اوپر سے ہی دیکھ کر واپس آگیا۔ مجھ میں اتنی شدید گرمی کی جگہ جانے کی ہمت نہ تھی۔ بہرحال یہ سمجھ گیا کہ یہ مشین پایاب ہوگی اس لئے کہ پنکھا جو جہاز کو چلاتا اور پانی کو چیرتا ہے وہ پانی میں ہوتا ہے۔ تو بہرکیف

سمندر کی موجوں کو ہٹاتا پانی کو چیرتا ہوا جہاز جا رہا ہے۔ وہ بظاہر اسی مشین کی قوت سے اور درحقیقت خدا کے فضل سے ہے۔ پھر ظاہر ہے کہ مشین اور اس کا پرزہ پرزہ بہترین دھات اور اعلیٰ قسم کے پرزوں سے مکمل ہونا چاہیئے۔ کہ بظاہر ہزار جانیں اسی کی صحت پر قائم ہیں۔ گو درحقیقت فضل الٰہی پہ ہی سب کچھ کیوں نہ ہو۔ صفائی تمام جہاز میں وہ نہیں دیکھی جو مشینری والے حصہ میں نظر آئی۔ اس کے معائنہ سے قدرت الٰہی کا یقین ہوتا ہے۔ کہ اس نے اپنے ید قدرت سے انسان کے دماغ کے ایک گوشہ میں کیسے کیسے نقشے بنا دینے کی اہلیت عطا فرمائی ہے۔ آج چونکہ جہاز ٹائم سے ۴ بجے یلملم آ رہا ہے۔ جو کراچی ٹائم سے شام کے ۹½ بجے آئے گا آج جہاز میں میٹھا پانی تمام دن کے لئے کھلا ہوا ہے۔ حاجیوں میں عید کی سی چہل پہل ہے۔ ہر حاجی کے چہرہ پہ رونق نظر آ رہی ہے۔ بہت سے حاجی وہ ہیں جنہوں نے ابھی سے احرام کر لیا ہے۔ عجیب منظر ہے۔ اس کی حسرتیں اور وجدانی کیفیتیں جو دل آویزیاں لئے ہوئے ہیں وہ وہی سمجھ سکتے ہیں جو اس مبارک سفر میں آئے ہوئے ہیں۔ آج ایام ماضیہ کی تھوڑی اور بہت تکالیف سب محو ہیں۔ جہاز کا صفائی کرنے والا سپیر اور خدام جہاز انعام بخشش طلب کر رہے ہیں۔ کوئی ۴ کوئی ۲ روپیہ دو روپیہ انعام دے رہا ہے۔ ہمارے رفقاء سفر سے بھی پانچ روپیہ

لے گیا۔ آج ۵ بجے جہاز ٹائم پر احرام کی پہلی منزل ہوئی اور کراچی ٹائم ۱۰ بجے تھے۔ جبکہ آفتاب اپنی پوری آبشاری کر رہا تھا۔ ہم ایس ایس علوی کے فرسٹ کلاس ہوٹل میں کیپٹن کے ساتھ ٹی پارٹی میں شریک تھے۔ یہ ٹی پارٹی امیر الحج سید احمد شفیع صاحب کی طرف سے کیپٹن کو دی گئی تھی اور اس کے اعزاز میں مندرجہ ذیل حضرات مدعو تھے۔ ایم رفیق۔ حافظ خادم حسین صاحب شیخ کرم الٰہی تاجر انارکلی لاہور۔ محمد اسمٰعیل صاحب ایڈووکیٹ حصار۔ ڈاکٹر فیروز الدین صاحب امرتسر۔ سید موسےٰ شاہ صاحب امرتسر۔ سردار احمد خاں صاحب رئیس اعظم ڈیرہ غازی خاں۔ نواب زادہ خاں محمد اعظم خاں صاحب ملتان۔ شیخ فضل دین صاحب۔ خان بہادر سید علی حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر لکھنؤ۔ مسٹر محمد یوسف صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر دہلی۔ محمد سمیع صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر شملہ۔ مسٹر اسٹیگنز ایس ایس علوی۔ کیپٹن مسٹر کیرانی پی اے۔ کیپٹن ڈاکٹر میڈیکل آفیسر ایس ایس علوی۔

چاء میں تلو تلے ہوئے سموسیاں دودھ میں برف کا پانی تھا۔ انگلش میں کیپٹن باتیں کرتا رہا ہم تو کچھ نہ سمجھ سکے۔ اخیر میں اس نے سب سے دوبارہ ہاتھ ملائے اور پارٹی رخصت ہو گئی۔ درحقیقت چونکہ کل ہمیں جہاز سے انشاءاللہ جدہ اتر جانا ہے اس لئے وداعی پارٹی کیپٹن کی کی گئی۔ اس سے قبل ہم کیپٹن کے اوپر کے کمرے میں پہنچے۔ وہاں جا کر دیکھا عجیب نظام پایا۔ ایک کمرہ

اس میں چیف کیپٹن ٹیبل پر نقشہ کھولے کھڑا تھا۔ دوسرے کمرے میں موجود
کی طرح کا ایک اسٹیئرنگ تھا جیسے جہاز کے ملازم خلاصیوں میں سے ایک لئے
کھڑا تھا۔ اس کے آگے ایک گول افٹ کا مدور اس کے اندر ایک سیاہ خط
تھا۔ اس پر ہلالی شکل کا ایک شیشہ تھا۔ جس میں ایک بالشت موٹا وہ خط نظر
آتا تھا۔ اس اسٹیئرنگ کے پھرانے کے یہ معنی بتائے گئے کہ جہاز اپنے
خط میں سیدھا چلے۔ اس شخص کی نظر دو گھنٹہ اس خط پر رہتی ہے۔ اس
کے بعد ڈیوٹی بدل جاتی ہے۔ اسی کمرہ میں چند چھوٹے چھوٹے ہارن لگے
ہوئے تھے وہ ایک اوپر کو باتیں کرنے کے لئے تھا۔ ایک نیچے انجن ڈرائیور
سے بولنے کے لئے۔ ایک کیپٹن کے اسسٹنٹ سے باتیں کرنے کو۔ دو طرف
دو گول گھڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ اس میں ایک سوئی تھی۔ ڈائل پر چند خانہ
لکھے ہوئے تھے ایک پر فاسٹ ایک پر سلو ایک پر اسٹاپ گویا اوپر ہی اور
سے کیپٹن جہاز کو جس رفتار سے چاہے چلا سکتا ہے۔ ایک وائرلیس کا
آہنی بکس تھا۔ جس کے ذریعہ کوئی خاص بات ہو تو فوراً اپنے سنٹر میں اطلاع
دے سکے۔ ریڈیو بھی تھا جو ایک روز بولا جس سے معلوم ہوا کہ یکم اکتوبر ۱۹۲۵ء
کو بمبئی میں ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ لیکن یہ خبر میں نے خود نہیں سنی۔ دوسروں
سے معلوم ہوئی۔ غرضکہ اس کمرہ کی شان اور نظام دیکھ کر میں تو محو حیرت

کس دی گئی ہیں۔ اب یہ جہاز ہمیں اتار کر مصر جائے گا۔ کیپٹن نے کہا کہ کل آپ لوگوں کو اتارنے کے بعد ہم آرام سے سوتے ہوئے مصر جائیں گے۔ ایم رفیق صاحب نے کامران سے تار دے دیا ہے کہ لانچ لے کر جہاز پر آجائیں۔ ابھی جہاز کے چھنجے دوسری دسل ہوئی۔ جو کراچی ٹائم میں ۹ بج کر ۳۵ منٹ پر ہوئی گویا محاذ یلملم جو میقات حجاج ہند ہے۔ جس پر احرام باندھنا عمرہ کرنے والوں کو لازمی ہے آگیا۔ اسی وقت قرص خورشید پورے ۹ بج کر ۳۵ منٹ پر غروب ہوا۔ مکہ جانے والے تمام احرام کر چکے ہیں ہمیں چونکہ مدینہ طیبہ جانا ہے اس لئے ہمیں احرام مدینہ شریف کی واپسی پر ذوالحلیفہ سے کرنا ہے۔ آج دن میں جہاز زرد لنگ کرتا رہا۔ یعنی جھکجھولے جہاز میں زیادہ رہے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ حاجی غلام محمد اور فضل دین کی کچھ طبیعت خراب ہوگئی۔ اور مسٹر امین بھی کہتے رہے کہ مجھے بھی کئی بار چکر محسوس ہوا ہے۔ مگر میں پڑنے کی بجائے ٹہلتا ہی رہا۔ میاں احمد بخش کو آج نزلہ کی شکایت ہے۔ اس کی وجہ سے کچھ بخار کی حرارت بھی ہوگئی۔ خدا اپنا فضل فرمائے گا اب صبح انشاء اللہ جوارِ بیت اللہ تک پہنچ جائیں گے۔ والحمد للہ رب العالمین

جدّہ

۲۶ شوال ۱۳۶۴ھ - ۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء یوم پنجشنبہ

آج جدہ شریف ۱۰ بجے جہازی ٹائم سے اترنا ہے اگرچہ جدہ دادی کا گھر ہے - مگر وہ مثل مشہور تھی کہ فلاں معاملہ دادی گھر تو نہیں جو آسانی سے ہو جائے - آج وہ دادی کا گھر مشکل ہو گیا ہے - رات سے ہی جہاز میں اس قدر رولنگ ہے کہ اہلِ جہاز از سر نو پھر چکرا گئے - اللہ خیریت سے ساحل تک پہنچا دے - دریا میں سخت ہیجان ہے -

طغیانیوں نے گھیرا آقا سنبھالیے

چکرا رہا ہوں بے حد مولا سنبھالیے

تقریباً گیارہ بجے کراچی ٹائم ہمارا جہاز سمندر میں ٹھیرا - اور ارکانی عرب آیا جو اپنے لانچ سے اتر کر رسوں کی سیڑھی کے ذریعہ جہاز پر آیا - تمام حاجیوں کو دونو ہاتھوں سے سلام کا اشارہ کر کے کیپٹن کے اوپر کے کمرہ میں چلا گیا - یہاں سے ہمیں جدہ کی عمارات نظر آ رہی تھیں جو تقریباً بیس میل پر ہونگی - اب کیپٹن کی بجائے اس عرب نے جہاز کی کمان اپنے ہاتھ میں لی - اور جدہ کی کھاڑی میں سے جہاز رانی شروع کی - اس کھاڑی میں دریا کے اندر بہت پہاڑیاں بتائی جاتی ہیں - آہستہ آہستہ جہاز چلا اور

اور ساحل جدہ سے تقریباً چھ میل دور لنگر انداز ہو گیا۔ یہاں ہماری نظر دو جہازوں پر پڑی جو دریا میں آڑے لیٹے ہوئے تھے ایک جلا ہوا تھا ایک زنگ آلودہ پڑا تھا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ایک جہاز کو تو آگ لگ گئی تھی دوسرا پہاڑ سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا تھا۔ وہ اسی طرح آج تک پڑا ہوا ہے۔ ہمارے رفقاء سفر نے ایم رفیق سے پوچھا کہ ہم نے ابھی تک معلم مقرر نہیں کیا ہے آپ مشورہ دیں کس کو معلم مقرر کریں۔ ایم رفیق نے کہا مکہ معظمہ میں چار سو سے زاید معلم ہیں میری رائے میں سید احمد جعفری کو مقرر کر لیں کہ یہ سادات مکہ سے ہیں۔ اور نیک ہیں۔ ہم نے منظور کر لیا۔ اب وہ لانچ جس کی بابت کامران سے تار دے دیا گیا تھا ہمارے جہاز سے دور کھڑا ہوا تھا۔ اور جہاز کے قریب بہت سی کشتیاں آ لگیں پہلی وسل جہاز نے دی۔ جس کے بعد ہی فوراً حبشی قلی جہاز میں آ گئے انہوں نے نہایت بے فکری سے رسوں میں سوٹ کیس بستر ے باندھ باندھ کر کشتیوں میں پھینکنے شروع کئے۔ ہر چند انہیں احتیاط کی تاکید کرتے مگر وہ کسی کی سنتے ہی نہ تھے۔ کشتی کا کرایہ اگرچہ اس رقم میں وصول کر لیا گیا تھا جو حج بکنگ آفیسر نیو دہلی نے لیے روپیہ پیشگی منگوا لئے تھے اور اس میں جدہ ٹیکس بھی وصول کر لیا تھا۔ مگر کشتی والوں کو علیحدہ ضرور دینا پڑتا ہے اور لانچ تو کرایہ پر ہی لینا پڑتا ہے۔ چنانچہ ہم لوگوں نے سو روپیہ میں لانچ کیا اور سامان اس میں رکھا کر زنانی سواریاں بٹھائیں۔ پھر جہاز کے چوبی زینہ سے اتر کر

کشتیوں میں سے پھلانگتے ہوئے اپنے لانچ تک پہنچے۔ یہ مرحلہ بھی کچھ خطرناک ضرور ہوتا ہے لیکن کسی محبوب کے جذبۂ شوق میں سب آسانی سے گذر جاتا ہے۔
اب لانچ چلا بڑے لطف کے ساتھ ساحل جدہ تک نصف گھنٹہ میں پہنچ گئے ساحل پر ایک طرف پلیٹ فارم ہے سواریاں اتارنے کا۔ وہاں ہم لوگ اتر گئے دوسری طرف کسٹم والوں کو سامان دکھانے کا پلیٹ فارم ہے۔ لانچ اس طرف سامان لے کر چلا گیا۔ اب ہم ایک ایسے راستہ سے گذرے جو تین فٹ چوڑا تھا اور اس کے دونو طرف چوبی کٹہرا لگا ہوا تھا۔ اس سے عبور کر کے آگے ایک بڑے ہال میں داخل ہوئے وہاں محکمہ کے افسروں کے کمرے بنے ہوئے تھے اور معلّمین کے وکیل کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک عرب آفیسر نے ہم سے پوچھا آپ کا معلّم کون۔ ہمیں سید احمد جعفری تو یاد نہ رہا میں نے معہ رفقاء سفر انہیں بتایا سید احمد جعفری۔ اس عرب آفیسر نے مذاق کرتے ہوئے معلّمین کی طرف رخ کر کے کہا۔ ایں سید احمد جعفری اور جعفری کے عین پر زبر زور دیا۔ غرضکہ سید احمد جعفری کے وکیل نے ہمارے پاسپورٹ لے لئے اور ہمیں ایک طرف بٹھا دیا۔ ایم رفیق چونکہ مکہ معظمہ میں حرم شریف کے پاور ہاؤس کے انجینیر ہیں ان کے رسوخ سے ہمیں یہ آرام ملا کہ ہمارا سامان بغیر کھولے پاس کر دیا۔
اور مزدوروں نے باہر لا کر گدھا گاڑی پر رکھنا شروع کر دیا۔ تین ٹھیلوں میں تمام سامان لاد گیا اور ہم لوگ پا پیادہ ان کے ساتھ ساتھ احمد حکیم کے

مکان پر آگئے ۔ ان کے یہاں اور بھی بہت حاجی آئے ہوئے تھے۔ گرمی شدید تھی پانی گرم مل رہا تھا۔ کھانے کو کوئی چیز خاطر خواہ نہ تھی یوں ہی کے کٹورے بھی بک رہے تھے ۔ دال کے بڑے بھی تھے غرضکہ شام ہوگئی اب سونے کو سوا اس گلی کے جس میں ہم ٹھہرے ہیں۔ کوئی جگہ نہیں مجبوراً اس گلی میں فرش بچھا کر رات گذاری۔ اور تکلیف سے گذاری ۔ یہ احمد حکیم وکیل سید جعفری کی بدنظمی تھی۔ صبح ہوگئی۔

۲۸ شوال سنہ ۱۳۶۴ھ ۔ ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء یوم الجمعہ

آج شب کی تکالیف کا مرحلہ طے کر کے حسین ابراہیم مدنی صویلغ کے دولتکدہ پر آئے نہایت مزین مکان چاروں طرف تقریباً ڈھائی فٹ اونچی صوفے نما گدیاں بچھی ہوئی تھیں۔ بیچ میں آسٹریلی قالینوں کا فرش ہے۔ یہاں کا قیام بھی رفیق صاحب کے طفیل نصیب ہوا یہاں آکر آج پانچ چھ یوم میں غسل کر کے کپڑے بدلے ۔ حسین ابراہیم صاحب سے عربی میں بہت سی گفتگو ہونے پر دوستانہ ہو گیا اور خط و کتابت کے وعدہ و عید ہوئے ان کا پتہ جدہ شریف کا یہ ہے۔

حضرت المحترم السید حسین الصویلغ مہندس قصر الوزیر جدہ

نہایت خلیق خوش اخلاق آدمی ہیں۔ مذہبی حیثیت سے حنبلی ہیں۔ اعتقاد میں جس قدر غلو اس سے ظاہر ہوا کہ جس طرح روسا عرب مذہبی حیثیت

میں ہوتے ہیں۔ ویسے میں بہرحال دبے لفظوں میں حسن اعتقاد کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملک الحجاز کی شان میں نہایت دقیع الفاظ بیان کرتے ہوئے ماحول حکومت پر الزام رکھتے رہے۔ بہرحال اعتقاد کے اتحاد کی بنا پر مجھے ان سے محبت ہو گئی۔ انہوں نے دوپہر کے کھانے میں نہایت مکلف تیاری کی تھی۔ خشکہ باز نجان کا شوربا تلی ہوئی مرچیں کوفتہ مگر کوڑیوں کے برابر موٹا ترکاری مچھلیوں کی۔ مچھلی تلی ہوئی جو عجیب و غریب خوبصورت تھی ایک بالشت سے چھوٹی۔ اس کا نام "شعور" بتایا۔ نہایت لذیذ اور ذی شعور مچھلی تھی۔ خمیری روٹیوں کے مثلث قرص کٹے ہوئے نہایت لذیذ تھے اور مدینہ منورہ کی تازہ کھجوریں شیرہ ٹپکاتی نہایت نرم بعد کھانے کے آئیں۔ اس کھجور کا نام "حلوہ" بتایا گیا۔ اس کے بعد نہایت لطیف سیلانی چائے نہایت نازک فنجانیوں میں ان کے غلام نے سب کو پیش کیں۔ جمعہ ہم نے قیام گاہ پر ہی ادا کیا۔ اس کے بعد یہ کھانا کھایا گیا۔ پھر لاہور ایر میل سے خط بھیجنے پوسٹ آفس گئے جو حسین ابراہیم کی بلڈنگ سے تقریباً پچاس قدم تھا۔ اور یہیں ساحل ہے۔ ہم ابھی پوسٹ آفس میں تھے کہ معلوم ہوا جمعہ کی وجہ سے آج دیر میں کھلے گا۔ ۶ ریال چھ قرش اور چوتھائی قرش وصول کیا اور ٹکٹ لگا دئے۔ چوتھائی قرش = ۱ ایک قرش = ۴ ریال عثمانی کا۔ میں نے جو خط برخوردار خلیل احمد کو لاہور لکھا وہ یہ ہے ؎

نوٹ :۔ جدہ میں ڈاکخانہ اور ایر میل پوسٹ آفس اور تیلی گرام آفس تمام ساحل جدہ پر ہی ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از جدہ شریف

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

عزیز از جان برخوردار نور چشم راحت جان میاں خلیل احمد سلمہ الرحمٰن
السلام علیکم ورحمۃ اللہ المنان الحنان الدیان ۔ الحمد للہ کہ ۱۰½ بجے جہاز بائم
اور ۲ بج کر ۵۰ منٹ پر ہمارا جہاز دریائے جدہ میں لنگر انداز ہوگیا۔ مسٹر رفیق
نے کامران سے جدہ تار دے دیا تھا اس وجہ سے لانچ ہمارے لینے کو آگیا
اور ہمارا سامان نہایت احتیاط سے لانچ میں اتارا گیا اور زینہ کے ذریعہ ہم
لانچ میں اتر گئے ہمیں وہ علیحدہ خشکی پر اتار کر جمروک یعنی چنگی کی طرف تمام سامان
لے گیا۔ لیکن مسٹر رفیق کے رسوخ و اثر سے بفضلہ تعالےٰ ہمارا ایک ٹرنک
اور بستر بھی نہ دیکھا گیا۔ اور عربیہ (گدھے کی گاڑی) میں لادنا شروع کیا۔
مزدوروں کو بتا دیا گیا تھا کہ احمد حکیم پکارتے جاؤ۔ چنانچہ تمام سامان ہزارہا
حاجیوں کے سامان میں سے باحتیاط تین عربیوں میں لادا گیا سید احمد جعفری
معلم مقرر ہوئے کل رات وہاں آرام سے نہیں گذری۔ آج ہمارا قیام حسین
بن ابراہیم صوفی کے یہاں ہے یہ مدنی ہیں اور حکومت سعودیہ کے وزیر اعظم

کے یہاں مہندکی ہیں - یہ مکان نہایت پر تکلف قالینوں سے آراستہ چاروں طرف صوفے سجے ہوئے - بہر حال

ہم کو تو اپنے سایہ میں آرام ہی سے لائے
حیلہ بہانہ والوں کو یہ راہ خطر کی ہے

آج مدینہ منورہ کے ٹکٹ چھ چھ سو روپیہ میں لئے ہیں - اس میں مکہ مکرمہ کا واپسی کرایہ بھی ملا کر ایک ہزار چالیس روپیہ فی کس وصول کئے ہیں لاری مسٹر رفیق کی معرفت مقرر ہو چکی ہے - انشاء اللہ وہ سہانی گھڑی وہ صبح سعادت کل ہفتہ کے روز جلوہ افروز ہونے والی ہے جس کے لئے ہر تمام صعوبت سفر آسانی سے برداشت ہوئیں -

جدہ ایک پرانا شہر ہے - کچھ لوہے کی چادروں سے پٹا ہوا ہے کچھ کھلا ہے - پٹے ہوئے حصہ کی چادریں اتنی جریدہ ہو چکی ہیں کہ شاید دو چار سال میں نشان ہی رہ جائے - قہوہ خانہ بکثرت ہیں - ہوٹل ہیں مگر کھانے کا معقول نظام نہیں - بہر حال مفصل سفر نامہ میں جب آؤں گا - معلوم ہو جائے گا - اب ڈاک بھیجنی ہے وقت کم ہے - اس لئے مندرجہ ذیل احباب و اعزا کو سلام مسنون پہنچا دو -

بھائی حافظ غلام حمد صاحب کو دہلی - مولوی سید منور علی صاحب - عزیز شبیر احمد - مجتبیٰ یا بو سراج - تاج - شمس دین - حاجی تاج - مستری فضل دین

معراج دین۔ ضیاء الدین۔ قمر دین ان کی والدہ۔ فتح محمد کو سلام کے بعد
کہیں کہ جہاز میں ایک بستر اور ٹرنک پر فتح محمد لکھا ہوا تھا۔ مجھے شبہ ہوا
کہ کہیں آپ ہی نازل نہ ہو گئے مگر جب معلوم کیا تو وہ فیروز پور سے کوئی بزرگ
تھے۔ محبی عنایت اللہ۔ قاری محمد طفیل صاحب۔ عزیز از جان ابو البرکات
مولوی سید احمد سلمہ الرحمٰن۔ عزیز سید محمود۔ سید حبیب۔ سید مسعود مولوی
صاحبان مدرسہ۔ طلباء مدرسہ۔ سلام دین۔ معراج دین۔ حافظ محمد یٰسین
دہلوی دواخانہ۔ محبی میاں محمد دین صاحب کلاہ مرچنٹ۔ نمازیان مسجد
وزیر خان۔ بھابی صاحبہ۔ ہمسایہ گاں۔ بھائن۔ اہل محلہ اگر جہنا آگیا ہو
تو اسے بھی سلام مسنون۔ امام مسجد محلہ سب کو علی احفظ مراتب سلام مسنون
الاسلام اور درخواست دعا جمعہ میں خاص اور درس میں عام طور پہ ضرور دعا
ہو۔ ہیشہ کو بھی سلام۔ اپنی والدہ کو ماوجیب۔ علاؤ الدین ان کے گھر میں بھی
سلام۔ علاوہ اس کے جتنے پرسان حال ہوں سب کو سلام والسلام۔

فقیر قادری ابو الحسنات سید محمد احمد خطیب مسجد وزیر خاں لاہور

آج حسین ابراہیم صاحب کے یہاں فلسطین کی نماز جمعہ مکمل سنی اول
اذان خطبہ پھر خطبہ پھر تکبیر پھر نماز۔ امام حنفی تھے مقتدی شافعی معلوم ہوتے
تھے کہ ضالین کے بعد بڑے زور سے آمین گونجی تھی۔ یہ ریڈیو میں کراچی
ٹائم سے ۱/۲ ۶ بجے عصر کے وقت آتا ہے۔ میں نے حسین ابراہیم سے کہا

مجوز ہیں ۔ والسلام ابوالحسنات قادری ۔

شہر لاہور ۔ پنجاب اکبری دروازہ باغبانی صمدو ۔ دواخانہ قادری ۔ مولوی سید خلیل احمد سلمہ فائز باد

اگر خط کا جواب بھیجو تو ایر میل سے مکہ مکرمہ معرفت سید احمد جعفری معلم اور مدینہ طیبہ حمزہ ابوالجود انصاری کی معرفت بھیجو ۔ ورنہ اب انشاء اللہ ڈیڑھ ماہ کے بعد ہم ہی پہنچ جائیں گے ۔

اس مرحلہ سے فارغ ہوئے تھے کہ ساحل پہ مدفعہ یعنی توپیں سر ہونے کی آوازیں آنے لگیں ۔ دریافت پر معلوم ہوا حکومت برطانیہ کا منسٹر جو یہاں کا سفیر ہے آیا ہے ۔

حالات شہر جدہ

اب ہم یہاں سے بازار جدہ میں گئے ۔ پہلا بازار دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بالکل ویران شہر ہے لیکن آج نئے بازار سے جو گذرے تو نہایت شاندار اور دو منزل عمارتیں ایک شکل کی ۔ اوپر سے سائبان اتنا بلند کہ ہوا آنے سے نہ رکے ۔ مگر جمعہ کی وجہ سے بازار قریب قریب بند تھا ۔ پھر بھی جو دکانیں کھلی ہوئی تھیں ان سے مغربی تہذیب کا اثر نظر آتا تھا ۔ یونانی بڑے

بڑے دواخانہ۔ ڈاکٹری و سپنسریاں اور بساط خانہ کی بزازہ کی دکانیں۔ یہ چیز ضرور قابل ذکر ہے کہ جب پیاس لگے تو میٹھا پانی خواہ گرم ہو خواہ گرمی ہٹا ہوا تازہ اس کی ایک صراحی دو گلاس خورد کے ملتی ہے جو قہوہ خانہ میں ہوتی ہے۔ وہاں جاکر کہو (ہات الشربہ) بس فوراً وہ ٹیبل پر چھوٹی سی سفید رنگ کی صراحی اور چھوٹا سا گلاس لا دے گا اور اس کی قیمت ربع قرش یعنی۔ ربع نصف قرش۔ دو پیسہ لیتا ہے۔ چار کی چینک میٹھی بے دودھ کے دو فنجانیوں سمیت جو شیشہ کے پتلی کمر کے گلاس ہوتے ہیں۔ اس چینک میں چھ فنجانیاں نہایت شیریں ہوتی ہیں۔ اگر یہ مانگنا چاہیں تو (گاواجی) کہہ کر پکاریں وہ لا دے گا۔ اس کے معنی عربی میں جئ بالقہوہ ہیں یعنی قہوہ لاؤ مگر محاورہ عرب میں گاواجی مستعمل ہے۔ علاوہ اس کے کھانے کے لئے کوئی ہندوستانیوں کے لئے معقول نظام نہیں۔ میں جس دن اترا دونو وقت جو کا ہی رہا۔ دوسرے دن جمعہ کے بعد حسین ابراہیم کے طفیل ہی شوق سے کھایا۔

اس وقت مجھے زکام اور کچھ حرارت ہو گئی ہے اللہ فضل فرمائے گا اعضا شکنی سے بے چینی از بس ہے۔ سر میں قبض کی وجہ سے درد ہے گلے میں خراش ہے۔ کھانسی ان دال کے بڑوں کے کھانے سے ہو گئی جو ساحل جدہ پر لئے تھے ۲ قرش میں یعنی دو آنہ میں آٹھ دئے تھے جو وزن میں

نی بڑا ایک تولہ سے زاید نہ تھا۔ اب ہم چلتے چلتے بزاز خانہ سے گذرتے ہوئے (قصبۃ الہنود) پہنچ گئے۔ یہ ہندوستانیوں کی آبادی کا محلہ ہے۔ اس میں بھی ہر قسم کی دکانیں موجود ہیں۔ کپڑا غلہ وغیرہ سب یہاں ملتا ہے۔ وہاں سے آکر مغرب ادا کی پھر کھانا آگیا اس وقت بھی تکلفات تھے۔ مربہ سرکہ خمیری روٹی دال ارھر کی نہایت لذیذ اور ایک پلیٹ میں زردی مائل ایک چیز تھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا اسے (زبدۃ المالح) کہتے ہیں۔ یعنی نمکین مکھن اور وہی حلوہ کھجوریں۔ دال کے بڑے نہایت نرم تلے ہوئے بعدہٗ وہی چاد۔ اب بابو امین گنیوں کا روپیہ لینے جا رہے ہیں۔ اس لئے کہ اول تو حکومت نے صاف کہہ دیا کہ ہم نے گنیوں کے لانے کی کوئی ہدایت نہیں کی۔ مجبور حاجیوں نے نوٹ دے کر ایک ہزار چالیس روپیہ بارہ آنے دے کر تمام سفر مدینہ و مکہ و عرفات کا واپسی کرایہ دے کر فراغت حاصل کی۔ ابھی قصبۃ الہنود سے آرہے تھے کہ ایک دکان سے امین صاحب نے ململ کا تھان لیا جو تیس روپیہ میں بیس گز کا تھا۔ اس پر انہوں نے گنی دی۔ اس نے ایک گنی کے ساتھ روپیہ دئے۔ اب جو آگے آئے تو معلوم ہوا کہ جارج کے سکہ کی گنی حکومت چھہتر روپیہ میں لے رہی ہے اور ایڈورڈ کی گنی پینسٹھ روپیہ میں۔ سنتے ہی فوراً ہم سب اپنے معلم کے پاس گئے

نوٹ:۔ یہ حاجیوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ حکومت سعودیہ میں جارج کے سکہ کی گنی زیادہ قیمت پر بکتی ہے

اس نے وعدہ کر لیا کہ بدلی ہو جائے گی۔ چنانچہ اب کھانا کھا کر واپس جا رہے ہیں
اس سے بفضلہ تعالےٰ ہر غریب حاجی کو بھی بیس گنی میں اگر سکہ ایڈورڈ بھی ہو
تب بھی تین سو روپیہ کا فائدہ ہو گیا۔ اور اگر جارج کے سکہ والی ہیں۔ تو پانسو
بیس کا فائدہ ہو گیا۔ یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے ؛
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَہْلِبَیْتِہٖ وَعَشِیْرَتِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؛
پانوں کی ڈبیا آج تو کسی دکان پر نہ ملی۔ ایک جگہ سکہ کی ولایتی ڈبیہ ملی قیمت
بیس ریال بتائی جس کی قیمت ہندوستانی عہ روپیہ ہوتے ہیں۔ چھوڑ دی
کل اگر لاری خدانخواستہ نہ آئی تو تلاش کریں گے۔ ورنہ کام تو کپڑے سے بھی
چل رہا ہے۔ علاوہ ازیں آج پان بھی ختم ہیں۔ صبح سے صرف اور صرف
گٹکہ وہ خشک پان کھانے ہیں جو گھر سے بنے ہوئے آئے ہیں۔ اور اگر
حضور نے سبز پان عطا فرمائے

فہو المراد والا لا ۔۔۔۔۔ احمدہ علےٰ کل حال

۲۹ شوال ۱۳۶۴ھ ۔ ۶ اکتوبر ۱۹۴۵ء یوم شنبہ

آج رات سردی سے بخار ہو گیا اب بھی تھوڑا تھوڑا سر میں درد ہے
زکام بہ رہا ہے آج اگر قسمت نے یاوری کی تو انشا اللہ لاری آجائے
گی۔ مصری بہت آئے ہوئے ہیں اور ہمارا جہاز ہمیں اتار کر مصر حاجیوں کو
لینے گیا ہے۔ اس وجہ میں لاری کی لاری آنے میں ذرا مشکل سی ہو گئی ہے

اب مکہ معظمہ سے رفیق آرہے ہونگے ان کے آنے پر پتہ چلے گا۔

مزار حضرت حوّا رضی اللہ عنہا

اس مزار پر سنا ہے کہ کبھی دو قبہ تھے اور قبر مبارک بہت لمبی تھی۔ مگر اب تو نہ گنبد ہیں نہ تعویذ چار دیواری ہے۔ اور ایک دروازہ مقفل اس پر بھی سپاہی پہرہ لگائے ہوئے موجود۔ میں اسی غم میں ابھی نہیں گیا۔ آج مستورات جارہی ہیں اگر رفقاء سفر نے مجھے بھی مجبور کیا تو جاؤں گا۔ افلاس کا یہ عالم ہے کہ قہوہ خانہ میں چار آرام سے پینا دشوار ہے بازار سے گذرنا دشوار ہے سائلین کپڑے کھینچتے ہیں۔ اور جب تک انہیں کچھ مل نہ جائے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ عورتیں عجیب قسم کے نقاب میں ہیں۔ ان کے صرف چہرہ پر نقاب ہے۔ جس میں ریال قرش وغیرہ لٹکے ہوتے ہیں۔ اور ناک کے محاذ پر ایک کپڑا ناک کی طرح کھڑا دیوار کی شکل میں لگا ہوا ہے۔ آنکھوں کی جگہ سے وہ کپڑا کٹا ہوا ہے۔ ان کے اس نقاب سے ڈر سا لگتا ہے۔ نہایت کثیف میلے کپڑے پہنے ہوئے "یا حاجی انشاء اللہ زیارت قبول" وغیرہ کی آوازیں لگاتے ہوئے پیچھے پیچھے چلتی ہیں جب تک انہیں کچھ دے نہ دیا جائے پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ محمد طفیل صاحب نے ایک چرمی بٹوہ جس میں قفل بھی ہے ۸ انچ مربع کا ۱۵ ریال میں نوٹ پیسہ رکھنے کو خریدا ہے۔ میرے خیال

سے یہ لاہور میں اگر چار روپیہ کو بھی ملے تو مہنگا متصور ہو۔ حسین ابراہیم کے یہاں بجلی کی روشنی ہے۔ ویسے جدہ میں کہیں لائٹ نہیں کمیٹی کی طرف سے لالٹینیں مٹی کے تیل کے لگے ہوئے ہیں۔ ان کے یہاں جو روشنی ہے وہ ان کا انجن جسے مکینہ کہتے ہیں وزیر حکومت کے یہاں پاور ہاؤس میں ملازم ہیں اور اسی سے کنکشن اپنے یہاں لیا ہوا ہے وہی لائٹ دیتا ہے۔

کل مکہ معظمہ جانے والے قافلوں کی تیاریاں دیکھیں جو اونٹ پر شقدف کے ذریعہ جا رہے تھے راستہ میں عربی میں گاتے لبیک اللھم لبیک کی صدائیں لگاتے جاتے ہیں۔ محلہ محلہ میں اونٹ آجاتے ہیں اور وہاں سے قافلہ بن کر روانہ ہوتا ہے۔ قصبۃ الہنود کی طرف دروازہ ہے جہاں سے ہر محلہ کا قافلہ نکل کر مکہ معظمہ کو جاتا ہے۔ ناشتہ کے بعد سب کی صلاح ہو گئی کہ مزار حضرت حوا کی حاضری دی جائے چنانچہ ساری پارٹی گئی۔ عورتیں فٹن میں گئیں ہم سب بازار بازار ہوتے ہوئے چلے۔ آج وہ ہوٹے چرمی بالوا بن اور نور دین اور فضل دین نے بھی تیرہ تیرہ ریال کو خریدے جب چلے تو پہلے شہر پناہ کی شکل میں ایک لمبی فصیل آئی اس کے اندر پہنچے تو پولیس کی بڑی بھاری چوکی ملی ایک طرف سمندر کا حصہ نظر آیا۔ اس کے قریب ہی جب پہنچے تو مقفل بڑا دروازہ نظر آیا اور مسجد وزیر خاں کے صحن سے عرض و طول میں بڑا میدان اس کے اندر نظر آیا۔ سپاہی کا پہرا تھا

فقیر عورتیں بچے لڑکیاں کچھ گاتی ہوئی تالیاں بجاتی ہوئی آگئیں اور ہمیں
نے ہمیں گھیر لیا۔ سپاہی نے آکر ابن الکلب وغیرہ گالیاں دے کر انہیں
منتشر کیا۔ پھر وہ سپاہی ہمارے ساتھ آیا اور دیوار پر سے ہمیں اس چار دیواری
کے اندر بتایا کہ یہ حضرت حوّا کا مزار تھا جو یہاں سے سامنے کے دروازے
تک رہتا۔ حکومت نے اسے برابر کر دیا۔ دیکھ کر سخت رنج ہوا۔ خیر فاتحہ
پڑھ کر ہم دروازہ میں آگئے۔ دھوپ بہت تیز تھی۔ سپاہی نے تمام سایہ
کو ہمارے کہنے سے صف بندھوا کر بٹھا دیا۔ ہم نے اسے قرش دئے اور
کہدیا کہ اغط لکل واحد گرشا گرشا یعنی ہر ایک کو ایک ایک قرش دو ایک ریال
کے بائیس قرش آتے ہیں۔ تقریباً پانچ ریال کے قرش تقسیم ہوئے پھر
۸ قرش سپاہی کو بخشیش دئے گئے۔ سنا کرتے تھے کہ سپاہی سختی سے روکتا
ہے ہمیں تو بجائے روکنے کے نہایت ادب سے پیش آیا۔ خیر وہاں
سے واپس آئے تو حکومت کے حکموں میں بھی سپلائی کرنے والا پادرہاؤس
دیکھا وہاں ہی پانی میٹھا بنانے کا انجن لگا ہوا ہے۔

آج ناشتہ میں گھی میں تلے ہوئے نہایت نفیس کلچہ حسین کے گھر
کے بنے ہوئے آئے جو یہاں کے مذاق کے مطابق پانی میں شکر گھول کر
اس کے ساتھ کھاتے ہیں۔ اور حلیب الحامض یعنی دہی اور دال
ہری مرچیں پڑی ہوئی تھیں اب کھانا جدہ کے ٹائم سے ۵ بجے دوپہر کا

کھا رہے ہیں۔

اس وقت جدہ ٹائم سے ۸ بجے ہیں اور کراچی ٹائم ۵ بجے لاری آگئی والحمد للہ علے ایصال المطلوب صلی اللہ علیہ وسلم۔ سامان رکھا جا رہا ہے۔

روانگی بسوئے مدینہ المنورہ

۳۰ شوال ۱۳۶۴ھ۔ ۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ یک شنبہ

کراچی ٹائم سے تقریباً ۶ بجے روانہ ہو کر ورکشاپ میں آگئے یہاں جو اس کی درستی شروع ہوئی تو رات کے دس بج گئے آخر لاری چلی تو لاری کی صورت ہی بتا رہی تھی کہ ایسی لاہور میں کباڑیوں کی دکان بھی نہ خریدے جو ہمارے لینے کو آئی ہے۔ مگر کوئے محبوب کی حاضری کا جذبہ شوق زیارت بارگاہ کی بے چینی نے سوار ہونے پر مجبور کر ہی دیا۔ بالآخر ورکشاپ سے چل کر شہر پناہ کے اس دروازے پر آکر کھڑی ہو گئی جہاں سے راہ داری لینی تھی یہاں میاں احمد بخش کے چھوٹے بچے خلیل کا پروانہ ۹ قرش لے کر دیا گیا اس سے فرصت پائی تو ڈرائیور کا کلینر جسے معاون کہا جاتا ہے۔ غائب ہو گیا سواق یعنی ڈرائیور سے پوچھا کہ الآن ایش تفعل یعنی اب تم کیا کر رہے ہو تو جواب دیا معاونی ذہب للاکل میرا کلینر کھانا کھانے گیا ہے وہ آجائے تو چلتا ہوں غرضکہ یوں گھنٹہ یہاں بھی خراب ہوا اس کے

بعد وہ آیا تو روانہ ہوئے۔ دروازہ سے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرائے عرب کا ایک ریتیلا ٹیلہ آیا اور اس میں موٹر کے اگلے پہیے پھنس کر رہ گئے۔ سب نے مل کر ریت آگے سے ہٹائی۔ ریت نہایت سرد تھی میں اور مسٹر طفیل تو اس پر لیٹ گئے۔ ایک دھکا پارٹی رفقاء سفر سے اتری انہوں نے اسے دھکیلا تھوڑی دیر بعد ایک آواز ہوئی دیکھا تو پنکھے کا ایک پر ندارد۔ ٹوٹ گیا تھا پھر اس کی ڈبریاں کسی گئیں خدا خدا کر کے منزل اول صُنعاء پر پہنچے۔ یہاں ساڑھے تین تین قرش سے ابلے انڈے لئے دو میں نے کھائے اور ۱۰ قرش میں ایک وہ چینک بے دودھ چاء کی ملی جو جدہ میں ۴ قرش کی تھی اور ۴ قرش یعنی ۴ آنے میں پانی کا شربہ ایک چھوٹی سی صراحی ملی۔ جو جدہ میں ۱ قرش یعنی ایک آنہ کی ملتی تھی۔ یہاں پانی مٹی سے اتنا میلا تھا کہ وضو کرنے کے بعد ہاتھ پیر چپکنے لگ گئے۔ خیر بعد وضو عشا کی نماز ادا کی اور آگے چلے کہ پچھلے پہیہ کی ڈبریاں غائب ہو گئیں اور پہیہ ہلنے لگا۔ لاری رکی پھر اسے کسا اور آگے چلے۔ آخرش دوسری منزل طول پر پہنچے۔ یہاں کھجور کی رسی سے بنے ہوئے کرسی نما پلنگ پڑے تھے ان پر پڑ رہے صبح مالک قہوہ خانہ نے ہر پلنگ کے ۴ قرش وصول کر لئے۔ صبح اٹھے وضو کے لئے پانی گدلا کھاری ۱ قرش کو اتنا ملا کہ وضو کر سکیں۔ لیا اور وضو کیا نماز پڑھی۔

۳۰ شوال ۱۳۶۴ھ - ۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء - یکشنبہ

انڈے ایک ریال میں یہاں ۸ عدد مل گئے یعنی ریال ۱/۴ عیسوی کا ہوتا ہے تو ۸ انڈے عیسوی میں ملے - مگر میرا جی کھانے کو اور چاء پینے کو نہ چاہا قبض کو آج تیسرا روز ہے - اس وجہ میں ویسے ہی آگے چل دئے اور تیسری منزل رابغ ہے - لیکن لاری اتنی خستہ ہو چکی ہے کہ چار پانچ میل کے بعد روک کر پھر کچھ کسائی کرتے ہیں پھر چلاتے ہیں اب رابغ ایک میل تقریباً ہے کہ پہیہ کے بولٹوں کی چوڑیاں صاف ہو گئیں - ڈرائیور ہمیں جنگل میں چھوڑ کر رابغ گیا - اور وہاں سے چلتی ہوئی ورکشاپ کی لاری معہ مہندس یعنی انجنیر کے آگئی اب وہ کچھ کر رہے ہیں باقی رابغ پہنچ کر عرض حال کروں گا - مستری رابغ سے جو آیا تھا اس نے لاری اس قابل کر دی کہ ہم رابغ پہنچ گئے -

رابغ منزل سوم

یہ منزل تمام منازل سے وسیع ہے یہاں کھانے پینے کا بھی کچھ نظام نظر آتا ہے - مچھلی تلی ہوئی یہاں عموماً ملتی ہے - پانی جدہ سے چل کر یہاں ہی صاف اور میٹھا ملا ہے - ایک طرف پولیس پہرہ والا کا کوٹھا نظر آیا اس میں چند علی بابا بیٹھے نظر آئے - باہر یکا چشمی آدمی بندوق کے ساتھ پہرہ

بہت وسیع ہے۔ اور کھجور کے رسوں کے بنے ہوئے پلنگ لگے ہوئے
ہیں۔ جن کا کرایہ حسب حیثیت حاجی وصول کرتے ہیں۔ دو قرش سے لے
کر آٹھ قرش فی پلنگ تک۔ لاری ہمیں اتار کر مشین کو بالکل صحیح کرانے کے
لیے ورکشاپ چلی گئی ہے۔ جدہ سے رابغ کے قریب تک ایک طرف سمندر کا
کا حصہ دوسری طرف خشک پہاڑیاں اور میدان تق ودق کے سوا سایہ
کے لیے ایک ام غیلان کا شجر بھی نظر نہیں آتا۔ رابغ کے قریب سے کچھ
خرموں کے درخت نظر آتے ہیں۔ عجیب وادی ہے جسے دیکھ کر یہ اندازہ
ہوتا ہے کہ اس وجود باجود کی الفت و محبت اور عقیدت کی قلوب مومنین
میں کشش نہ ہو تو اس جنگل میں انسانی گذر دشوار ہی نہیں بلکہ ممنوع ہو
لیکن رحمۃ اللعالمین کے جذبۂ محبت میں عاشقان رسول تمام صعوبتیں
عین فرحت سمجھتے ہوئے کھینچے چلے آرہے ہیں۔ رابغ میں تین چار قہوہ
خانہ اور تلی مچھلی پنیر خمیری کھٹی روٹیوں کی آٹھ دس دکانیں ہیں۔ قہوہ خانہ
میں شربہ ٹھنڈا پانی اور سلیمانی چاء بلا دودھ کے ملتی ہے باقی چیزیں دکانوں
سے لی جاتی ہیں۔ سپاہیوں کا اتنا انتظام ہے کہ کوئی سائل بیخوف قہوہ خانہ
کے اندر اور خریدار جب جب یعنی تربوز بیچنے والا نہیں آسکتا جو خریدنا چاہے
قہوہ خانہ کے چھپر سے باہر خرید سکتا ہے۔ لاری نے اتنا پریشان کیا کہ

تقریباً نصف میل لاری گئی تھی کہ ختم۔ آخرش ہم نے واپس کرائی پھر رابغ آگئے۔ ورکشاپ کے مہندس یعنی انجینئر کو کہا اس نے فوراً دوسری لاری کا انتظام کیا۔ پہلی لاری میں فرنٹ سیٹ کے ۳۰ ریال نقد دئے گئے تھے اب اس سے کہا گیا تو اس نے پندرہ ریال واپس کر دئے دوسری لاری کے ڈرائیور کو اطمینان دلایا مگر اس نے پہلے طے کرنا چاہا آخر پندرہ ریال میں طے ہو گیا اسے دیدئے اور چلے یہ دوسری لاری ایسی نفیس رفتار سے چلی کہ تقریباً دو گھنٹہ میں منزل چہارم مستورہ پر آگئی۔ یہاں وہی کرسی نما پلنگ ۸ قرش کو ایک ایک ملے۔ بقیہ رات یہاں سوئے صبح فجر پڑھ کر روانہ ہوئے۔

یکم ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ ۔ ۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء ۔ عید دوشنبہ

لاری روانہ ہوئی۔ راستہ عموماً ریگستانی ہے کہیں کہیں ریت کے ٹیلے آجاتے ہیں یہاں تک کہ ہماری لاری ریت میں پھنس گئی۔ ہمارے ساتھ رابغ ہی سے ورکشاپ کی لاری آرہی ہے۔ چنانچہ جب وہ آئی تو دریائے ریگستانی سے لاری نکلی اور آگے چلے حتیٰ کہ منزل پنجم بیر شیخ آگیا۔ مجھے رات سے سخت زکام اور بخار ہے میں آکر پڑ گیا تو ایک بدوی لڑکا آیا اور اس نے ہاتھ پاؤں دبائے۔ اسے کچھ پیش کر دیا گیا۔

مساکین کا انبوہ لاری پہنچنے سے پہلے ہی استقبالیہ پارٹی کی طرح ہر جگہ موجود ملتا رہا۔ یہاں بھی اسی طرح ملا قرش وغیرہ دے دئے گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس سفر میں دو دریا عبور کرنے پڑتے ہیں۔ ایک مائی دوسرا ریگستانی۔ صحرائے عرب سنا کرتے تھے الحمد للہ اب آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس منزل میں ایسا پانی ملا کہ برف کے پانی کی کچھ حقیقت نہ تھی کیوں نہ ہو قرب رحمۃ اللعالمین ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

چلتے چلتے وادی لق ودق میں تھک کر خود ڈرائیور ٹھہر گیا۔ حیران تھا کہ میں کدھر جا رہا ہوں۔ اور ہم متحیر کہ کہاں ہیں۔ غرضکہ ریگستانی گھاٹیاں عبور کرتے کرتے بیر حسان منزل ششم پر آگئے یہاں بھی شربہ نہایت سرد ۲ قرش کو ملا۔ یہاں دکان بادری حبشی کی ہے۔ اس سے میرے لئے میاں احمد بخش نے کھچڑی بنوائی اور کچھ روٹیاں مونگ کی دال گڑ بکری کا گوشت وغیرہ بنوایا۔ میں چونکہ زکام اور سخت بخار میں ہوں اس وجہ میں نے چھوٹی پلیٹ آدھی کھائی اور بس۔ کھجور یہاں ایک یال میں ایک عکہ ملتی ہیں۔ **نوٹ:۔** عکہ ایک سیر ۵ چھٹانک کا ہوتا ہے۔ ہم نے خریدیں کھائیں غربا بچوں کو تقسیم کیں۔ یہاں چوکی بھی ہے۔ آج راستہ میں گرم ہوا نہ تھی بلکہ باد سموم تھی گویا راستہ بھر غبار راہ سرکار کے حضور جانے والوں کی دیدہ بوسی کر رہا ہے۔ اور محبت کی گرم گرم آغوش

میں ہوائے گرم دبکار ہی ہے۔ اللہ اللہ بخیر ایمان اور صادق محبت
والوں کو یہ سفر اور پیارا سفر نصیب ہو۔

راستہ میں ایک وسوسہ دل میں آیا کہ تبلیغ اسلام اور اعلائے توحید کے
لیے حضور نے ایسی دادی لق ودق میں اپنا دار التبلیغ کیوں منظور فرمایا
اس میں حکمت کیا تھی۔ اس وسوسہ کا دل میں آنا تھا کہ تمام حالات ایسے
منکشف ہوئے کہ اب میں خود یہ کہوں گا کہ بلاشک صداقت کے سکہ کے
چلانے کو بازار کی ضرورت نہیں اور صدائے حق کے لیے علل و اسباب
کی احتیاج نہیں ہوتی جبکہ "واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون" ارشاد حق تھا
تو ایسی صادق و مصدوق کو اسباب کا پابند ہونا کیا معنی۔ اگر کسی خاص آبادی
کو مرکز بنایا جاتا تو مقبولیت صدائے حق کی یہ شان مکمل نہ ہوتی جو یہاں سے
نظر آرہی ہے۔ علاوہ ازیں اسلام کی اصلی بنیاد توکل علی اللہ ہے۔
اسی وجہ میں فرمایا ہے۔ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ
علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی۔ ربنا وابعث فیہم رسولا۔ الخ
اور ارض غیر ذی زرع عند بیتک المحرم۔ چنانچہ جدہ سے مدینہ منورہ تک
تمام صحرا ہی صحرا نظر آتا ہے اور زراعت تو زراعت گھاس بھی دیکھنے
میں نہ آیا۔ پھر عربی میلوں کے حساب سے مکہ سے مدینہ منورہ ۹۶۵ میل
ہے جو انگریزی میلوں کے حساب سے ۲۹۰ میل بنتا ہے۔ راستہ میں منازل

پر گدلا پانی کھاری پانی ملتا ہے۔ مدینہ طیبہ کے قریب آکر عذب فراۃ ایسا ملا کہ لاہور کے برف کا پانی پیچ ہو گیا۔ پھر مدینہ منورہ ایسی جگہ واقع ہوا ہے کہ ہندوستانیوں کا پہنچنا اب تو کار اور لاریوں سے ہے مگر ایک زمانہ وہ تھا کہ سوائے اونٹ کے اور کوئی سفر ہی نہیں تھا۔ مجھے تعجب تھا کہ اونٹ کے شقدف پر بارہ روز کامل میں یہ سفر طے کرنے والے کیونکر طے کرتے ہونگے مگر کوئے محبوب کے دیوانوں کو نہ گرمیٔ خورشید مانع ہو سکتی ہے نہ صحرائے لق و دق کے بھیانک منظر کچھ بگاڑ سکتے ہیں تاہم صحت کی محافظت کے لحاظ سے دن میں اونٹوں کے شقدفوں پر جانا محال نہیں تو ناممکن ضرور ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ قافلہ والے غروب آفتاب سے طلوع تک چلتے اور دن میں منازل پر سایہ میں دن گذارتے ہیں۔ میں اپنے رفقاء سفر کے ساتھ لاری میں جا رہا ہوں لیکن گرم ہوا کے جھونکے اور آفتاب کی آتش افشانی الامان الحفیظ ؎ اگر دل میں کسی گیسوئے مشکیں کی کشش نہ ہو تو اس راہ سے گذرنا مشکل ہے۔ مگر بقول شاعر ؎

اے پری در عشق تو دیوانہ خود را ساختم
زلف تو زنجیر کردہ در گلو انداختم
دیدہ بودم روئے تو دانستہ بودم خوئے تو
دیدہ و دانستہ خود را در بلا انداختم

اب جدہ ٹائم کے ۸ بجے ہیں اس لئے کہ یہاں فجر اور مغرب ۱۲ بجے ہوتی ہے۔ دھوپ اپنی نوری کرنوں سے آتش محبت کا مقابلہ کر رہی ہے دل سوختہ گان عشق مصطفےٰ اس کی بھی پرواہ نہیں کر رہے ہے اور ڈرائیور سے جسے سواق کہتے ہیں تقاضا کر رہے ہیں کہ جلدی چل اور کوئے محبوب میں پہنچادے۔

عید دوشنبہ

میری ایک نعت ہے جو کبھی جذبات شوق میں لکھی تھی اس کا مقطع آج یاد آیا اور معاً خیال گذرا کہ آج وہ عرض یوں منظور ہوئی وہ مقطع یہ ہے

حافظ میکش در پہ ہے حاضر عرض کرے کیا تم تو ہو ناظر
آئے نظر وہ عید دوشنبہ صلے اللہ علیہ وسلم

ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے مکمل نعت بھی نقل ہے۔

شام گنہ کی صبح دل آرا صلے اللہ علیہ وسلم
رحمت کے ہیں خاص وہ دریا صلے اللہ علیہ وسلم

کان رحمت جان رسالت سب پر ان کی نظر عنایت
دیکھو وہ رحمت کا برسنا صلے اللہ علیہ وسلم

کون و مکاں نثار ہے ان کا عرش بریں دوار ہے ان کا
جان ایمان کعبہ کا کعبہ صلے اللہ علیہ وسلم

شمع نبوت مالک جنت ساقی کوثر بحرِ حلاوت!
سایۂ عالم خود بے سایہ صلے اللہ علیہ وسلم

عرش بریں افضل ہے جہاں سے نافِ زمین برتر ہے وہاں سے
کیونکہ ہے اس پر آپ کا روضہ صلے اللہ علیہ وسلم

حوریں ہیں حاضر در پہ تمہارے مضطر ہیں عشاق یہ سارے
دکھلا دیجئے اب تو جلوہ صلے اللہ علیہ وسلم

دیکھو وہ مجرم اوٹ میں آیا ہاں ہاں وہ آقا نے چھپایا
اس لئے تھا دامن پہ مچلنا صلے اللہ علیہ وسلم

جن کے لئے ہے سارا یہ عالم جن سے منور نام آدم
وہ ہی تو ہیں کونین کے دولہا صلے اللہ علیہ وسلم

شمس و قمر بھی در کے بھکاری فیض ہے ان کا سب پہ جاری
نور طور ہے چہرہ زیبا صلے اللہ علیہ وسلم

لوح و قلم میں بھی عزت پائے عرش بریں بھی قدمو میں آئے
یہ ہے تمہارا مولا رتبہ صلے اللہ علیہ وسلم

حافظ خستہ در پہ ہے حاضر عرض کرے کیا تم تو ہو ناظر
آئے نظر وہ عید دوشنبہ صلے اللہ علیہ وسلم

اب طیبہ و طاب کے جلوے آنے والے ہیں اور مدتوں کے ترسے ہوئے
اپنے اپنے ہجراں نصیب جذبات کا مظاہرہ کریں گے۔ کسی کی آنکھیں پرنم
کوئی محو حیرت جلوہ گری کوئی از خود رفتہ ہوگا۔ تو کوئی بت بنا ہوا کھڑا ہوگا
میری زبان سے بیر شیخ حسان منزل ہشتم آنے سے پہلے ہی یہ اشعار جاری
ہو گئے میرا خیال ہے کہ یہ مجھے ہی القا ہوئے ہیں۔

اے شہ دنیا و دیں میری مدد فرمائیے
اے شفیع المذنبیں میری مدد فرمائیے
حکم جاؤک خدا نے دے کے خود ہم کر دیا
رحمۃ اللعالمیں میری مدد فرمائیے
تم کو حق نے انس و جاں پر بس شرافت کی عطا
عرش کے مسند نشیں میری مدد فرمائیے

سراق یعنی ڈرائیور سخت شریر ہے بیر حسان پر ہی اس نے اتنی دیر کر
دی تھی کہ مدینہ پہنچنا مشکل تھا حتیٰ کہ مغرب کی نماز محطۃ المساکد پر پڑھی
یہ آٹھویں منزل ہے یہاں سے جب چلے تو رات ہو چکی تھی پھر منزل نہم فراشا
پر آئے تو اس نے پھر شرارت شروع کی۔ باوجودیکہ ۱۵ ریال میرے آگے
بیٹھنے کے لے چکا تھا۔ اس پر بخشیش کا اڑنگا اور لگاتا رہا یہاں تک کہ اٹھارہ
ریال بخشیش کے اور لئے مگر چلتے چلتے آج بھی دو حصہ رات گئے دسویں منزل

بیار علی پر ہی رکھا اور ہمیں یوں بھی رہنا منظور ہوا کہ مدینہ پاک کا دروازہ اس وقت بند ہو چکا تھا۔ مجھے شدید بخار زکام وغیرہ ہے۔ کمزوری سے دل گھبرا گیا ہے اللہ اپنا فضل فرمائے گا۔ بقول اعلیحضرت قدس سرہٗ۔

گرمی ہے تپ ہے درد ہے کربت سفر کی ہے
ناشکریہ تو دیکھ عظیمت کدھر کی ہے

بیر حسان سے ریگستان تو ختم ہو جاتا ہے مگر کوہستانی سلسلہ جو شروع ہوتا ہے تو ختم ہونے میں نہیں آتا۔ آخرش یہ کوہستانی تسلسل یوں ختم ہوا کہ بیار علی سے آگے چلنے کے بعد اول جلے ہوئے پتھروں کے پہاڑ آئے پھر دور سے مصری ریلوے کا اسٹیشن نظر آیا۔ جس میں گاڑیاں ابھی تک کھڑی ہیں۔ اسٹیشن نہایت شاندار ہے موجودہ حکومت کی بدنظمی کا اس سے مظاہرہ ہوتا ہے کہ وہ اس ریلوے کو بھی نہ چلا سکی اور جو ڈبے کھڑے ہیں انہیں بھی نہ سنبھال سکی آگے اسے بنانا کیا ہے۔ اللہ وہ دن دکھائے کہ حکومت ترکی بلد امین کی پھر امین ہو۔ آمین ؛

۲ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ - ۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء - شنبہ

ہاتھ سے میرے چلا داماں ضبط اے جلوہ گر
کچھ تو ہمت دے میرے دل کے سنبھلنے کے لئے

مدینۃ الرسول

نماز فجر بیر سیدنا علی پر پڑھی۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے مدنی لوگ بیت اللہ شریف کے لئے احرام کرتے ہیں۔ یہاں قہوہ خانہ کے پیچھے ایک مسجد ہے اسی کا نام ذوالحلیفہ ہے اور مدنی لوگوں کا میقات ذوالحلیفہ ہی رکھا گیا ہے۔ اب جو یہاں سے چلے بدستور میدان کوہستانی سلسلہ سے وابستہ یہاں تک کہ ایک پہاڑ تراش کر راستہ آتا ہے جس کے دونوں طرف کالے کالے پہاڑ ہیں آیا اس سے گذرے تو آگے سیاہ پتھروں کا میدان آیا گویا ریل کے کوئلہ کی کان ہے۔ وہاں سے مسجد نبوی کی کلسیاں نظر آنے لگیں اور تر کی ریلوے جو مصر سے آتی تھی اس کا اسٹیشن نہایت شاندار نظر آیا اس دروازہ اور اسٹیشن کو باب العنبریہ کہتے ہیں۔ محمد امین کی زبان سے بیساختہ نعرہ تکبیر نکلا۔ مختصر یہ کہ دروازہ شہر پر کوتھال یعنی پروانہ راہداری ایک شخص نے آکر لیا۔ پھر لاری دروازہ کے اندر داخل ہوئی یہاں سب سامان لاری سے اتارا۔ عربیہ یہ ایک قسم کا یکہ ہے جس میں ایک ایک گدھا جوڑا جاتا ہے۔ چار سواریاں اس میں بیٹھ جاتی ہیں یہ سات کئے گئے ۵ عربیہ سامان کے لئے ۲ عربیہ مستورات کے لئے۔ ہم لوگوں نے پاپیادہ چلنا بہتر سمجھا کہ مقتضاء ادب بھی یہی تھا۔ چنانچہ پاپیادہ چلے۔ راستہ کی تکان گرد و غبار

ہوئے آئے۔ یہاں اپنے بہت سے پنجابی جو آگے پیچھے ہو کر آچکے تھے کوئی ہم سے پہلے کے روانہ ہوئے ہمارے بعد آئے کوئی ہمارے بعد کے روانہ ہوئے ہم سے پہلے آگئے تھے بہرکیف یہاں سب مل گئے۔

میں نے حمزہ ابوالجود کو تلاش کرایا محمد کامل میمن جو مزور کے ملازم ہیں انہیں رقعہ دے کر بھیجا معلوم ہوا کہ اس وقت وہ مکان پر نہیں ہیں بہرحال ہمیں سامان رکھنے مستورات کو ٹھہرانے کی عجلت تھی۔ ہم نے انہیں ایک مکان جس میں دو کمرہ ایک غسل خانہ پاخانہ علیحدہ تھا۔ پندرہ یوم کے لئے ماہیہ ریال کو لیا اور صاحب البیت کو کرایہ کے ریال ادا کیے سامان رکھا اور غسل اور حجامت کی فکر ہوئی۔ شیخ محمد کامل سے کہا وہ اپنے ساتھ لے کر باب جبریل سے عبور کر کے ایک جگہ لے گئے جہاں نہایت شاندار نظام کا حمام دیکھا

تعریف حمام مدینہ منورہ

جب ہم حمام پہنچے وہاں دو عربوں نے ہمارا استقبال کیا اھلاً وسہلاً مرحبا کہہ کر ہمیں ایک چوبی زینہ سے اوپر چڑھایا۔ زینہ پر بھی اونی بانات کا فرش تھا۔ اوپر جا کر دیکھا تو قدِ آدم شیشے اور قطعات سے تمام گول کمرہ آراستہ چاروں طرف صوفوں کی طرز کے گدے لگے ہوئے ایک آدمی کے

بیٹھنے کے قابل ایک ایک جگہ وہاں تکیہ وغیرہ بھی موجود تھے۔ چنانچہ میاں [illegible]
صاحب کو تو پہلے سونے کی سوجھی میں حجام کی انتظار میں تھا کہ مزین آگیا
اس نے خط بنایا پھر ایک شخص آیا اور بعد سلام کے مرحبا کہہ کہہ کر ہم سب
کو ایک ایک تہبند دے گیا جن صوفوں پر ہم بیٹھے تھے ان کے نیچے درازیں
تھیں وہ اس غرض کے لئے کہ تہبند باندھ کر سب کپڑے اتار کر اپنے اپنے
نیچے کی درازوں میں رکھ کر غسل خانہ میں جایا جائے۔ چنانچہ سب نے
تہبند باندھے اپنے اپنے کپڑے نیچے کی درازوں میں محفوظ کئے اور
حمام میں گئے۔ حمام کا دروازہ کھولتے ہی گرم ہوا محسوس ہوئی اندر جا کر دیکھا
تو علیحدہ علیحدہ گوشوں میں غسل خانہ بنے ہوئے جو بارہ فٹ مربع کا ایک ایک
تھا ان میں سنگ مرمر کا فرش دو سیلانچیاں مرمر کی اس پر دو نل نیچے اوپر گرم سرد
پانی کے اس سیلانچی میں پانی بھر کر غسال نے باقاعدہ بدن ملنا شروع کیا
لٹا کر بٹھا کر ہاتھ کھینچ کر اور اون کا بنا ہوا دستانہ ہاتھ میں پہن کر مالش شروع
کی۔ پھر صابون مل کر خوب گرم پانی سے غسل دیا غرض کہ یہ غسل میری عمر میں پہلا
تھا۔ ایک گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے غسل کے بعد وہ خلاص کہہ کر باہر گیا کہ ایک شخص
دوسرا خشک تہبند لایا وہ ہم نے باندھا گیلا اتار دیا کہ ایک آدمی دو دو گز
لمبے چوڑے تولیے لے کر آیا اور ہمارے اوپر ڈال گیا۔ پھر ہم اپنی پہلی جگہ زینہ
سے چڑھ کر آگئے۔ یہاں آکر کنگھا وغیرہ کیا۔ جب واپس ہوئے تو حجامت

وغسل کے معاوضہ میں ۲ ریال وصول کئے اور جس نے فقط غسل کیا تھا اس
کے ڈیڑھ ریال۔ مصنف چونکہ وہاں ایسی کی گئی تھی کہ دو ریال اور ڈیڑھ ریال
کسی کو بھی نہ کھٹکا غرض کہ ہم نو افراد تھے جنہوں نے غسل تو برابر کیا تھا لیکن
خط چار نے بنوایا تھا سب پر ۱۶ ریال خرچ ہوئے یعنی نو آدمیوں کے غسل و
حجامت میں گورنمنٹی روپیہ کے حساب سے ۱۲ عدد خرچ ہوئے۔ یہاں سے
فارغ ہو کر کپڑے بدل کر قیام گاہ پر آئے اور زیارت قدوم کے لئے مزدور
ہمیں لے کر چلا۔ مسجد نبوی پر قدم رکھا تھا کہ حواس جواب دینے لگ گئے وہ
رعب و داب قلب زائر پر پڑا کہ حیرۃ جلوی گری ہو کر رہ گیا اس وقت جو قلبی حالت
ہے اس کی ترجمانی مشاہدہ ہی کر سکتا ہے۔ اور بس مختصر یہ کہ ظہر پڑھا اس
کے بعد مزدور ہمیں لے کر بارگاہ رحمت پناہ کی جالیوں کے قریب لایا اس
وقت میں اپنا حال کیا کہوں مرے تمام رفقاء سفر کا یہ حال تھا کہ ہچکی لگی ہوئی
تھیں آنکھوں سے جھالے برس رہے تھے اور میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ سیاہ کار
ہوں مجرم ہوں اور مزدور مجھے پکڑے ہوئے اس سرکار میں پیش کر رہا ہے
جہاں جواب طلب ہونے کی بجائے تسلیاں مل رہی ہیں۔ سب سے اول
شبکۂ اقدس میں شرطۃ الحکومت کے پہرہ دار سے نظر بچا کر وہ عریضہ ڈالا جو
یار محمد نے مجھے لفافہ کر کے دیا تھا پھر صلوٰۃ و سلام مزدور نے پڑھایا اور
جی بھر کے رلایا۔ دو قدم ہٹا کر حضرت خلیفۂ اول مسند نشین رسالت صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھایا پھر دو قدم ہٹ کر شہید المحراب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھایا پھر مقام نزول وحی و جبریل پر لایا۔ دعا کرائی کہ یہ مقام بھی اجابت دعا کا ہے پھر حجرۂ حضرت بلال کی زیارت کرائی پھر ملائکہ اربع کے نزول کے مقامات دکھائے پھر سیدہ زہرہ کا مکان مبارک دکھایا۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل نقشہ سے ذہن نشین ہوگی۔ ملاحظہ ہو۔ ہو ہذا۔

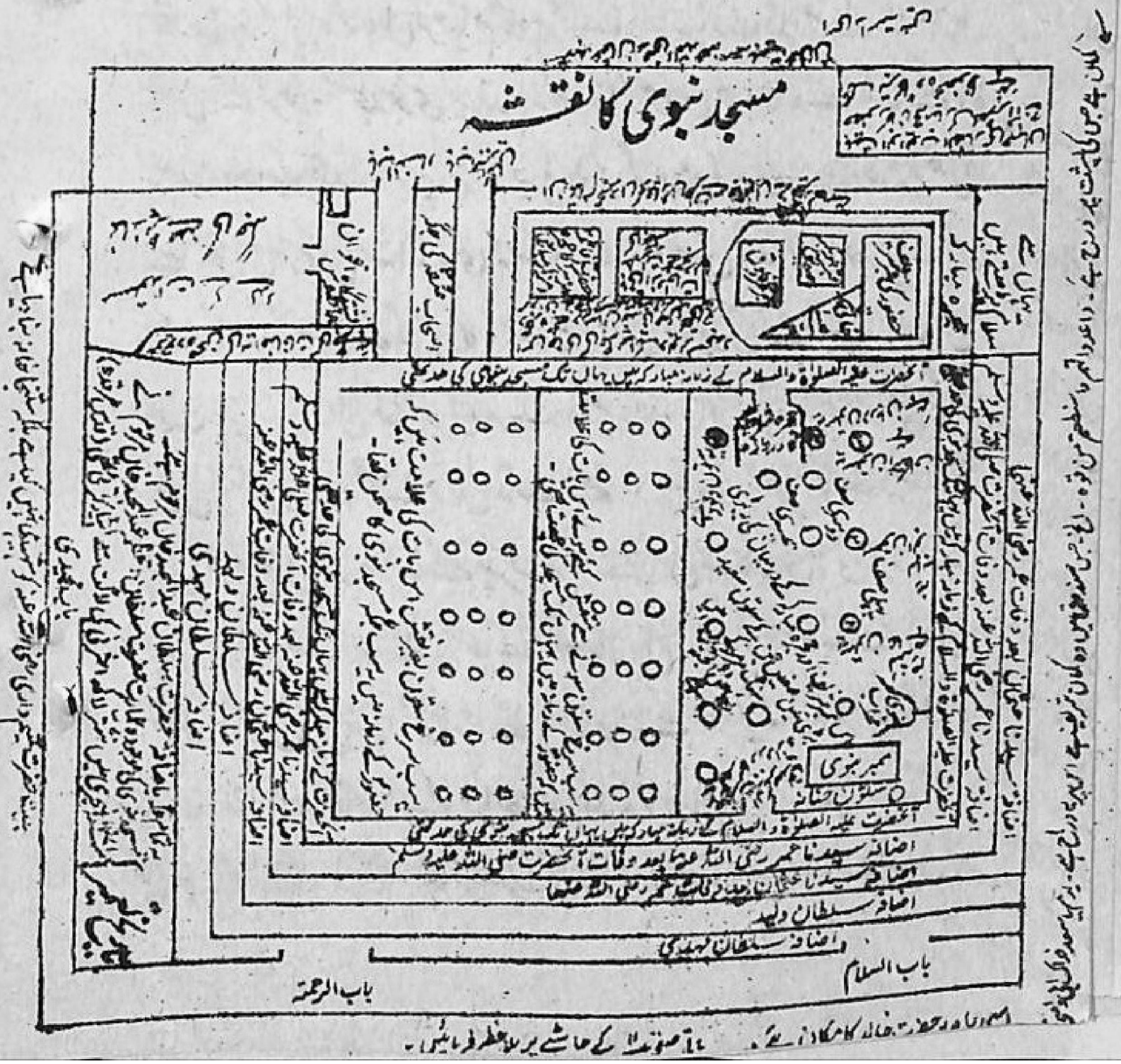

ظہر اور صلوٰۃ وسلام سے فارغ ہو کر قیام گاہ پر آئے تھے کہ تھوڑی دیر میں عصر کا وقت آگیا اس لئے کہ یہاں کی نمازوں کا یہاں کے حساب سے یہ ٹائم ہے۔

نماز فجر	نماز ظہر	نماز عصر	نماز مغرب	نماز عشاء
۱۲ بجے	۶ بجے	۹½ بجے	۱۲ بجے	۱½ بجے

مؤذن مسجد میں ۲۰۰ ہیں مگر تنخواہ دار کل بیس ہیں جنہیں سولہ ریال ماہوار ملتے ہیں۔ نماز عشاء کے بعد صلوٰۃ وسلام نہیں عرض کیا جاتا۔ اسی وجہ میں مجھے لکھنے کا وقت بھی ملا ہے۔ دربار کی حاضری کے ایام میں بارگاہ کے آداب کی اس قدر پابندیاں ہیں کہ رات بھی اسی فکر میں گذر جاتی ہے اور دن بھر وقت ہی نہیں ملتا سوائے بندگی رحمت پناہ شفیع عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اب سنئے! عصر پڑھا پھر وہی صلوٰۃ وسلام کی حاضری دی گئی اس کے بعد مزور نے حکم دیا کہ جنت البقیع جاؤں گا۔ میں نے اسے کہہ دیا کَلِّمْ مَعَنَا بِالْعَرَبِیْ یعنی ہمارے ساتھ عربی میں بولا کرو وہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے مرحبا تعرف العربی۔ مبارک باد آپ عربی جانتے ہیں۔ ہمارے ساتھ مزور صاحب شیخ حیدر کے ملازم شافعی المذہب خوش عقیدہ یمنی محمد کامل تھے۔ جو ہر مزار کے احترام کا خاص لحاظ کرتے ہوئے ہمیں بقیع میں جوتیاں اتروا کر لے گئے اور ہر قبر پر جن کے قبہ شہید ہو چکے ہیں زیارت کروائی اب نقشہ بقیع یہ رہ گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں وہو ہذا ؛

نقشہ جنۃ البقیع قدیم وجدید

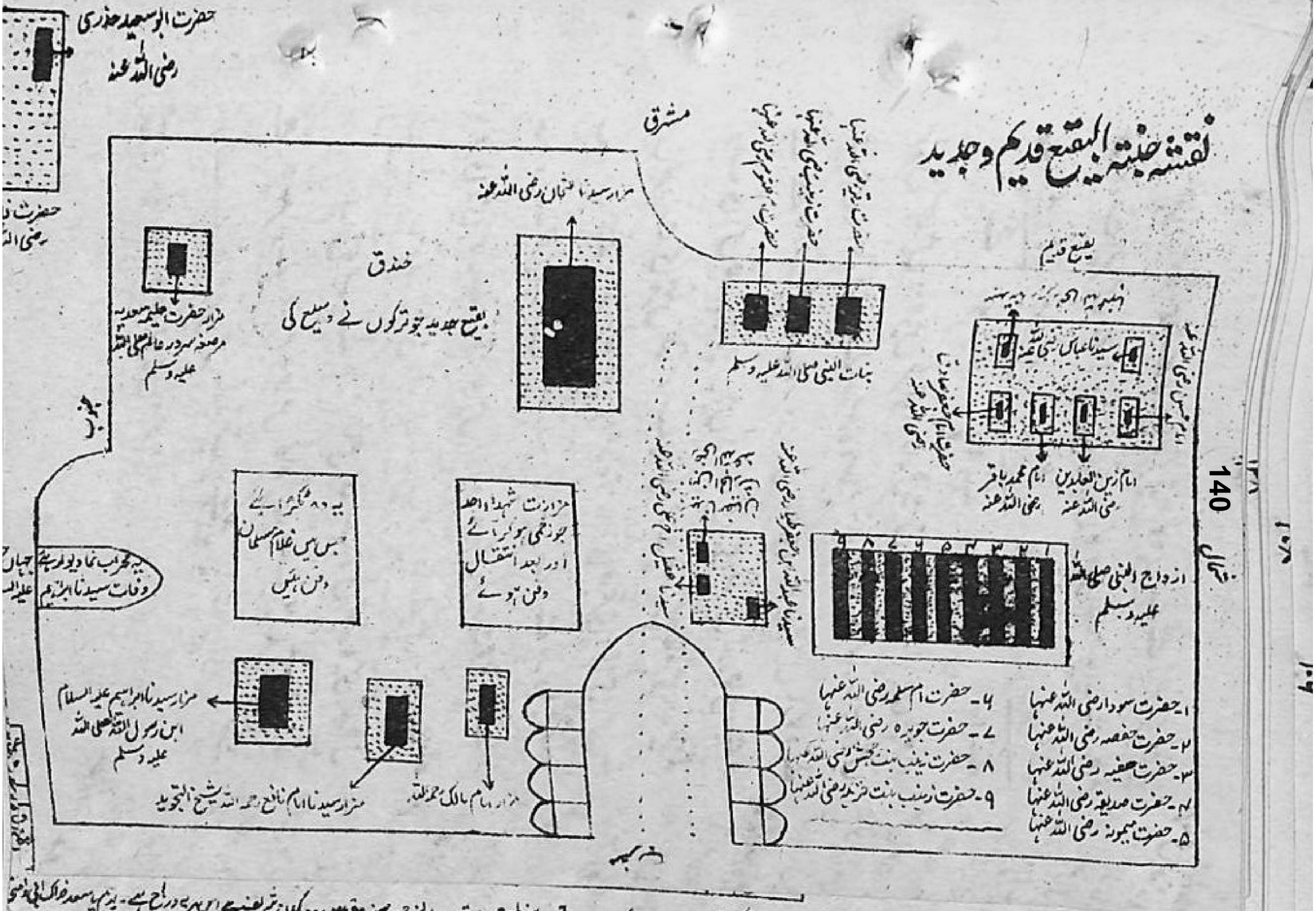

کمان ہے جس کی پشت پر درج ہے۔ واعدوا لہم واستطعتم من قوۃ۔ الخ۔ جس سند وقرا میں وہ کمان شریف ہے اس پر یہ درج ہے۔ یدم یا سعد فداک ابی وامی

بقیع سے باہر نکل کر ایک دروازہ میں سے دوسرے دروازے کی طرف آئے تو حضور کی پھوپھیوں کے مزارات متقل دیکھے۔ غضب و غصہ سے سر دھن کر سلام پڑھ کر واپس ہوئے۔ حضرت صفیہ حضرت عاتکہ حضرت فاطمہ ام البنین زوجہ ثانی حضرت علی اس متقل مکان میں آرام فرما ہیں۔ بقیع کے دروازہ کے پاس دوسرا دروازہ ہے اس کا نام باب العسکر ہے اس میں اندر جاکر متقل مزار سیدنا اسمٰعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ ملتا ہے۔

۳ ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء چہار شنبہ

آج حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا وہ مقام دیکھا جہاں آپ شہید ہوئے اور وہ مکان دیکھا جہاں آپ رہتے تھے پاس ہی حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان حمزہ ابو الجود نے دکھایا اور وہ مقام جہاں حضور کے ناقۂ اقدس نے قیام کیا تھا وہ مقام آج تک محفوظ ہے اور حمزہ کے قبضہ میں ہے۔ آج حمزہ ابو الجود کے یہاں دعوت تھی کہ ان حضرت سعد کی ان کے یہاں ہے۔ اس کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ ان کی پشت پر آیہ کریمہ لکھی ہوئی ہے۔ واعدوا لہم ما استطعتم الخ۔ صندوق کے ڈھکنے میں اندر لکھا ہوا ہے۔ ارم یا سعد بابی انت و امی۔ پھر بعد عصر ان کی بیوی کی نبض دیکھنے گیا اور ہمشیرہ بیوہ کی انگلی میں بسکٹا تھا وہ دیکھا۔ علاج تخم ریحان کی ٹھیلی بتائی ہے انشاء اللہ آج سکون رہے گا۔ کل صبح قبا احد

وغیرہ مزارات پر حاضری کا پروگرام ہے اگرچہ جبل احد دور سے تو ہم نے جنۃ البقیع سے ہی دیکھ لیا تھا والحمد للہ علیٰ احسانہ ؛

زیارت گاہوں پر سائلوں کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ جی گھبرا جاتا ہے۔

نوٹ :۔ حمزہ ابوالجود دیگر اشراف مکہ کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ جس قدر سائل انواع واقسام کے نظر آتے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی اہل مدینہ سے نہیں یہ سوڈانی ینبوعی۔ واسطی اور رابغ کے ہیں اور وہ عورتیں جو سائل کی صورت میں نقاب پوش ہیں۔ وہ ینبوع اور سوڈان کی مخلوق ہیں۔ اہل مدینہ تو اگر مر بھی جائیں تو ہرگز سوال نہ کریں۔

صبح ایرمیل کی ڈاک جا رہی ہے آج لفافہ لکھ کر دیا ہے مگر شدت گریہ کے باعث نہ معلوم کیا لکھا ہے۔ لفافہ پر چھ ٹکٹ لگے۔ نقل خط جو عزیز خلیل احمد کو لاہور روانہ کیا۔

از مدینۃ المنورہ الکریمیہ
زادہ اللہ شرفا و تعظیما

لخت جگر نور بصر عزیز از جان مولانا سید خلیل احمد سلمہ الرحمٰن۔

السلام علیکم۔ مدینۃ المنورہ مبارک۔ بالواسین کی تار سے اطلاع مل چکی ہوگی اس تار میں چالیس ریال سات قرش خرچ ہوئے ہیں۔ یعنی لاہور کے سکہ کے حساب سے پچاس روپیہ بنتا ہے۔ اس لئے میں نے علیحدہ تار نہیں دیا۔

اس ہی سے خیریت پہنچ چکی ہو گی۔ آج بحمدہٖ جوار رحمت میں ہوں۔ مجھ سے نہیں
لکھا جاتا میں بتا نہیں سکتا کہ یہاں آکر کن کن نعمتوں سے نوازا گیا ہوں لکھتے
لکھتے آنکھیں آنسوؤں سے پر ہیں اور حالات لکھنے کی مہلت نہیں دیتیں۔
جان عزیز! جنت بے شک جنت ہے۔ مگر خدا کی قسم واللہ باللہ ثم تاللہ یہ وہ
جنت ہے کہ جنت اس کی خاک کی قسم کھا رہی ہے۔ سب کو سلام عرض کرو
لکھنے کی ہمت نہیں قلم میں تاب نہیں کیا لکھوں کیا بتاؤں۔ مسجد مبارک کے ایک
ایک ستون پہ ہزار جانیں فدا ہیں۔ نوری قمقموں پر لاکھ روحیں نثار۔ وصلی اللہ
علیٰ سید الابرار۔ امام الابرار و الاخیار۔ سب کو سلام۔ سب کے سلام عرض کر
چکا ہوں اور کر رہا ہوں۔ بالو سراج۔ فضل دین وغیرہ جمیع احباب کے سلام
پہنچا چکا ہوں۔ یار محمد کا لفافہ نجدی کتوں سے بچا کر شبکہ اقدس میں ڈال
دیا ہے۔ عیسیٰ کا ہار پہنچ گیا ہے۔ بس عزیز من مجھ اشکباری سے فرصت
نہیں لکھوں تو جب۔ بقول شخصیکہ ؎

سرگذشت اپنی ذرا آپ میں آلوں تو کہوں
آپ سنبھلوں تو کہوں دل کو سنبھالوں تو کہوں

فرشتہ حبیب جمال شہ مدینہ کو دکھاتے ہیں تو کم بخت اشک آنکھوں میں
میرے پردہ بتاتے ہیں۔ اور خصت۔ وقت ملاقات سب مفصل بیان کرونگا
بس یہی دعا ہے کہ حضور نے جیسے مجھے نوازا میرے تمام اعزا و احبا

کو اسی شان سے اگر نواز لیں تو ان کے کرم سے کچھ بعید نہیں۔ یہاں حاضری میں
وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا کا صاف صاف ظہور ہے

عزیز از جان مولوی سید احمد مولانا سید منور علی صاحب محبی قاری محمد طفیل اور
تمام احباب کی خدمت میں سلام مسنون الاسلام والسلام

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد خطیب مسجد وزیر خاں لاہور

۳ ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ یوم چہار شنبہ۔ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء

---

۴ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء پنجشنبہ

راستہ کی اشد حرارت باد سموم کے تھپیڑوں کی کلفت سے سخت خشکی ہو چکی
تھی۔ کھایا پیا نہیں جاتا تھا۔ صبح حرم پاک میں نماز فجر پڑھی۔ انار ایک ریال
کے چار خریدے ان سے کچھ فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ ارادہ ہے کہ لاری
آجائے تو قبا وغیرہ کی زیارت کو جائیں۔ حمزہ میرے پاس حسب وعدہ
تشریف لے آئے ہیں۔ لاری آگئی اور ہم تمام رفقاء سفر کے ساتھ روانہ
ہوئے۔ سب سے پہلے لاری مزار حضرت سید الشہداء عم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر پہنچی۔ یہاں سے جبل احد صاف اچھی طرح نظر آیا۔ یہ وہ جبل احد
ہے۔ جس کی شان میں حضور نے فرمایا کہ جبل احد جنت میں ہوگا۔ دوسری
حدیث میں فرمایا۔ جبل احد مجھے محبوب ہے اور اسے میں محبوب ہوں۔
اوپر جانے کی حکومت کی طرف سے ممانعت تھی۔ نیچے سے زیارت کر لی۔

یہاں حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کا مکان بھی بنا ہوا ہے اس کے نیچے ہی آپ وحشی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اس کے سامنے ایک منہدم کھنڈر ہے اس میں دفن ہوئے۔ اس کے پاس ایک برساتی سیلاب کا نالہ ہے کئی سو برس بعد سیلاب سے قبر اقدس کھل گئی۔ حمزہ فرماتے ہیں کہ لاش ایسی تھی گویا کہ ابھی شہید ہوئے ہیں۔ اور زخم سے خون جاری تھا۔ پھر دوسری جگہ آپ کو دفنایا اور نہایت شاندار مسجد و خانقاہ بنائی گئی۔ آج تو سب مسمار ہو کر چٹیل میدان رہ گیا ہے۔ بہرحال قبر مبارک کا نشان باقی ہے۔ اس جگہ حضرت عقیل بن نمی کی قبر مبارک ہے یہاں نہایت خوش آواز لیسے صلوٰۃ وسلام مزدور نے پڑھائے۔ فاتحہ کے بعد دیکھا کہ قریب ہی ایک چشمہ ہے جس سے بسا تین خرمہ سیراب ہوتے ہیں۔ اس سے پرے دندان مبارک کا قبہ تھا۔ وہ بھی کھنڈر پڑا ہوا ہے۔ مزار کے پاس ایک چھوٹی مسجد ہے وہ ابھی تک باقی ہے۔ اس میں دو رکعتیں پڑھیں۔ یہاں اہل مدینہ کے سینکڑوں مکانات ہیں۔ جو سالانہ عرس کے موقع پر آباد ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ حمزہ ابوالجود کا مکان بھی وہاں تھا۔ ان کا بیان ہے۔ کہ حکومت نے سالانہ عرس ہی بند نہیں کیا بلکہ اتنا تشدد کیا کہ مکانات بھی سب سے ضبط کر لیئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

مسجد قبلتین

اس مسجد میں ایک محراب چھوٹی سی بیت المقدس کی سمت بنی ہوئی ہے۔

دوسری سمت بیت اللہ۔ اسی وجہ سے اسے مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ اسی میدان میں جو چار سمت کے پہاڑوں کے درمیان ہے۔۔۔۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر مسجد نصر و فتح ہے۔ یعنی وہ مسجد جس میں سورۂ اذا جاء نازل ہوئی۔ میدان کے وسط میں مسجد صدیق ہے۔ اس کے صحن کے نیچے پانی سے مملو حوض ہے اسی میدان میں ایک طرف پہاڑ کے قریب چند درخت ہیں۔ اس مقام کو جرف کہتے ہیں۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ قرب قیامت میں دجال یہاں تک آسکے گا آگے اسے ملائکہ نہ جانے دیں گے۔ اس کے قریب بیر عثمان ہے جو آپ نے خرید فرما کر وقف کیا تھا۔ مسجد صدیق کے قریب ہی مسجد سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہے مسجد نصر کے نیچے ہی مسجد علی ہے۔ اور اونچے پہاڑوں پر قلعہ نما چھاؤنی ترکوں کی بنی ہوئی ہے جو کبھی ان کے زمانے میں آباد ہوگی۔ اس کے بعد آگے چلے تو مسجد قبا آئی اس سے قبل خرمے کے درختوں کے جھنڈ میں بنی نجار کے پرانے کھنڈر پائے جاتے ہیں۔ مسجد قبا اکیس ستونوں پر اس وقت قائم ہے اس کے محراب پر یہ حدیث کندہ ہے: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من تطہر فی بیتہ ثم اتی مسجد قبا فصلے فیہ رکعتین کان کاجر عمرۃ۔ اور مسجد کے چاروں طرف بھی مثل مسجد نبوی کے ستون ہیں مگر سادہ۔ اس کے پہلو میں گنبد کی اور کھنڈر ہے جو مسجد ضرار کا بتایا گیا۔ مسجد ضرار وہ مسجد تھی جسے منافقوں نے مسجد قبا کے ویران کرنے کو بنایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضور کو وحی فرمائی

لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ الخ۔ یہ آیہ کریمہ جہاں نازل ہوئی اس مقام پر ایک محراب مسجد قبا میں بنائی ہوئی ہے۔ مسجد قبا کے باہر بائیں جانب ایک طاق بتایا جاتا ہے جسے سعودی حکومت نے بند کر دیا یہ وہ طاق تھا جس میں سے حضور نے کعبہ شریف ملاحظہ فرما کر سمت قبلہ مسجد قبا کی صحیح فرمائی۔ مسجد قبا کے صحن میں وہ مقام بھی بنا ہوا ہے جہاں بوقت ہجرت حضور کا ناقہ مبارک بیٹھا تھا۔ اس مسجد کے پہلو میں ایک مکان ہے جسے بیت علی کہا جاتا ہے اس میں حضرت سیدہ اپنے نوری ہاتھوں سے چکی پیسا کرتی تھیں۔ مسجد قبا کے پاس ہی ایک کنواں ہے جسے بیر خاتم کہتے ہیں اس کی بابت بتایا گیا کہ یہ کنواں سخت کھاری تھا حضور نے اس میں لعاب دہن شریف ڈال دیا یہ ایسا میٹھا ہو گیا کہ اسی سے مدینہ شریف کا چشمہ زرقا جو تقریباً بتیس سیڑھیاں اتر کر پانی دیتا ہے جاری ہے۔ ترکی زمانہ کا ترکی زبان میں اس کنوئیں کی عمارت پر کتبہ کندہ ہے۔ جو بعینہٖ نقل ہے۔ سمجھ میں یوں نہیں آتا کہ ترکی زبان میں ہے۔

عین زرقا اندرا انچہ آب تاب کوثری حکمت ایلہ ویردی ران وخاتم پیغمبری

ان تمام مقامات کی زیارت کر کے ایسے وقت واپس آگئے کہ بفضلہ تعالےٰ ظہر مسجد نبوی میں ہو گئی۔ رفع فتنہ کے لئے نمازیں جماعت پڑھ رہا ہوں اور دہرا لیتا ہوں اس لئے کہ امام صاحب کے عقیدہ کی بابت اطمینان نہیں

آج مولوی ظہیر اللہ صاحب امام مسجد سپوری کو دیکھا مگر مل نہ سکا۔ تب پھر

۵ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ - ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء - یوم جمعہ

آج جمعہ ہے ہم معہ رفقاء سفر بازار میں خرمہ دیکھنے گئے تو معلوم ہوا کہ کھجوریں کتنی قسم ہیں۔ (۱) برنی (۲) عجوہ (۳) صفاوی (۴) حلوہ (۵) شلبی (۶) جادی (۷) صُخَّل یعنی بلا نواۃ (۸) بَیْضٌ حُلَیَّہ یہ ایک ایسی نازک کھجور ہے کہ سوائے مدینہ منورہ کہیں نہیں ملتی اور یہاں کے سوا باہر لیجا بھی نہیں سکتے۔ اس کے لئے حضور نے دعا فرمائی ہے یہ سیاہ رنگ کی ہوتی ہے۔ غایت درجہ مقوی ہے۔

عجوہ:- اس کے متعلق حدیث میں آیا۔ امان من الجذام والبرص۔

برنی:- اس کے لئے فرمایا۔ خیر تمرکم البرنی وشفاء للبطن

اس کے علاوہ بہت سی قسمیں ہیں

آج تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا کہ امام مسجد نبوی شیخ صالح ہیں۔ حنبلی المذہب اور خالص سادات سے ہیں۔ یہ تحقیق بابو امین نے کرکے بتائی لیکن جب اشراف مدینہ سے تحقیق کی تو معلوم ہوا یہ بزرگ نجد سے ابن سعود کے مقرر کئے ہوئے ہیں اور نجد میں سیّد نہیں ہو سکتا۔ بہر حال میں اپنی نمازیں معہ رفقاء سفر دہرا رہا ہوں۔ اور پڑھتا اسی کی اقتدا میں ہوں۔ آج مولانا ضیاء الدین صاحب کے دولتکدہ پر حاضر ہوا۔ گفتگو ہوتے ہوتے اعلیحضرت

قدس سرہٗ کا تذکرہ آگیا الدولۃ المکیہ کا نسخہ دریافت فرمایا میں نے کہا لاہور رہتے انہوں نے پھر اعلیحضرت کے قلم کا مسودہ دکھایا جسے دیکھ کر دل مسرور ہوا۔ جمعہ پڑھا اس کے بعد مسجد نبوی کے پیچھے ہی شیخ عبدالکریم صویلغ کے یہاں دعوت تھی۔ اس دعوت میں کباب انڈا بھرے پھلی گوشت قورمہ چاول پراٹھے خربزہ تربوز یہاں کھانے کے ساتھ تربوز عام کھاتے ہیں۔ آج ایک بٹوہ چرمی میں نے بھی خرید لیا آٹھ ریال کو خریدا ہے۔ آج کھجوریں خریدی ہیں۔ نصف کنستر حلوہ۔ نصف کنستر برنی۔ دوسرے کنستر میں عجوہ۔ شلبی۔ صخل بھروا کر دو کنستروں کا ایک عدد بکس کرالیا ہے۔ تسبیح سخت گراں ہیں۔ ۱۲ تسبیح زرد رنگ کی خریدی ہیں جس کے پندرہ ریال دئے۔ سرمہ کی جرمی تھیلی سو خریدی ہیں۔ ان کی قیمت ۳۰ روپے دئے۔ کھجوروں کا تو حساب ہی وہ ہے کہ لکھتے خوف آتا ہے۔ کہ کہیں کوئی غلط ہی نہ کہہ دے بہرحال لکھے دیتا ہوں۔ شلبی عنہ ۲۰ روپیہ مدہ۔ حلوہ عنہ ۱۶ روپیہ مدہ۔ عجوہ عنہ ۱۵ روپیہ مدہ۔ صخل عنہ ۱۰ روپیہ مدہ اور مدہ ایک پیمانہ ہے جس کا وزن پونے چار سیر کا ہوتا ہے۔ آج اس سے زاید کوئی بات قابل ذکر نہیں ہاں انار یہاں اریال کے چار ایسے مل رہے ہیں کہ ویسے انار لاہور میں چار روپیہ کے چار نہیں مل سکتے۔ علیٰ ہذا ہرے انگور ارزاں اور شیریں۔ والحمد للہ رب العالمین کیوں نہ ہو قاسم عالم کا دیار ہے۔

۶ ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ - ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۵ء - شنبہ

آج فجر کی نماز کے بعد گنبد خضرا کا نظارہ کرنے ہم سب ایک جگہ مشرقی گوشہ میں بیٹھ گئے۔ کبوتروں کے متعلق حمزہ ابوالجود سے سنا تھا کہ یہ گنبد قدس کا طواف کر کے آتے ہیں گنبد کے اوپر سے نہیں آتے۔ مسجد نبوی میں بے گنتی بے شمار کبوتر ہیں۔ انہیں دانہ بھی بے تعداد ہی پڑتا ہے لیکن وسط مسجد کا صحن سرخ بجری کا ہے اس میں ہی دانہ ڈلتا ہے اور دانہ بھی سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ دونوں مل کر ایک ہی ہو جاتے ہیں۔ عربی میں اس دانہ کو ذُرَع کہتے ہیں۔ اور سوڈانی لوگ اسے گندم کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ یہ درحقیقت سرخ جوار ہے۔ تقریباً دو گھنٹہ ہم لوگ کبوتروں کا اڑنا بیٹھنا ادھر ادھر جانا دیکھتے رہے۔ فی الواقع منارۂ جبریل اور گنبد خضرا پر کسی کو بیٹھتے دیکھنا تو درکنار اس کی طرف جاتے نہیں دیکھا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

محاورات لسانیہ

صبح کے ناشتہ کو اہل مدینہ فطور کہتے ہیں۔ اور فکوک الریق ظہر کے بعد کے کھانے کو غدا یشام کے کھانے کو عشا کہتے ہیں۔ آج سید احمد عطاس کے یہاں دعوت میں گئے۔ انہوں نے نہایت ہی مکلف دعوت کی۔ سالم دنبہ کی آنتوں میں بھرا ہوا نمکین قیمہ۔ مسلم دنبہ کی بریانی۔ تلوں کا شیرہ نمک مرچ ملا ہوا

دہلی کے بنے ہوئے [illegible]

میں تمام تکلفات تھے۔ مکان نیچے سے لے کر اوپر تک معطّر کیا ہؤا تھا۔ ان کے غلاموں کی زبان پر سیّد صاحب کے ہر سانس کے ساتھ اھلاً وسہلاً تھا آنستمونا تشرفنا وغیرہ کے اعزازی الفاظ استعمال ہوتے رہے۔ مگر بے نمک اور بے مرچ کے کھانے کا لطف بالکل نہیں آیا۔ عورتوں کے لئے جو کھانا بھیجا تھا اس کا مسلم گوشت کاٹ کر میں نے نمک مرچ ہلدی دھنیا پیاز لہسن ڈال کر بھونا تو اسے سب نے مزے سے کھایا۔

۷ ذیقعد ۱۳۶۴ھ۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ یکشنبہ

آج صبح فجر کی نماز پڑھ کر چاء وغیرہ سے فارغ ہو کر گنبد خضرا کا نقشہ دل میں اتارنے کے لئے مغربی گوشہ میں بیٹھ گیا۔ جو جو کرم ..... قلب تیرہ پر ہوئے وہ دل ہی جانتا ہے۔ ؎

اشارے دل کے جو سمجھا تو میرا دل سمجھا
کہ بے زبان کی ضرورت ہے بے زباں کیلئے

پھر یہ اشعار زبان پر جاری ہو گئے۔

اے شفاعت کے علمدار مدینہ والے
اے جہاں بھر کے خبردار مدینہ والے

میں بھی ایک در پہ فقیرانہ صدا دیتا ہوں

دل میرا کر دے پر انوار مدینہ والے

تم نے لاکھوں کی مرادیں میرے مولا بھر دیں

میں بھی آیا ہوں طلبگار مدینہ والے

تم ہو داتا میرے میں سائل نعمت مولا

تم ہو شافع میں گنہ گار مدینہ والے

حافظؔ مصحف رخ مجھ کو بنا دے پیارے

یاد میں تیری رہوں زار مدینہ والے

اس کے بعد بالو ایئن آئے اور انہوں نے درخواست کی کہ اسماء مبارک جو مسجد نبوی میں ہیں وہ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے نقل کرا دیں میں نے وعدہ کیا اور چاء وغیرہ سے فارغ ہو کر انہیں تمام اسماء نقل کرائے اور میں نے مسجد نبوی کے سامان پر تفصیلی نظر ڈالی۔ چنانچہ قالین مسجد کے تین رخ میں جنوب شمال ایک سو ایک ہیں۔ باقی بدیں تفصیل شمار میں آئے مغربی حصہ میں (۳۲)۔ باب الرحمتہ سے باب جبریل تک (۶)۔ حرم شریف کی پہلی صف میں (۱۶)۔ نمبر ۲ (۳۱)۔ نمبر ۳ (۲۸) نمبر ۴ (۲۵)۔ نمبر ۵ (۲۷)۔ نمبر ۶ (۲۷)۔ نمبر ۷ (۲۸)۔ نمبر ۸ (۳۲)۔ نمبر ۹ (۳۰) نمبر ۱۰ (۲۴) یہ قالین ۹-۴ فٹ والے اور ۵-۷ فٹ والے ہیں۔ حصہ مسجد عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں ۲ لائنیں ہیں

لاس نمبر ہیں (۴۳) - نمبر ۱ (۲۱) قائم ہیں - جو سائز میں ۱۲ - ۶ فٹ کے ہیں -
فرشی جھاڑ خرمہ کے درخت کی شکل میں ہشت دہاتی ۲ ہیں - جو مسجد مبارک
کے داہنے اور بائیں قائم ہیں - ۲ جھاڑ فرشی اس حصہ میں ہیں - جو حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کا بڑھایا ہوا حصہ ہے - جھاڑ فرشی نہایت اعلیٰ قسم کے روضہ پاک
کے مغربی سمت اہل صفہ کے مقام پر ۲ عدد - مسجد عثمان کے حصہ میں گلوپ برقی
۸ عدد - جھاڑ لٹکن ۱۵ عدد - ہانڈی گلوپ تمام ۳۴۵ عدد - لٹکن جھاڑ ۳۳ عدد
ستون روضتہ من ریاض الجنتہ کے اندر ۴۸ ہیں یعنی اصل مسجد نبوی میں ہیں
پھر ستون حنانہ - ستون صدیقہ - ستون سریر مبارک - ستون حارث - ستون
وفود جہاں حضور باہر سے آنیوالے وفود سے ملاقات فرماتے تھے - سب پر سنہری
حرفوں میں بطور کتبہ لکھا ہوا ہے - مسجد کے وہ ستون سرخ جن پر سونے کا
کام ہے - وہ اصل مسجد نبوی کی حد کے ہیں وہ ستون جو سرخ پتھر کے ہیں
وہ وہ ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بڑھائے گئے - مسجد کے کل
ستون سرخ تین سو چھہتر ہیں - اور ستون سفید روضتہ من ریاض الجنتہ کے
۴۸ ہیں - وہ کنواں جو حضرت سیّدہ کا تھا ابھی تک موجود ہے مگر حکومت نے
اسے بند کر کے اس پر دھوپ گھڑی بنا دی ہے - مسجد عثمان کے حصہ میں
ایک دروازہ ہے جو یادگار ہے - عشرہ مبشرہ کی بشارت جنت کا - اسی جگہ
بشارت دی گئی تھی - کہ عمر فی الجنتہ و ابوبکر فی الجنتہ + مسجد شریف کے ۵ منارہ

ہیں۔ ایک مینارہ جبریل کہلاتا ہے یہ وہ مینارہ ہے۔ جس پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے تھے۔ دوسرا مینارہ رحمانیہ ہے۔ یہ باب الرحمت کے اوپر ہے۔ تیسرا مینارہ سلامیہ ہے یہ باب السلام پر ہے۔ چوتھا مینارہ مجیدی ہے۔ یہ باب المجیدی پر ہے۔

۸ ذیقعد ۱۳۶۴ھ ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ دوشنبہ

آج بعد نماز فجر حسب معمول شمال مغرب کے گوشہ پر بیٹھا گنبد خضرا کی بہار دیکھ رہا تھا۔ کہ اچانک یہ شعر یاد آیا۔

دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را
بلائے فرقت لیلےٰ و صحبتِ لیلےٰ

اور خیال آیا کہ آج وہ مبارک ساعتیں ہیں۔ کہ صبح سے شام تک شہنشاہِ کائنات کا حضور ہے۔ ایک دن وہ بھی آرہا ہے کہ وداعی سلام کر کے جنت سے جہنم کو واپس ہونا ہے۔ اس تصور نے جو متاثر کیا تو ایسا کیا کہ نہ معلوم کب تک ہچکیاں بندھی رہیں۔ اس کے بعد معمولات سے فارغ ہو کر خیال آیا کہ حرم شریف کے عرض و طول کا اندازہ کیا جائے۔ تاکہ مسجد وزیر خاں کے صحن کے طول و عرض سے توازن کیا جا سکے۔ حرم شریف مغرب سے مشرق تک طول میں ۲۰۰ قدم ہے۔ اور عرض میں ۱۵۰ قدم۔ اس میں تمام ستون ایک سائز کے سنگین ہیں۔ تقریباً ۱۸ فٹ کا ایک ایک ستون ہے

مرحوم نے ستر لاکھ اشرفیاں خرچ کرکے یہ مسجد بنوائی اور مکمل کی۔ آج حکومت سعودیہ کے حسن نظام نے یہ تو کیا کہ شبکۂ مبارک پر یا محمدؐ جو لکھا ہوا تھا اس کا یا اڑا دیا۔ خدا اسے جلدی اڑائے آمین یارب العالمین۔ اسی طرح اب کون ہے جو ستون بدل دے۔ آج پنجۂ مریم اور کچھ رومال اور چمچہ چوبی مدینہ شریف کی ساخت کے خرید کئے۔ ناشتہ حمزہ ابوالجود کے یہاں فیطری مورق حلوہ مالح اور چاء کا کیا۔ دوپہر کے کھانے میں سید احمد عطاس اور حمزہ اور میں شریک تھے اور چاء کا کیا۔ شام کا کھانا شاہی ہوٹل میں کھایا۔ لذیذ کباب ان کے مکان پر ہی کھانا کھایا۔ ان پر شوربا اور فیطری مورق جسے پنجابی کتلما کہتے ہیں۔ لیکن یہ نہایت ستھرا اور لذیذ تھا۔ ایک ریال کو ایک دیا۔ گھی نہایت اعلےٰ تھا۔ اس کے بنانے کی یہ شکل تھی کہ میدہ کا پیڑا ٹیبل پر اتنا بڑھایا کہ باریک ورق کی صورت میں ہو گیا۔ اس کے بیچ میں گھی کا تلا ہوا پراٹھا رکھ کر اس کے اوپر بھنا ہوا قیمہ کچھ ہرا دھنیا کترا ہوا کچھ ہری مرچ مقرض پھیلا کر اس پر دو انڈے توڑ کر ڈالے۔ اور ہاتھ سے ملا کر وہ میدہ کا ورق چاروں طرف سے لپیٹ کر چپٹی کڑاہی جو گرما گرم تھی اور گھی سے چکنی تھی اس پر ڈال دیا اوپر سے تھوڑا تھوڑا گھی ڈالا جب سرخ ہو گیا اسے اتار کر سنگ مرمر کے ٹیبل پر رکھا اور چھری سے اسے کاٹا اور پلیٹ میں رکھ کر دے دیا۔ عجیب قسم کی اس میں لذت تھی کہ یاد ہی رہے گی۔ یہاں روٹی

تنوری خمیری غیر خمیری عموماً چار قرش کو مل رہی ہے اور آٹے کی خمیری روٹی کا نام عیش ہے۔ یہ بھی چار قرش کو ملتا ہے۔ ایک ریال کے اکیس بائیس قرش آتے ہیں۔ سو روپیہ کے نوٹ کے آج کل سو ریال مل رہے ہیں۔ بلکہ آج صبح ایک سو دو تک ہو گئے تھے۔ اس حساب سے روٹی کوئی خاص گراں نہیں۔ شامی کباب آٹھ معہ شوربے کے ۱۲ قرش میں دیئے جو ہم تین آدمیوں نے ختم کیئے بہر حال غذا وغیرہ میں یہاں قدرتاً اتنی برکت ہے کہ خرچ زیادہ محسوس ہی نہیں ہوتا۔ حمزہ فرماتے تھے کہ یہاں کے خاص مدنی لوگ جب کسی تنگی میں پھنس جاتے ہیں۔ کسی کے در پر جانا معیوب سمجھتے ہیں مگر دربار رحمت پناہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔ اور بس حضور کے صدقہ میں ان کی ضرورت کسی نہ کسی طرح پوری اور خاطر خواہ پوری ہو جاتی ہے۔ خیال کیا تھا کہ عبا ایک خریدوں لیکن یہاں ایک سو تیس ایک سو چالیس سے کم میں عبا نہیں۔ حمزہ کا مشورہ ہے کہ مکہ معظمہ سے خریدی جائے تو وہاں اندازاً مل سکے گی۔

ایک واقعہ قابل یادداشت

جبکہ میں لاہور سے چلا تھا میری ایک ڈاڑھ ہل رہی تھی چونکہ ڈاکٹر سے دانت نہ نکلوانے کا عہد کر چکا ہوں اس لئے کہ اگرچہ نکلواتے وقت تکلیف نہیں ہوتی۔ مگر روح کمزوری ضرور محسوس کرتی ہے۔ آج صبح نماز فجر میں روضہ پاک کے قریب روضۂ رضوان میں کھڑا تھا کہ خود بخود وہ ڈاڑھ منہ میں اپنی جگہ سے ہٹی اور ہر

چند منہ میں اسے روکنا چاہا مگر جیسے کسی نے منہ میں سے انگلی ڈالکر نکال لی ہو بلا اختیار نکل کر گر گئی خون قطعاً نہیں آیا۔ بعد نماز قالینوں پر ہر چند تلاش کی مگر نہ ملی۔ دل میں یہ محسوس ہوا کہ جنت میں یہ ڈاڑھ حضور نے منظور فرمالی ہے تو جب جبر جنت میں منظور ہو گیا۔ تو انشاء اللہ کل بھی انہیں کے تصدق میں جنت کا مستحق ہو گیا۔ وللہ الحمد ؛

حرم کے زنانہ حصہ کے قریب ایک کنواں تھا۔ اور اس کے پاس تین درخت خرمہ کے تھے۔ اور چند گلاب کے پودے یہ بستان فاطمہ اور بیر فاطمہ کے نام سے مشہور تھا۔ اصلیت کی تو خبر نہیں اس لئے کہ عہد رسالت میں یہاں تک مسجد ہی نہ تھی۔ بہر حال یہ کنواں اور خرمہ کے درخت خارج مسجد ضرور تھے اور عہد ولید بن عقبہ میں جب یہ مسجد سہ بارہ بڑھائی گئی تو یہ کنواں اندر آگیا۔ مگر نجدی نے اس پر ایک چبوترہ بنا کر دھوپ گھڑی بنا دی ہے۔ سنا ہے وہ درخت اہل مدینہ لے گئے تاکہ اپنے بساتین میں تبرکاً لگائیں تو نجدی نے ان سے چھین کر جلوا دیا نہ معلوم یہ کس مذہب اور کس عناد کے ماتحت اس نے کیا۔

۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۴ھ۔ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء سہ شنبہ

آج معلوم ہوا کہ ہماری قمری تاریخ غلط ہے۔ آج دفتر شرکہ میں ۱۰ ذیقعدہ لکھی ہوئی تھی جب ہم نے اپنی طوالت قیام کا حکم وزیر سے جو حاصل کیا ہوا تھا۔ دکھائے گئے تو تاریخ معلوم ہوئی کہ آج ۱۰ ذی قعدہ ہے۔

۱۱ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ - ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء - چہار شنبہ

آج فجر کی نماز کے بعد بحمدہ تعالےٰ ہماری چالیس نمازیں سرکار کے حضور پوری ہوگئیں - اب بفضلہ تعالےٰ ہمیں دو جمعہ یہاں اور پڑھنے نصیب ہوجائیں گے اس لئے کہ ہمارے لئے وزیر حکومت نے علاوہ مقررہ ایام کے پندرہ یوم کی فری منظوری دی ہے - یہ سب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصدق ہے -

آج مولانا ضیاء الدین صاحب کے یہاں بعد ظہر دعوت ہے - زیتون اور بلسان ابوالجود حمزہ کی معرفت خریدا گیا - ۸۰ ریال فی عکہ بلسان اور دس ریال فی عکہ زیت الزیتون ملا ہے عکہ ۱۰۵ تولہ کا ہوتا ہے - معصفر ایک زعفرانی رنگ ہے وہ فی اوقیہ ایک ریال خریدا اور لوبان الذکر بھی نصف عکہ خریدا جو چھ ریال عکہ کے حساب سے ملا -

مولانا کی دعوت میں کڑھی گوشت سادہ گوشت گہیا چٹنی نہایت لذیذ کھیر خمیری روٹی یعنی عیش چاء دودھ - اس سے قبل آج مسجد سیدنا علی اور مسجد غمامہ گئے - مسجد غمامہ وہ مسجد ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جمعہ کو تشریف لاتے تو ابر سایہ کر لیتا تھا - اس کے بعد ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر دعوت میں گئے - وہاں سے واپس آکر عصر پڑھا - مغرب کے بعد سے عشا تک میں حرم شریف میں ہی درود شریف پڑھتا رہا -

ایک عجیب کرم :- اعلیحضرت قدس سرہ نے اپنے ملفوظات میں مدینہ منورہ کے

اثناء قیام کا ایک واقعہ فرمایا ہے۔ کہ جس مکان میں ہم ٹھہرے ہوئے تھے
وہاں ہماری خوابگاہ کے اوپر کے حصہ میں کبوتروں نے اپنا قیام کر رکھا تھا۔
اور اس کی وجہ سے ہمارے بستر پر تنکے وغیرہ پڑتے تھے۔ اور ہمیں تکلیف
تھی۔ مفصل واقعہ ملفوظ شریف میں موجود ہے۔ بعینہٖ ایسا ہی واقعہ میرے ساتھ
گذرا کہ جہاں میں سوتا تھا وہاں اوپر کے چھت کے حصہ میں دو کبوتر حرم شریف کے
تشریف فرما تھے۔ ایک روز کنکریاں وغیرہ مجھ پر گریں۔ ایک روز شب کو ایک
بیٹ بھی پڑی۔ صبح میں نے محمد طفیل صاحب انجینیر سے تذکرہ کیا کہ میرے سونے
کی جگہ پر بیٹ کنکر یہ کبوتر ڈال رہے ہیں وہ کہنے لگے آج انہیں اڑا دیں گے
میں نے کہا نہیں ایسا ہرگز نہیں کرنا۔ وہ ہنس کر فرمانے لگے جب ایسا خیال
ہے تو شکوہ کیوں۔ میں نے مزاحاً جواب دیا کہ تذکرہ کسی بات کا شکوہ نہیں ہوا کرتا
وہ فرمانے لگے طرز تکلم اور بیان کے تیور سے وہ تذکرہ شکوہ بھی ہو جاتا ہے میں
نے جواب دیا کہ میں نے یہی تو کہا ہے کہ میرے اوپر کبوتر ہیں۔ باقی حقیقت
تو یہ ہے کہ ان کے حرم کے خار گشیدہ ہیں کس لئے۔ آنکھوں میں آئیں سر پہ سہی دل میں گھر کریں۔
یہ باتیں کرتے کرتے نماز کے لئے حرم شریف چلے گئے اور اس کے بعد سے اب
ہی عشا پڑھ کر آیا تو دیکھا نہ کبوتر ہیں نہ ان کی کوئی حرکت۔ معاً دل میں خیال آیا
کہ اعلیحضرت کے واقعہ کو پڑھ کر ان کے حسن اعتقاد کے ماتحت اس واقعہ کی حقیقت
کبھی دل میں خدشہ بنی تھی۔ آج عملی صورت میں دکھا دیا کہ حرم اور بطحا کے جانور

بھی اس قصر خضرا کی میزبانی ملحوظ رکھتے ہیں۔ دوسرے جس دن سے آیا ہوں غور کر رہا ہوں کہ کبوتر بے گنتی بے شمار ہیں مگر گنبد خضرا پر نہ بیٹھتے نظر آئے نہ اس پر گذرتے۔ خاص غور سے دیکھا کہ اڑتے ہوئے آئے اور کترا کر ادھر ادھر سے صحن حرم کی بجری میں دانہ چگتے رہے۔ حاجی معراج دین صاحب نے دانہ کے لئے کچھ روپیہ دیئے تھے اور میں نے بھی کچھ دانہ ڈالا اور میرے جیسے ہزارہا اپنی اپنی حیثیت سے صبح دو چار پانچ دس دس ریال کا دانہ باجرا سرخ جوار ڈالتے ہیں۔ بجری میں وہ دانہ ملا ہوا پڑا ہے مگر اس بجری میں نماز کے اوقات پر صفیں بچھتی ہیں۔ غور سے دیکھا لیکن صحن میں بھی بیٹ نہیں ملی۔ حرم شریف اور مدینہ کی گلیوں میں بھی پھرنے کا شرف حاصل ہوا مگر کتا نظر نہیں آیا۔ ابوالجود حمزہ اور مولانا ضیاء الدین صاحب کے صاحبزادے سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ کتے مدینہ میں ہیں لیکن رات کو نکلتے ہیں دن میں نہیں۔ اللہ اللہ کیا شان محبوبی ہے۔

چاند شق ہو بیڑ بولیں جانور سجدے کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

آج مکہ معظمہ سے ایم رفیق کا تار محمد امین کے نام آیا کہ لاہور سے خط آئے ہوئے ہیں جب آؤ گے دیکھ لینا۔

۱۲ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء پنجشنبہ

آج عصر تک حرم شریف سے مصریوں کی رخصت کا منظر دیکھا اور بار بار خیال آتا رہا کہ ایک دن یہی حال ہمارا بھی ہونا ہے۔ اور یہی کہتے چلنا ہے کہ

خراب حال کیا دل کو بے مثال کیا
تمہارے کوچہ سے رخصت نے کیا نہال کیا

عصر بعد وادی عقیق اور بیر عروہ گئے۔ نومیال میں دو عرابہ ہوئے۔ حمزہ ہمارے ساتھ تھے۔ راستہ میں مسجد خضر علیہ السلام شہید کی ہوئی دیکھی اور ذوالحلیفہ دیکھے جس کے اندر حضور نے مدینہ کو حرم فرمایا۔ پھر بیر عروہ پہنچے یہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا کنواں ہے۔ جب باب نجدی سے چلے تھے تو فصیل فصیل ہمارے عرابہ جا رہے تھے۔ اہل مدینہ کے لئے جیل خانہ جہاں بنایا ہے اس سے دوسرے فصیل سے ملحق ثقیفہ بنی ساعدہ دیکھا پھر بیر بضاعہ اس کے بعد باب عنبری سے نکل کر ترکی زمانہ کی ریلوے لائن پر ریلیں انجن اور نہایت اعلیٰ شان والا اسٹیشن دیکھتے افسوس کرتے اس کنوئیں پر پہنچے۔ یہاں عجیب شان کے پہاڑ ہیں۔ ان کے نیچے برسات میں نالہ بہنے لگتا ہے اور اس نالہ سے مدینہ منورہ کے تمام کنوئیں مملو ہو جاتے ہیں۔ یہاں کے متعلق یہ روایت سنائی گئی کہ موسم بارش میں حضور معہ صحابہ کرام یہاں تشریف لاتے اور اس کنوئیں کے پانی کی یہ شان ہے کہ گرمی میں سرد اور سردی میں گرم اور اندھیری حالت

میں روشنی دیتا ہے۔ نہایت ہاضم لیٹھا۔ پتھری کا مریض ایک ہفتہ میں پتھری سے نجات پاتا ہے۔ تمام پتھری ریزہ ریزہ کر کے نکال دیتا ہے۔ یہاں کی وادی کا نام وادی عقیق ہے۔ حمزہ نے ایک رباعی اس کے متعلق سنائی جو نقل ہے

اَلْعُوْدُ زَمْزَمُ وَالْمَقَامُ صَفَالَنَا ۔۔۔ وَادِیُ الْعَقِیْقِ بِلَوْنِہٖ مَوْصُوْفُ

وَالْکَاْسُ یَسْعٰی ۔۔۔ وَالْحُبَابُ یَطُوْفُ

مغرب کی نماز اسی وادی میں ادا کی گئی۔ واپس ہو کر ہیں سیدھا حرم شریف میں آگیا۔ بعد عشاء قیام گاہ پر آیا۔

۱۳ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ ۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء ۔ جمعہ

مسجد اجابت آج اس مسجد میں حاضری ہوئی اس کا نام ہی مسجد اجابت ہے یہاں حاضر ہو کر تمام احباب کی فرمائش کے مطابق دعا کی گئی۔

آج جمعہ سے قبل مکبر پر زبردستی مصریوں نے ایک قاری کو چڑھا دیا۔ نجدی سپاہی منع کرتے رہے مگر انہوں نے ایک نہ سنی۔ اس کے بعد اس نے دور کوع سورۂ کہف کے پڑھے۔ نہایت نفیس مخارج اور قواعد کی پابندی سے پڑھے اذان ہو گئی وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے ایک مصری سے عربی میں ان کا نام پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ شیخ طٰہٰ افشی مصری ہیں۔ جو اس وقت مصر کے قاریوں میں استاد مانے گئے ہیں۔

آج بعد مغرب سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فاتحہ کی۔ مُلَبَّقَہ یعنی

وہ پراٹھا جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں جس میں انڈا قیمہ سبزی بھر کر گھی میں تل کر بناتے ہیں۔ وہ بنوا لیے ہیں۔ ۲۴ مطبقہ ۲۴ ریال کو آئے۔ خربزہ دو ریال کا قرش کو آیا۔ انار ۲ ریال کے ۴ آئے۔ حمزہ کیس لے آئے۔ ختم میں نے ہی پڑھا۔ اس لئے کہ شیخ عبدالستار جو مدینہ شریف کا بہترین قاری حافظ ہے۔ وہ چونکہ تکیہ مصری میں ملازم مسجد ہے۔ اس لئے وہ بعد مغرب نہ آسکا اور ہم نے یہ فاتحہ بعد مغرب رکھی تھی بہرحال فاتحہ ہوگئی۔ حمزہ اور سید احمد عطاس بھی شریک فاتحہ تھے۔ سید عطاس کل بغرض حج مکہ معظمہ جا رہے ہیں۔ اور جلدی جانے کی وجہ یہ بھی ہے کہ سعد اللہ خاں ڈپٹی کمشنر لدھیانہ آ رہے ہیں اور گورنر صاحب والے پیر صاحب نے ان کی قیام گاہ سید عطاس کی معرفت مقرر کی ہے ان کا خیال ہے کہ سعد اللہ خاں سے جدہ مل کر استقبال بھی کر لیا جائے اور ساتھ ہی انہیں مکہ لے جایا جاوے۔ اور بعد حج ان کے ساتھ ہی مدینہ جایا جائے۔۔۔۔ محمد امین نے آج سید عطاس کو ۵۰ روپیہ نذر کیے۔ میں اس سے قبل سپوپلیش کر چکا تھا۔ خاص طور پر قابل ذکر یہ بات ہے کہ بحمدہ تعالیٰ حرم میں خطبہ کے اندر ابن مسعود کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ فضائل صحابہ کے بعد خطبہ ختم ہو گیا۔

۱۴ ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ ۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء یوم شنبہ

شام فاتحہ سے فارغ ہو کر عشاء پڑھ کے سویا۔ عجیب خواب دیکھا جس کا کچھ حصہ یاد ہے اور کچھ محو ہو گیا۔ حمزہ ابو الجود میں اور میں اور چند لوگ اور ہیں

جن کا خیال نہیں کہ حضرت ابوالجود کی قبر پر حاضر ہوں قبر کھلی ہوئی ہے اور ایسی چھاپ پائی ہے جیسی قہوہ خانوں میں عام طور پر ملتی ہے اس پر حضرت ابوالجود نہایت دبلا جسم قد و قامت حمزہ جیسا آرام فرما ہیں۔ اور نہ معلوم کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ کہ حمزہ نے ان کا ہاتھ پکڑا کر انہیں بٹھالیا۔ اور یہ کہتے ہوئے انہیں اٹھایا کہ آپ بیٹھ کر باتیں کیوں نہیں فرماتے چنانچہ وہ بیٹھ گئے اور کچھ ایسے جملے فرمائے جس کے معنی ایسے ہوتے تھے گویا فرما رہے ہیں کہ اب تو ہماری زندگی کا یقین ہے کہ اتنے میں اسمٰعیل مرحوم جو حضرت میاں صاحب قدس سرہ کا خادم تھا آیا ہوا نظر آیا کہ حضرت ابوالجود نے نہ معلوم کس کے لئے فرمایا کہ اسے نکال دو یہ یزید ہے۔ میں نے خواب میں ہی زور سے کہنا شروع کر دیا کہ نکل جاؤ۔ نکل جاؤ"۔ کہ آنکھ کھل گئی اور حاجی اللہ دتہ قصوری بیٹھے ہوئے نظر آئے وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ انہیں کچھ سانس کی تکلیف ہے۔ انہوں نے میری آواز سنی مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ آج دن میں حرم شریف کے خطبات کی نقل بابو محمد امین کی خواہش پر کی گئی۔ مفید ناظرین سمجھ کر اس سفرنامہ میں اس کی نقل پیشکش ہے۔ اور جو جو مقام حکومت سعودی خزلہ اللہ تعالےٰ نے مٹا دیئے ہیں ان کا بھی نوٹ منقول ہے۔ وھو ہذا۔

روضہ مقدسہ کی درمیانی جالی پر نقرئی کتبوں اور شبکہ شریف پر کندہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عبادی انا الغفور الرحیم یا ایہا النبی انا ارسلناک الی فضلا کبیرا

اللہم یا رحمٰن یا رحیم بجاہ ہذا النبی الکریم اغفر لعبدک المنقاد الاحکام شریعتہ حبیبک العظیم السلطان احمد بن السلطان محمد بن السلطان مراد ابن السلطان سلیم ابن السلطان سلیمان ابن السلطان سلیم ابن السلطان بایزید ابن السلطان محمد ابن السلطان مراد ابن السلطان محمد ابن السلطان بایزید ابن السلطان مراد ابن السلطان خازن ابن السلطان عثمان ابن السلطان عز نصرہ وافتح لہ فتحا مبینا۔ لوح نسیم خاں نصرہ اللہ ہمت تاریخ۔ لوح السلطان احمد اہداہ حیا صالحۃ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔

چار ستون شبکہ اقدس پر جو ہیں ان پر یہ رباعی کندہ ہے۔

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی الْقَاعِ اَعْظُمُہٗ ۔۔۔ فَطَابَ مِنْ طِیْبِہِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ
نَفْسِ الْفِدَاءُ الْقَبْرَ اَنْتَ سَاکِنُہٗ ۔۔۔ فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

شبکہ شریف نقرئی ہشت دہاتی ۶ حصوں پر منقسم ہے۔ اس کی جالیاں جو کاٹی گئی ہیں ان میں مندرجہ ذیل لکھا ہوا ہے۔

لا الہ الا اللہ الحق المبین۔ محمد رسول اللہ الصادق الوعد الامین۔ یہی تین چار سطروں میں عجیب صنعت سے جالی میں کاٹا ہے۔ اوپر شبکہ شریف کے جو نقرئی محرابیں ہیں۔ ان پر یا محمد یا اللہ سے بیل مکمل کی ہے۔ سعودی حکومت نے یا محمد کا یا کاٹ کر اپنی خدمت ملی ارتدادی مکمل کی ہے۔ اسی طرح داہنے کونے پر دو طغرے طلائی بخط طرطوسی کندہ ہیں اس میں مندرجۂ ذیل قطعہ ہے

سألناک یا مولانا - یہ طغرا حکومت سعودی کے لئے سم قاتل تھا - اس پر سکہ یا نہ معلوم کیا چیز ڈال کر مٹا دیا ہے - اور یہ باقی ہے - فاستجب لنا عنک بفضل تمسح عنا کل خطیئۃ وصل علے الہادی محمد والنبی وآلہ وصحبہ فی کل وقت ولحظۃ

دوسرے قطعہ میں طغرا یہ ہے - رسول رب العالمین محمد امن اجل الشمس المنیر نورہ صلے علیہ ذوالجلال وآلہ والصحب ما ابدالزمان سرورا -

باب مجیدی سے جب داخل ہوں تو دروازہ کی لوح پر یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہد وفی سبیلہ ... لعلکم تفلحون کندہ ہے - اس سے بحمدہ تعالے اہلسنت کو اس امر کی تقویت حاصل ہو رہی ہے کہ سلف صالحین وسلاطین اسلام الیہ الوسیلہ کے ضمیر کو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی راجع سمجھتے تھے - اور منارہ جبرئیل وحجرہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی جگہ کو مقام اجابت قرار دیا گیا ہے آج تک وہاں زائرین اپنے مقاصد مانگتے ہیں اس پر آیہ کریمہ کندہ ہے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوہ ؛

صحن حرم کے چاروں طرف گول قطعہ کندہ ہیں اس میں قبلہ رخ بیچ میں یہ حدیث شریف کندہ ہے بہ صلاۃ فی مسجدی ہذا افضل الف مائۃ صلوٰۃ سوی المسجد الحرام ؛

اس کے نیچے حسن - عثمان - ابوبکر - اللہ - ماشاء اللہ - محمد - عمر - علی - حسین - عباس زبیر بن العوام - سعید بن زید - عبدالرحمن بن عوف - ابوہریرہ - زین العابدین - جعفر الصادق علی الرضا - حسن عسکری - محمد تقی - موسیٰ کاظم - محمد الباقر - اسامہ بن زید - ابوعبیدہ ابن الجراح

سعد بن ابی وقاص۔ طلحہ الخیر۔ حمزہ۔ اسد اللہ و اسد رسولہ۔

درمیان صحن میں بجری بچھی ہوئی ہے۔ اور اس میں کبوتروں کو دانہ سرخ جوار اور باجرہ اور گندم صبح کے وقت حاجی لوگ ڈالتے ہیں۔ انہیں حکومت روکتی ہے مگر حاجی لوگ رکتے نہیں۔ یہاں اگرچہ گرانی ہے مگر بطفیل قاسم عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو محسوس نہیں ہوتی۔ کلچہ ۴ قرش۔ روٹی ۴ قرش۔ دودھ کی چاء ۵ قرش سادہ سرخ چاء ۴ قرش۔ حجامت ۸ قرش اور ۱۱ قرش۔ حمام ۱ ریال ۱۱ قرش۔ گوشت بکرا ۳ ریال ۱ قرش فی عگہ۔ گوشت دنبہ ۳ ریال ۱۱ قرش فی عگہ۔ گھی ۲ ریال ۱۱ قرش نصف عگہ۔ کلیجی پھیپھڑہ ۳ ریال۔ چاول ۴ ریال فی عگہ۔ چینی ۳ ریال ۱۱ قرش فی عگہ۔ چاء عمدہ ریال فی عگہ۔ گلاس شربت ۸ قرش۔ شربہ سرد پانی فی ۴ قرش۔ مشک پانی ۴ قرش۔ کنستر پانی ۳ قرش۔ کوزہ مصری فی عگہ ۱ ریال

آج بعد نماز عشاء مولانا مظہر اللہ صاحب مفتی جامع فتحپوری سے ملاقات ہوئی۔ ان کا ہفتہ ختم ہو چکا ہے وہ کل تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں ابھی بفضلہ تعالیٰ آئندہ ہفتہ اتوار تک ہوں۔ یہ حضور کا کرم خاص ہے۔

اللھم صل علی مظہر الانوار و مظہر صفات الاحد خالق الابرار ؕ

۱۵ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء یکشنبہ

آج نماز فجر پڑھ کر معمولات سے جلدی فارغ ہو گیا۔ اور احمد بخش۔ امین حاجی غلام محمد کے ساتھ بیت حمزہ پہنچ کر انہیں ہمراہ لے کر اول مسجد اجابت پر

پہنچے جو شہید کر دی گئی ہے۔ مشاہدہ سے یہ معلوم ہوا کہ نجدی صرف قبوں اور مزارات کے ہی دشمن نہیں ہیں۔ بلکہ مساجد کے بھی خلاف ہیں انہوں نے مزارات پر ہی ہاتھ صاف نہیں کیا بلکہ مساجد ماثورہ کو بھی شہید کر دیا۔ حالانکہ زائرین مساجد میں جاکر نوافل ہی پڑھتے تھے اور پڑھتے ہیں۔ یہ وہ مسجد ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول مائدہ ملاحظہ فرمایا۔ اور یہاں ہی مدہ اور صاع کی برکت کی دعا فرمائی یہاں کنواں ہے۔ جو آج تک عہد صحابہ کرام کا بعینہٖ چلا آرہا ہے اس میں ایک طرف کھڑا ہے جس کے ذریعہ پانی تک جا سکتے ہیں۔ اب اس میں پانی نہیں ہے۔ یہاں سے جبل احد سامنے ہی نظر آتا ہے۔ پھر خرمہ کے باغات دیکھے اس میں دو باغ دیکھے۔ ایک کا نام جنتین ہے دوسرے کا نام جنت ہے یہ صحابہ کرام کے زمانہ کے باغ ہیں۔ زمین اور حد بدستور ہے۔ اس کی دیواریں مٹی کی ہیں۔ لیکن اتنی مضبوط ہیں۔ کہ حمزہ نے ایک پتلی سی منڈیر پر لات مار کر دکھایا وہ ہلی تک نہیں۔ حالانکہ وہ دیوار خالص مٹی کی تھی اور موٹی تقریباً چار انگل تھی۔ پھر ابوالجود پر گئے جہاں آپ نے جُودِ یا جُودِی فرما کر کنوئیں سے اشرفیاں نکال کر سلطان سلیم کو جواب دیا تھا۔ مفصل واقعہ یہ ہے کہ سلطان سلیم کی خواہش تھی کہ ایک محراب مسجد نبوی میں میرے نام سے قائم ہو جائے۔ حضرت ابوالجود رحمۃ اللہ اس زمانہ میں مسجد نبوی کے امام و متولی تھے۔ آپ نے فرما دیا کہ سوائے محراب النبی اور محراب خلفا اور کوئی محراب نہیں بن سکتی۔ اس نے اپنے اعیان دولت کی

معرفت اشرفیاں بھیجیں۔ آپ اس وقت اس باغ میں کنوئیں سے پانی دے رہے تھے۔ اشرفیاں لے کر آپ نے ڈول میں ڈالیں اور کنوئیں میں چھوڑ کر فرمایا جُود دِیا جُودِی اور ڈول بھر بھر کر اشرفیاں ہی اشرفیاں پھینکنی شروع کر دیا یہ واقعہ جب سلطان سلیم کو معلوم ہوا وہ خاموش ہو گئے اور اپنا ارادہ بدل دیا اور محراب عمر کے پس پشت ایک پتھر کندہ کرا کر لگا دیا جس میں اپنے حسن عقیدت کے پھول بارگاہ رسالت میں نچھاور کئے ہیں۔

۱۶ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ دوشنبہ

آج نماز فجر سے فارغ ہو کر معمولات پڑھ کر قیام گاہ پر آیا۔ طبیعت میں کچھ ثقل تھا۔ ناشتہ میں چاء بغیر دودھ پی اور آج چاول کی کھچڑی اور صرف گھیا ہوا یا۔ چاول ساڑھے چار ریال کا عگہ آیا اور گھیا کھا کر ایک پیالہ خدشہ دل سے نکل گیا۔ میں جب لاہور میں گھیا ہوا تا تو دل میں خیال یا وسوسہ آتا تھا کہ حضور نے کس ذالقہ کے ماتحت اسے پسند فرمایا مگر مدینہ منورہ کا گھیا کھانے سے یہ خدشہ نکل گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ گھیا اپنے ذالقہ اور خوبیوں میں وہ جامعیت رکھتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی ترکاری نہیں جچ سکتی۔ سبحان اللہ عجیب ذالقہ والا گھیا ہے۔

آج حمزہ ابوالجود نے اپنا بھانجہ بھیجا تا کہ کچھ کام ہو تو اس کے ذریعہ کرا لیا جائے تو میں نے پوچھا حمزہ کیوں نہ آئے تو اس نے کہا راسہ وجعان من لیلۃ البارحہ۔

یعنی ان کا سر رات سے سخت درد کر رہا ہے۔ میں نے کہا اذھب انت وسلم علیہ منا وانا انشاء اللہ سیجئ بعد الظہر۔ تم چلو اور میں عنقریب ظہر پڑھ کر آتا ہوں۔ چنانچہ حسب وعدہ میں گیا دیکھا کہ سر میں سخت شدت کا درد ہے۔ دوائیں جو ہمراہ لایا تھا وہ جہاز میں اور جدہ سے یہاں تک اور یہاں کی مدت قیام میں مریضوں پر ختم ہو چلیں ہیں۔ اسوجہ میں دردسر بخار کی دوا بالکل ہی نہ رہی میں نے کہا انشاء اللہ الآن تذھب الی السوق وتشتری الدوا وآتیک بہ میں انشاء اللہ ابھی بازار جاتا ہوں اور دوا خرید کر آپ کے لئے لاتا ہوں۔ حمزہ نے فرمایا وحین کلھم یذھبون للغدا والسوق مفتوح الی العصر اب سب لوگ دوپہر کے کھانے کو گئے ہونگے بازار کھلا نہیں ہوگا میں نے کہا کل السوق مفتوح تمام بازار کھلا ہوا ہے۔ تو حمزہ فرمانے لگے۔ ولو کان مفتوحا لکن صاحب الدکاکین یذھبون للغدا الی البیت ویجیئون بعد العصر اگرچہ دکانیں کھلی ہوئی ہیں مگر دکان والے دوپہر کے کھانے کو اپنے گھر گئے ہوئے ہیں۔ اور وہ عصر بعد آئیں گے۔ اتنے میں احمد بخش اور محمد طفیل صاحب آ گئے باتیں عربی زبان میں ہوتی تھیں اور کچھ ٹوٹی پھوٹی اردو میں۔ میاں احمد بخش اور محمد طفیل سے بھی باتیں ہوئیں۔ سلسلہ بیان میں حمزہ فرمانے لگے۔ امام بوصیری کی ایک رباعی ہے۔ جس کا یہ اثر ہے کہ جمعہ کے روز چار رکعت نفل پڑھ کر اسے چار بار پڑھے اور حضور سے اپنا مقصد طلب کرے۔ یقیناً بلا تردد مطلب حاصل ہوتا ہے۔

ناظرین کے افادہ عام کے خیال سے نقل کئے دیتا ہوں۔

وَیُدْرِکُنِیْ ضَیْمٌ وَّاَنْتَ زَخِیْرَتِیْ
وَاُظْلَمُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ
وَعَارٌ عَلٰی رَاْعِی الْحِمٰی وَھُوَ قَادِرٌ
اِذَا ضَاعَ فِی الْبَیْدَآءِ عِقَالُ بَعِیْرِہٖ

پھر حاجی فضل دین صاحب ٹھیکہ دار اجمیر شریف مکان شاہی محل چھتری دروازہ آ گئے۔ جو حمزہ کے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے ان سے قاضی محفوظ علی صاحب محمود کے خسر کی بابت دریافت کیا۔ وہ انہیں خوب جانتے تھے اس وقت باتیں ہوتے ہوتے روضۃ من ریاض الجنۃ مسجد نبوی کی بابت حاجی صاحب مجھ سے پوچھتے رہے۔ میں نے اس کی حدیث انہیں سنائی تو حمزہ نے کہا کہ یلدرم بایزید ابن سلطان محمد فاتح ترکی کو نوسو سال گذرے اس کے عہد میں مسجد نبوی کے ممبر مبارک کے پہلو میں ایک گڑھا کھودا گیا تھا اس میں دودھ کا چشمہ ابل پڑا۔ سلطان یلدرم نے اس خوف سے اسے بند کرا دیا کہ مبادا اس پر آنے جانے والے باہم لڑ لڑ کر ہلاک نہ ہو جائیں۔

نوٹ:۔ یلدرم ترکی زبان میں بجلی کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ ترکی فاتح بجلی کی طرح حملہ آور ہوتا تھا۔ اس وجہ میں انہیں سلطان یلدرم کہا گیا۔

۱۷ ذیقعد سنہ ۱۳۶۴ھ - ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء دیسہ شنبہ

مسجد نبوی کے رئیس المؤذنین عبدالجلیل یمانی ہیں۔ ان کا پتہ مدینہ منورہ باب المجیدی عبدالجلیل یمانی المؤذن بالحرم الشریف النبویہ۔ ان سے میں نے مسجد وزیر خاں کے لئے ایک مؤذن مانگا۔ تو انہوں نے اقرار کیا اس شرط پر کہ مؤذن معہ بیوی بچوں کے آسکتا ہے اور دو سال کے بعد تین ماہ کی رخصت لے کر اسے مدینہ منورہ آنا بھی ضرور ہے۔ محمد عمران خان زمیندار ساکن کیلاک ضلع گونڈا علاقہ بھڑاچ ڈاک خانہ خرگوپور بازار موضع چوہٹہ برائے حج حمزہ کے یہاں آئے ہوئے تھے۔ ان سے بھڑاچ شریف کے مزار حضرت سالار مسعود غازی رحمہ اللہ کے عرس پر کوڑھیوں کی صحتیابی کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ بھاچ کوڑھی ضرور تندرست ہو جاتے ہیں۔ آج حمزہ ابوالجود نے سنایا کہ روضہ مقدس کے اوپر کے حصہ میں لوح تھی جس پر کندہ تھا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یقف علی قبری شقی۔ دوسری لوح پر حدیث تھی انا شفیع المذنبین۔ یہ دونوں لوحیں نجدی نے مٹا دیں۔

آج دوپہر کا کھانا حمزہ کے یہاں کھایا۔ مرغ مسلم بلا نمک نہایت نفیس گھی میں تلا ہوا اور قوام نمکین اور عرق گوشت کا لیموں ابازیر ملا ہوا اور عیش یعنی خمیری روٹیاں تھیں۔

۱۸ ذیقعد ۱۳۶۴ھ - ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء - چہار شنبہ

آج فجر کی نماز کو جا رہا تھا کہ وہی بیچنے والے کی صدا سنی - اور بیتاب ہو گیا - وہ پکار رہا تھا - یا حاج اشرب الحلیب وصل علی الحبیب - او حاجی دہی پی اور حضور پر درود پڑھ - اس کے بعد نماز و معمولات سے فارغ ہو کر حمزہ کے یہاں جا رہا تھا کہ راستہ میں دو بچے ایک عربی نعت پڑھتے میرے پیچھے لگ گئے - وہ نعت مجھے اتنی پیاری معلوم ہوئی کہ حمزہ کے گھر پہنچ کر میں نے ان بچوں کو بلایا اور ان سے یہ نعت نقل کی -

یا رب صل علی الحبیب محمدا جاء عن تعالے اللہ جل جلالہ

خاتم ختام الانبیاء وجمیعہ وختامہ مستک بفضل محمدا ہذا رسول اللہ ہذا المصطفے

ہذا رب العالمین محمدا زائر زیارت قبرہ کفارۃ للزائرین فازر طریح محمدا

قد حرک الرکن الیمانی خشیتہ

شبک الحطیم وجابت زمزما

حج الحجیج دعا یقصد زمزما والدہر ما بین الحدود وعین ما اللہ بجاہ المصطفے زال الجفا

عم الوری لاحمال محمدا

بشو الشباب بالتمام لحجہ یا در بمزدلفہ بغیر عدا دیا الخیل صاحت ثم قالت یا فتے

مثل الغزال محرمات فی المنا

ثم الحسن ثم الحسین اہل الوفا وشرع منصور بفضل محمدا

آج تجویز ہوئی کہ کل پنجشنبہ کو قبل از ظہر برزنجی خاندان والے بلائے جائیں اور جلسہ میلاد النبی منعقد کیا جائے۔ چنانچہ حمزہ ابوالجود کو بلا کر کہدیا گیا ابن سعود ..... کے خون سے یہ جلسہ حمزہ کے مکان میں اندر رکھا گیا۔

طلی یعنی مسلم دنبہ کی بریانی اور ہرلیسہ یعنی گوشت اور دلے ہوئے گندم پکانے تجویز ہوئے۔ ہرلیسہ جیل کے قیدیوں کے لئے اور طلی تیس تنتیس معہ ہمارے حاضرین کے لئے تجویز کیا۔ اس میں خرچ معہ ۸ روپیہ ہوئے۔ ایک دنبہ بارہ تیرہ سیر گوشت کا ۸ ریال میں آیا دوسرا آٹھ ریال میں ہرلیسہ کے لئے لیا پھر حاجی غلام محمد نے جیل کے قیدیوں کو تمام کو ہرلیسہ دینے کا ذمہ لیا اس لئے کہ یہاں جیل میں قید کر لینا جانتے ہیں۔ مگر انہیں کھانا دینا حکومت روا نہیں رکھتی۔ ان غریبوں کو اسی طرح کھانا پہنچ جاتا ہے۔ اور کبھی بھوکے رہ جاتے ہیں۔ بہرحال اس حکومت کی جو بات دیکھی دنیا کی حکومتوں سے انوکھی دیکھی۔ پھر عبدالستار موذن تکیہ مصری اور چند عربوں نے مولود برزنجی پڑھا اور جلسہ ختم ہوا۔

آج مسجد کے ستونوں کے نیچے جو پتیل منڈھا ہوا ہے۔ اس کا اندازہ کیا تو چونکہ ہر ستون دو فٹ سے کم موٹا نہیں ہے۔ اور سارا پیتل سے تراشا ہے۔ جو سترہ اٹھارہ فٹ لمبا ہے۔ اس کے نیچے پتل کی جو بیلیں بنی ہوئی ہیں۔ وہ تین فٹ سے کسی طرح کم نہیں۔ حساب جو کیا تو ہر ستون کی

بیٹھک چار من سے کم وزن کی نہیں ہے۔ اس میں سکہ پگھلا کر بھرا گیا ہے۔
چنانچہ جہاں سکہ گلایا جاتا تھا اس گلی کا نام ہی سکہ الرصاص ہے۔ یہ امر یاد
رکھنے کے قابل ہے۔ کہ چینک چار کی اور پیالی کو مجموعی طور پر برادہ
کہتے ہیں۔ آج مدینۃ الرسول کے گلاب کے پھول منگوا کر گلقند تیار کیا۔ یہاں
کے گلاب کی خوشبو نہایت ستھری اور مفرح ہوتی ہے۔ موسم عجب شان
کا ہے۔ گرد و غبار قطعاً نہیں با آنکہ تمام بازار تک میں کچی سڑک ہے
کتے اس قدر مؤدب ہیں کہ دن میں نکلتے نہیں نہ معلوم کہاں رہتے ہیں۔
شام کو رات میں نکلتے ہیں مگر بھونکتے نہیں۔ یہاں کی آبادی تین تیس
ہزار کی ہے۔ اس میں خالص مدنی سعۃ انصار و سادات کے کل پچاس
یا پچپن ہیں۔ باقی یمنی بخاری مصری مشہدی جاوی۔ اور کہاں کہاں
کے لوگوں کی آبادی ہے۔ مکہ معظمہ کی آبادی تین چار لاکھ سے کم کی
نہیں۔ آج پیتل کے محرابوں کی پشت پر ایک حدیث پڑھی۔ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ شفاعتی یوم القیمۃ حق فمن لم یؤمن لم یکن
من اھلھا۔ حرم نبوی کی تعمیر ۱۲۷۱ھ میں حضرت سلطان عبدالمجید خان مرحوم
نے ستر لاکھ اشرفی سے کی ہے۔ نور اللہ مرقدہ۔

۱۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۴ھ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ پنجشنبہ

آج قاضی کبیر الدین تجارہ والے ملنے۔ یہ فیروز پور پنجاب میں سب انسپکٹر

تھے۔ انہوں نے ایک اور صاحب سے ملاقات کرائی جو تجارہ کے ہیں اور ہجرت کر کے مدینہ شریف میں جاگزین ہیں۔ سرمہ وغیرہ کا کام کرتے ہیں۔ آج چار ڈبہ سرخ روغنی کاغذ سے سجا کر حمزہ لائے اس کے اندر کھجوریں ہیں۔ کل حرم شریف میں بیٹھے تھے چند مدنی مہاجروں سے باتیں ہو رہی تھیں۔ اثناء گفتگو میں انہوں نے بتایا کہ گنبد خضرا تانبہ کا ہے اور اس کے اندر چاندی کا اور اس کے نیچے ایک اور گنبد ہے۔ یہ تین گنبد ہیں۔

۲۰ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ - ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۵ء جمعہ

آج مزدور حیدر کو دو سو روپیہ اور اس کے ملازمین مزدورین میں سے ۶ کو دس دس روپیہ اور ۶ کو پانچ پانچ روپیہ یعنی ریال دیئے گئے۔ اور اس کے بعد موٹر لاری کا انتظام کیا گیا۔ باب العنبریہ جو پرانہ ترکی ریلوے اسٹیشن ہے وہاں سے لاریاں جاتی ہیں۔ ہم چاہتے تھے کہ لاری قیام گاہ پر یعنی باب المجیدی آجائے۔ چنانچہ گئے تو امیر مدینہ نے منظوری دے دی اور پیسے لے کر لاری کو حکم بھیج دیا۔ چنانچہ کل ہفتہ کو صبح لاری آجائے گی۔ آج علاؤالدین صاحب چشمہ والوں کے خسر ملے وہ آج ہی مدینہ پہنچے ہیں۔ رضوانی جہاز سے آئے ہیں۔ جہاز کی معہ عملہ کے بہت تعریف کرتے تھے۔ راستہ کے لئے سو روغنی نان تیار کرائے گئے ہیں۔ اور انڈے ایک ریال کے چھ کے حساب سے ۴۱ منگوا کر ہرا دھنیا ہری مرچ پیاز نمک کتر کوٹ کر بیسن ملا کر ٹکیاں بنائی گئیں

یہ کام میں نے کیا۔ نان بائی نے نان روغنی لگائے۔ جمعہ پڑھا۔ آج سعداللہ خاں کمشنر لاہور بھی آگئے ہیں۔ اور چاچڑاں شریف والے سجادہ نشین بھی آئے ہیں۔ آج مولانا ضیاء الدین سے رخصت ہونے گیا۔ صدقہ روپیہ انہیں دئے وہاں بنگلور کے دو سوداگر ملے جو لاہور آتے رہتے ہیں ان کا پتہ یہ ہے۔ عبدالکریم اینڈ سنز بنگلور۔ نور محمد محمد موسےٰ ابناء حاجی داؤد۔ ان کا نام ہے۔ خیمہ وغیرہ کا کام کرتے ہیں۔

سفر واپسی از مدینہ منورہ بمکہ معظمہ

۱۲ ذیقعد ۱۳۶۴ھ۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء شنبہ

خراب حال کیا دل کو پر ملال کیا
تمہارے کوچہ سے رخصت نے کیا نہال کیا
نہ روئے گل ابھی دیکھا نہ بوئے گل سونگھی
قضا نے لا کے قفس میں شکستہ بال کیا
یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
ستمگر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا
چمن سے پھینک دیا آشیانۂ بلبل
اجاڑ خانۂ بلبس بڑا کمال کیا

ترا ستم زدہ آنکھوں نے کیا بگاڑا تھا

یہ کیا سمائی کہ دوران سے وہ جمال کیا

نہ گھر کا رکھا نہ اس در کا ہائے ناکامی

ہماری بے بسی پر بھی نہ کچھ خیال کیا

حضور ان کے خیال وطن مٹانا تھا

ہم آپ مٹ گئے اچھا فراغ بال کیا

مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا

یہ کیسا ہائے حواسوں نے اختلال کیا

الٰہی سن لے رضاؔ جیتے جی کہ مولا نے

سگان کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

احرام تمام رفقاء سفر کے ساتھ میں نے بھی باندھا۔ یوں دو روز سے طبیعت دگرگوں تھی اور جوں جوں جدائی کی گھڑی قریب آتی جاتی تھی دل مضطرب ہوتا جاتا تھا۔ احرام سے پہلے ہی طبیعت بھری ہوئی تھی کہ میاں نور دین صاحب آئے اور انہوں نے احرام باندھ رکھا تھا۔ مجھ سے کہنے لگے کہ حضرت جی آج تک جو گستاخی ہوئی وہ معاف کر دیں میں بہت گنہگار ہوں ان کے یہ الفاظ میرے لئے اس نشتر کا کام کر گئے جو پکے پھوڑے پر لگ کر فوراً تمام مواد نکال دیتا ہے۔ بس ان کا چھیڑنا تھا کہ پھر مجھ سے ضبط

نہ ہو سکا اور ان سے گلے مل کر خوب ہی رویا اس وقت مجھے اپنی سیہ کاریاں
یاد آگئیں اور دل میں انفعالی کیفیت پیدا ہو گئی۔ کہ یہ اپنے کو سیہ کار سمجھ کر
مجھ سے معافی طلب کر رہے ہیں۔ اور یہ خبر ہی نہیں کہ جس سے معافی طلب
کر رہے ہیں۔ وہ اس قدر ناہنجار ہے کہ اس کے مقابلہ کا شاید ہی کوئی
اور ہو غرض کہ تھوڑی دیر عجیب سماں رہا وہ بھی روتے رہے اور میرا تو حال
ہی کچھ اور تھا مختصر یہ کہ اپنے کو سنبھالا۔ رحمۃ للعالمین کی شفاعت منصبی
نے ڈھارس باندھی یہ شعر یاد آیا۔

واں نہ رحمت میں کمی یاں نہ گناہوں میں قصور
جتنی رحمت ہے یہاں اتنا ہی گنہ گار ہوں میں

دل کی گہرائیوں میں ہنگامۂ حشر کا نقشہ آیا اور غیبی صدا کانوں میں گونجنے
لگی۔ کہ

باقی رہے ہیں حشر میں کتنے گنہ گار
آؤ پکارتی ہے شفاعت رسول کی

بالآخر نیچے اترا لاری میں سامان صحیح کرایا اس کے بعد مزور مسمی حسین کو
ساتھ لیا اور بارگاہ رحمت پناہ میں آخری سلام کو آیا۔ رفقاء سفر بھی
میرے ساتھ ہی تھے۔ رخصت ہوتے ہوئے وداعی سلام عرض ہو رہا تھا
تمام سلامیوں کی جو کیفیت تھی اس کا نقشہ زبان قلم سے کھینچا جانا اگر

جھالے برسنا۔ دل کا اضطراب میں منہ کو آنا۔ فرطِ غم میں تمام جسم کا پسینہ پسینہ ہونا۔ غرضکہ روتے دھوتے اپنی خوش قسمتی کے بعد بدقسمتی کا تصادم وصل کے بعد مہاجرت کا رنگ۔ جنت میں آکر جہنم کی طرف واپسی حسرت بھری نگاہیں گنبد خضرا پر تھیں اور آنکھیں پرنم دل میں اضطرار و اضطراب کی کشاکش تمناؤں کی دنیا میں پامالی کا حشر۔ کہ لاری اڑاتی ہوئی سیدھی باب العنبری پر لے آئی۔ باب عنبریہ تک صالح۔ عبدالجلیل۔ حمزہ حسن وغیرہ رخصت کرنے کو آئے۔ حمزہ ابوالجود تو لاری چلتے وقت ہی رخصت ہو گئے تھے انہیں معہ ان کی بیوی کے مکہ معظمہ آنا ہے۔ اس لئے کہ یہ احمد بخش صاحب کے والد کی طرف سے حج بدل کریں گے اور ان کی بیوی ان کی خوشدامن مرحومہ کی طرف سے۔ چار سو روپیہ حمزہ کو اور دو سو روپیہ ان کی بیوی کو دے گئے ہیں۔ میاں محمد خلیل اور نوردین نے بھی حج بدل صالح اور بخاری قہوہ والے سے کرائے ہیں۔ جو دو دو سو روپے میں کریں گے۔ عبدالجلیل رئیس المؤذنین بھی نوردین صاحب کے والد کی طرف سے حج بدل کریں گے۔ انہیں بھی دو سو دئے گئے اور حمزہ کی ہمشیرہ کو میں نے اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ کے حج بدل کے لئے مقرر کیا ہے جو حمزہ کے ہمراہ ہی مکہ معظمہ جائیں گی۔ نوٹ: بخاری قہوہ والے کی دکان باب مجیدی سے نکلتے ہی بائیں سمت ہے۔

غرضکہ واپسی پر لاری خوب تیز آئی اور اب ہم بیر شیخ پر ہیں یہاں شب باش رہ کر صبح انشا اللہ روانہ ہونگے۔ امید ہے کہ کل شام تک مکہ معظمہ پہنچ جائیں گے۔

۲۲ ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء یکشنبہ

بیر شیخ سے آج صبح نماز فجر اول وقت پڑھ کر اندھیرے سے روانہ ہوئے لاری نہایت اچھی رفتار میں چلی۔ رابغ آگئے۔ یہاں چاول روغنی نان خمیری ہمراہ تھے۔ اور رابغ کی مچھلی کھائی اور آگے چلدئے راستہ میں القضیمہ آیا اس سے عبور کرتے ہوئے منزل طول پر پہنچے۔ اور ظہر کی نماز پڑھ کر آگے چلے محطۃ الرھبان پر آئے یہاں عصر بجماعت ادا کی۔ رابغ میں اجمیر شریف والے حاجی صاحب جن کا ذکر ہم اول کر آئے ہیں وہ مل گئے یہ محطۃ الرھبان میں اپنا رومال بھول آئے تھے وہ انہیں دیا پھر مراد آباد کے حاجی لوگوں میں ظفر اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ان کے چمچہ برتن کی فرم ہے فرم کا نام حاجی مظہر اللہ ظفر اللہ ہے۔ یہ مراد آباد سیٹھی محلہ کے رہنے والے ہیں۔ اکثر لاہور آتے رہتے ہیں۔ بالآخر یہاں سے چلے اور چلتے چلتے جدہ سے اتنے قریب ہوئے کہ جدہ کے مکانات نظر آنے لگے۔ اور پورا یقین ہو گیا تھا۔ کہ انشا اللہ مغرب جدہ میں ہی ہو گی۔ اور عشا تک مکہ معظمہ پہنچ جائیں گے کہ یک لخت لاری فیل ہو گئی۔ اس کی وجہ کلینر کی غلطی تھی۔ اس نے پانی ساتھ نہیں رکھا تھا۔ اور ہمارے پاس بھی پانی ختم ہو چکا تھا۔ صرف ایک لوٹا پانی نکلا اس سے

ایک میل کے اندازہ لاری چل کر پھر رہ گئی آخر مغرب جنگل میں ہی پڑھی اور کلینر دوسری جانے والی لاریوں میں جدہ گیا۔ وہاں سے تقریباً دو گھنٹہ کے بعد ورکشاپ کی کار آئی اور پانی ساتھ لائی مختصر یہ کہ خدا خدا کر کے جدہ پہنچے اور کوشان کے پرچہ یعنی راہ داری کے پروانہ دروازہ پر پولیس کو دے کر لاری ورکشاپ آگئی۔ یہاں آکر کچھ کھایا پیا۔ روغنی نان جو مدینہ پاک سے ہمراہ لئے تھے۔ ان سے بہت مدد ملی ورنہ جدہ میں کھانے کو ہندوستانیوں کے لئے باوجود ہوٹل اور کافی قہوہ خانوں کے کچھ نہیں ملتا۔ غرضکہ جدہ ٹائم کے تین بجے جو کراچی ٹائم کے حساب سے شب کے بارہ ہوتے تھے روانہ ہوئے جدہ کے دروازے سے کوشان یعنی پروانہ راہداری لیا۔ حضرت حوا علیہ السلام کے مزار کے پاس سے لاری گذری فاتحہ پڑھی آگے چلے۔ سڑک نہایت ستھری تارکول کی مسلسل مکہ معظمہ تک ہے۔ عید گاہ جدہ سے جو گذرے تو ایک بہت بڑی عمارت برقی قمقموں سے جگمگ کر رہی تھی میں نے اس کی روشنی سے خیال کیا کہ سینما یہاں بنانے کی کیسے اجازت ہو گئی۔ یہاں تو جائز اور مستحسن امور بھی اپنے مذہبی خیال سے ممنوع کر رہے ہیں۔ محمود غزنوی بت شکن تھے اور یہ حکومت آثار شکن ہے۔ آخر ڈرائیور سے دریافت کیا تو اس کے بتانے سے معلوم ہوا کہ یہ حکومت نجدیہ کا محل ہے۔ اس سے آگے چلے تو تقریباً ۵ بجے پہلی منزل ام سلیم پر جاکر ٹھہرے۔ یہاں

پروانہ راہداری جسے کوشاں کہتے ہیں دیکھا گیا پھر دوسری منزل نخرہ پر پہنچے
یہاں سنگ منزل لگا ہوا ملا اس پر لکھا ہوا تھا۔ من الجدہ ۳۵ کیلو میٹر
گویا یہاں تک ہم صحیح میلوں کے حساب سے تقریباً ۲۵ میل آئے اور
کیلو میٹر کے حساب سے ۳۵۔ دوسری طرف لکھا تھا مکہ ۳۸ کیلو میٹر
اس حساب سے گویا مکہ ۵۰ میل جدہ سے تقریباً ہے۔ اور مدینہ منورہ سے
جب چلے تھے تو بیر عروہ سے سنگ منزل پر لکھا تھا۔ جدہ ۳۸ کیلو میٹر
تو اس حساب سے ثابت ہوا کہ ہم نے جو ادل کسی جگہ مدینہ پاک ۲۹ میل بتایا
ہے وہ صحیح ہے۔ تیسری منزل آئی جس کا نام یاد نہیں۔ اس کے
بعد باب مکہ آیا جو مکہ معظمہ سے تقریباً ۲ میل رہے جدید تعمیر کیا گیا ہے۔
یہاں کوشاں یعنی پروانہ راہداری دیکھ کر سواریاں گن کر لکھی جاتی ہیں مختصر
کہ ہم پچھلی رات جدہ ۲ بجے کے پونے آٹھ بجے مکہ میں داخل ہو گئے۔ سید احمد جعفری
ہمارے معلم تھے۔ ان کے بڑے لڑکے ہمیں باب مکہ پر ہی مل گئے تھے۔ ان
کے ہمراہی میں تمام سامان لاری سے اتار کر مکینۃ الکبر یا یعنی حرم کے بجلی گھر
میں رکھا کہ یہاں مسٹر رفیق انجینیر ہیں۔ اور اسی وقت صفا و مروہ کی سعی اور
طواف قدوم بیت عتیق اور استلام حجر کرتے ہوئے غلاف کعبہ کے نیچے ہو کر
دعا کر اپنے اور احباب کے لئے دعا جو کچھ بن پڑی اس از خود رفتگی میں کیں
اب وہاں سے مصلائے ابراہیم پر آکر دو رکعت نفل واجب الطواف ادا کیں

[illegible] ہو کر قصر کرایا۔ اس وقت دلوں کی صفائی کی یہ شان تھی کہ ہمارے رفقاء سفر میں جو جو انگلش بال سر پر رکھے ہوئے تھے سب نے یک قلم منڈا ڈالے۔ اور ڈاڑھیاں رکھنے کے لئے خط بنوا لئے۔ لیکن واپسی پر جدہ آنے تک تمام کے تمام پھر اسی اپٹوڈیٹ فیشن پر آ گئے۔

تفصیل مقام صفا و مروہ و حجر اسود رکن یمانی و حطیم و میزاب و مصلے ابراہیم علیہ السلام و بیت العتیق و غلاف کعبہ الحرام ؎

مسجد حرام ایک طرف سے ۲۰۰ قدم اور ایک طرف سے ۳۰۰ قدم عریض طویل ہے۔ اس میں چھ سو چوبیس سے کچھ زاید ستون ہیں۔ بیت اللہ شریف وسط صحن میں ہے۔ اول روز طواف قدوم کے لئے باب بنی شیبہ یا مصلے ابراہیم سے چل کر داخل ہوتے ہیں۔ یہاں سے آگے چل کر پھر طواف کرتے ہیں۔ حجر اسود باب البیت جو چاندی کی چوکھٹ اور چاندی کے کواڑوں سے بند ہے۔ اس کے بائیں کہنے میں ہے چاندی کا نہایت وزنی حلقہ بنا کر سر سما جانے کی مقدار طاق کھلا ہوا ہے۔ اس میں منہ ڈال کر استلام حجر کرتے ہیں۔ بحمدہ تعالےٰ اب تک ہمیں سب کو طواف میں دو تین بار استلام حجر شریف کا شرف حاصل ہو رہا ہے رکن یمانی بھی اسی سمت دوسرے کہنہ پر ہے۔ باب السلام اور مصلے ابراہیم کے بائیں رخ پر بیر زمزم شریف ہے۔ ہمارا زمزمی عبد الغنی ہے۔ جس وقت

طواف کر کے مصلے ابراہیم پر دو نفل واجب الطواف پڑھ کر سعی کو جاتے ہیں تو کعبۃ اللہ سے واپسی بیر زمزم کے سامنے سے ہوتی ہے۔ وہاں زمزم پلانے والے موجود ہوتے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں تمہارا زمزمی کون تو چونکہ زمزمی کا نام معلم اول بتا دیتا ہے وہی وہاں بتا دینا چاہیئے۔ چنانچہ ہم سے پوچھا گیا۔ ہم نے عبدالغنی بتا دیا انہوں نے بالٹی بھری اور ہمارے منہ سے لگا دی۔ ہم نے خوب ہی پیا پھر مسعیٰ پہنچے۔ غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ درحقیقت وہ پہاڑ حرم شریف سے ہی جا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ مسجد حرام کا صحن مسطح نہیں ہے کہیں سے اونچا کہیں سے نیچا ہو گیا ہے۔ اور یہ جبل صفا کا وہ حصہ ہے جو مسجد حرام میں صحن کی بھرتی کے وقت دبا دیا ہے۔ بلکہ صحن میں کہیں کہیں کچھ پہاڑ کی علامت پتھروں سے ظاہر بھی ہو جاتی ہے۔ اور اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ حصہ وہ ہے جو پہاڑ کے برابر بنایا گیا ہے۔ پھر صفا کی چوٹی پر ترکوں نے ایک بارہ دری بنا کر مروہ تک سنگین سڑک بنائی ہے۔ اس کے دورویہ دکانیں اس پر نہایت بلند مکانات ہیں۔ دکانوں میں تاجر بیٹھتے ہیں۔ یہ سڑک بھی صفا کے پاس فراز میں ہے۔ اور میلین اخضرین کے پاس نشیب میں آجاتی ہے۔ چنانچہ سعی کے وقت جب چلتے ہیں تو نشیب کے حصہ پر ہی معلم سعی کراتا ہے۔ پھر مروہ کے قرب پر پھر فراز آتا ہے۔ وہاں معلم پھر قدم قدم چلاتا ہے۔ گویا صفا ایک پہاڑ اور مروہ ایک پہاڑ ہے۔ ان دونوں کے مابین سطح زمین تھی جو سڑک اور صحن حرم کے

لیے بھرتی سے پر کی گئی۔ ان دونوں کے مابین ۵۱ قدم کا فاصلہ ہے۔ اور اس تمام حصہ میں مسلسل بازار ہے۔ دکانیں عطر تیل اسٹیشنری گھڑی بساطی پھل پھول شربت برف کلفہ وغیرہ حجام تمام ضروریات کی ملتی ہیں۔ گویا مکہ معظمہ کے بازاروں میں مسعیٰ بھی ایک بڑا بازار ہے۔ اس پر بہت بلند لکڑی کا سائبان ہے جو ہوا کے علاوہ صورج کو روکتا ہے۔ زمزم کے بائیں طرف زمزم شریف کے پاس ہی مصلے حنبلی ہے۔ مقام ابراہیم کے پاس ہی ممبر ہے۔ حجر اسود کی طرف مصلے مالکی ہے۔ اور بیت اللہ کے دروازے کے سامنے ہی مصلے شافعی ہے۔ سب سے زیادہ شاندار مصلے حنفی ہے جو شیشوں سے آراستہ دو منزلہ ہے۔ اور حطیم کے محاذ میں ہے۔ شافعی مالکی حنبلی مصلے اتنے چھوٹے چھوٹے ہیں کہ صرف سائبان ہشت پہلو ہیں۔ البتہ مصلے شافعی زمزم کی چھت پر قائم ہے۔ مگر حنفی مصلے کی منزل علیحدہ ہے۔ اس پر زینہ نہایت شاندار ہے۔ اور قرآن کریم کی تلاوت کا نظام بھی بہت کافی ہے۔ اس کے پیچھے حرم میں کافی میدان ہے۔ جس میں حوض خالی پانی کا ہے۔ کبھی اس میں پانی ہوتا تھا۔ فوارہ وغیرہ اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ یہاں فوارہ بھی چلتے تھے لائبریری ابن قیم کی تالیفات سے بھری ہوئی ہے۔ اور دوسری لائبریری علیحدہ ہے۔ جو باب الحکومت کے اوپر دار الحکومۃ میں ہے۔ اس کے اندر ایک ستون ہے۔ جسے موقف البراق کہتے ہیں۔ یہاں شب معراج حضور کا براق اترا تھا اور ترکی زمانہ میں یہ مقام معطر رکھا جاتا تھا اور اس جگہ کا خاص احترام تھا۔ اور باب الحکومۃ

الجدیدہ کے پاس حضرت ام ہانی کا مکان ہے۔ اس میں وہ مقام ہے جہاں حضور معراج کو تشریف لے گئے۔ حرم شریف کے تقریباً پینتالیس دروازہ ہیں۔ ہر ایک کا نام علیحدہ علیحدہ ہے۔ ایک باب الصفا ایک باب السلام باب الحیا باب النبی باب علی باب عباس باب مدرسہ باب اہانی باب الوداع باب الداؤدیہ باب العمرہ باب القطبی باب الواسطیہ باب الدریبہ باب الزیامیہ باب الزیادہ باب القاعدیہ باب ابراہیم باب التکیہ باب المحکمہ۔ وغیرہ وغیرہ

بازار دیکھے تو حقیقت یہ ہے کہ مکہ کے بازاروں کے مقابلہ میں بمبئی کا کٹلیری بازار یا دوسرا بھنڈی بازار نظروں سے گر گیا۔ سامان اس قدر فراوانی سے دکانوں میں بھرا ہوا ہے۔ کہ شاید بمبئی کی مارکیٹ میں آج کل اتنا سامان نہ ملے گا اس کی وجہ ممکن ہے یہ ہو کہ یہاں کنٹرول نہیں ہے۔ اور وہاں بمبئی وغیرہ میں کنٹرول ہے۔ سامان نہایت گران ہے۔ گھڑیاں جتنی اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کی یہاں دیکھیں شاید لاہور میں کسی بڑی سے بڑی دکان میں نہ ملیں۔ کتب فروشوں کی دکانیں کتابوں سے اٹی پڑی ہیں۔ آج ایک عبا دبرالجمل کی درمیانی ۷۵ ریال میں خریدی ہے۔ اور نقلی کہربا کے دو کنٹھے ۸ ریال میں لئے ہیں۔ پیٹرول تیل مدینہ پاک اور یہاں پانی کی طرح بہتا ہے۔ ہاں پانی مدینہ پاک میں زرقا کا جیسا پیا اب بقیہ عمر میں شاید بعد موت جنت میں بھی نہ ملے یا اگر حضور نے دوبارہ بلا لیا تو انشاء اللہ حیات دنیا میں دوبارہ پی سکوں۔ اگرچہ زمزم شریف پیا۔ نہر زبیدہ کا پانی بھی پیا

مگر زرقا ہائے زرقا زرقا ہی ہے۔ حضور نے عین الجنتہ زرقا فرمایا یعنی جنت کا چشمہ زرقا ہے۔ اعلیحضرت قدس سرہٗ نے سچ فرمایا۔ ؎

آب حیات روح ہے زرقا کی بوند بوند
اکسیر اعظم میں دل خاک در کی ہے

زمزم شریف کا صحیح لذیذ ذائقہ ہوتا ہے۔ دوپہر کو کچھ نمکینیت میں۔ شام کو اچھے خاصے بے شکر دودھ کا سا۔ غلاف کعبہ حجر اسود اور رکن یمانی کے پاس سے کچھ پھٹا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ غالباً حاجی لوگ تبرکاً پھاڑ لیتے ہیں۔ اور اس حسن عقیدہ میں بے ادبی کا خیال نہیں کرتے یہ فعل ان کے لئے نازیبا ہے۔ ۸ ذوالحجہ الحرام کو محمل شریف آئے گی۔ مگر افسوس کہ اس دن ہم لوگ حج کے اجتماع میں ہونگے۔ غلاف شریف کے بدلنے کی بہار کعبہ شریف کو جو احرام باندھا جاتا ہے اس کا لطف دیکھنے سے محروم رہیں گے۔ کہ اول سفید ٹھے کا احرام کعبہ شریف کو کیا جاتا ہے۔ پھر اٹھان سیاہ ریشمی بنے ہوئے کعبہ شریف کے ایک طرف لگے ہوئے ہیں۔ اس حساب سے ۴ ۴ تھان کا غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ اس ریشمی کپڑے میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللہ جل جلالہ گول طغروں میں بسم اللہ معہ اخلاص بنائی کے اندر لکھا ہوا ہے۔ اور دو حصہ نیچے کی طرف چھوڑ کر اوپر کے حصہ پر تقریباً ۱۲ اگرہ عریض ایک پٹی سنہری عربی خط کی لکھی ہوئی اس پر لگی ہوتی ہے جس میں خط طرطوسی کے اندر ایک طرف بسم اللہ شریف و اذ جعلنا البیت مثابۃ

للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراہیم مصلےٰ وعہدنا الیٰ ابراہیم واسمٰعیل ان طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود لکھا ہے۔ دوسری طرف واذیرفع ابراہیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم تیسری طرف واذابتلےٰ ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عہدی الظالمین سنہری خط میں ہے۔ دروازہ کعبہ پر انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط ایک انچ موٹا ہے۔ جو سنہری ذری سے کڑھا ہوا ہے۔ عبدالغنی زمزمی روزانہ صبح چھ سات زمزم شریف کی صراحیاں بھیج دیتے ہیں۔ یہ ان کے ذمہ ہوتا ہے۔ حرم میں جو زمزم پلانے آئے اس سے دریافت کرلینا چاہیئے کہ ہذا من عبدالغنی یعنی یہ عبدالغنی کی طرف سے ہے یا یہ پوچھ لیا جائے ہذا من جعفری یعنی یہ سید احمد جعفری کے ماتحت ہے۔ اگر وہ کہے اے واہ یا اے لعم تو پی لیں ورنہ وہ خود ہی نام سن کر چلا جائے گا۔ اور اگر بغیر دریافت کیئے پی لیں تو حرج نہیں اسے دو چار پیسہ دے دیں۔ جعفری چونکہ ہمارے معلم تھے اس بنا پر میں نے مثال میں یہ نام لکھا اگر عمر اکبر یا عبدالرزاق فارسی ہو تو اس کا نام لے کر پوچھا جائے حرم مکی میں سات مینارہ ہیں اور چار مصلیٰ حنفی شافعی مالکی حنبلی چار مقام ہیں اور مقام ابراہیم اور حجر اسمٰعیل اس پر میزاب الرحمت اور بیر زمزم پھر ممبر خطیب اور مکہ میں تین پہاڑ خاص ہیں۔ جبل ابی قبیس جو کوہ صفا کے اوپر ہے اور اس میں مسجد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہے۔ اور دار خیزران ہے۔ اور مسجد معجزہ شق القمر اور جبل نور ہے

وہ حوالی مکہ میں بائیں طرف منیٰ کو جاتے وقت آتا ہے۔ اور اس پہاڑ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبادت فرمایا کرتے تھے اور اس پہاڑ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی ہوئی تیسرا جبل ثور ہے وہ محلہ مسفلہ میں ہے۔ اس میں ایک غار ہے اور یہ وہ غار ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے ساتھ بوقت ہجرت تین دن رونق افروز رہے۔ اور بعد ازاں مدینہ منورہ کو روانگی فرمائی۔ یہ ہجرت ثانیہ کا واقعہ ہے۔ اور حضرت صدیق کی ولادت والا مکان بھی محلہ مسفلہ میں ہے۔ اور اسی محلہ میں حضرت حمزہ سید الشہدا رضی اللہ عنہ کی مسجد ہے اور حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا کنواں بھی ہے۔ اور اسی محلہ میں ہمارے معلم سید حبفری کا مکان ہے۔ یہ اہل مکہ میں سادات کا گھرانہ ہے اور قریشی النسل ہیں۔ مصلے احنفی جو حرم میں ہے اس کے پیچھے دار الندوہ ہے اور حرم کے قریب ہی جو ٹٹی خانہ ہے یہ وہ مقام ہے جہاں سے ابوجہل کے گھر کا راستہ ہے۔ آج تک وہ بالکل ویران پڑا ہوا ہے اس گلی کا ایک عجیب و غریب واقعہ بادشاہ میاں نے کتاب آئینہ حرم سے نقل کیا جو بعینہ منقول ہے۔

اس گلی میں ابوجہل لعین نے ایک کنواں خفیہ کھدوایا۔ اور خود بیمار بن کر اس خیال سے پڑ گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بمقتضاء خلق عظیم جب میری بیماری کا حال سنیں گے تشریف لائیں گے اور بے خبری میں اس کنوئیں کے اندر گر جائیں گے۔ ہمارا منشا پورا ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضور نے اس خبیث

کی علالت سنی تشریف لے گئے ابھی اس کنوئیں کے پاس قدم مبارک تھا۔ کہ روح الامیں حاضر دربار ہو گئے اور حضور کو روک دیا اور عرض کیا کہ حکم الٰہی ہے کہ حضور واپس تشریف لے جائیں۔ حضور واپس ہونے لگے تو ابوجہل نے حضور کو تشریف لاتے دیکھ کر از خود رفتگی میں استقبال کرنا چاہا اور ایسا از خود فراموش ہوا کہ کنواں یاد نہ رہا اور خود کنوئیں میں گر گیا اور مشہور مثل صحیح ہو گئی۔ چاہ کن را چاہ در پیش حضور تو واپس بحکم الٰہی تشریف لے آئے اور تمام کفار مکہ نے رسیاں ڈال کر اسے نکالنا چاہا مگر وہ کنواں اتنا گہرا ہو گیا کہ رسی اس کے ہاتھ نہ آئی۔ آخر مایوس ہو کر اس نے کہا کہ میں اس کنوئیں سے نکل نہیں سکتا مگر ہاں وہ صاحب خلق عظیم رؤف و رحیم حبیب کریم تشریف لے آئیں اور مجھے نکالیں تو شاید جانبر ہو جاؤں۔ مشرکین کے ضاویدہ حضور کی خدمت میں حاضر آئے۔ معذرت کی۔ حضور نے اپنی وجہ کریم اور خلق عظیم کے ماتحت انکار تو فرمانا ہی نہ تھا۔ بقول شاعر ؎

نہ رفت لا بہ زبان مبارکش ہرگز
مگر بہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے فرمایا ابوجہل ہم تجھے نکال دیں گے بشرطیکہ ایمان لانے کا اقرار کرے۔ مرتا کیا نہ کرتا اقرار کر لیا۔ حضور نے بقوۃ معجزہ بلا رسی کے دست اقدس ڈالا کہ بحکم الٰہی وہ کنواں جیسے نیچا ہوا تھا اونچا ہوا اسے نکال کر باہر کر دیا۔ جن کی قسمت میں اس معجزہ سے ایمان تھا وہ ایمان لائے

مگر یہ خبیث یہ کہتا چل دیا کہ تم سے بڑا جادوگر میں نے نہیں دیکھا۔ وہ کنوئیں کا مقام اور اس کا گھر آج تک موجود ہے اور وہاں ترکوں نے ٹٹیاں بنا دی ہیں۔ کہ بول و براز ہی اس گندہ کے گھر پر رہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ۔

جبل صفا و مروہ

یہ وہ دو پہاڑ ہیں جہاں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو لے کر تشریف لائے اور یہ پہاڑیاں دونوں طرف سے ڈھلتی ہوئی حرم میں آکر بیرونِ زمزم تک ختم ہوتی ہیں۔ حضرت خلیل بحکم رب جلیل حضرت ہاجرہ کو اسی وادی میں چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ حضرت ہاجرہ نے جب یہ معلوم کر لیا کہ خلیل کا مجھے چھوڑ کر جانا بحکم رب جلیل ہے تو آپ تنہا بلا فکر آب و دانہ یہاں ٹھہر گئیں یہ قصہ کتب سیر میں مفصل موجود ہے۔ سعی صفا و مروہ کی سند حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے شروع ہوتی ہے۔ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جب ولادت ہوئی تو حضرت ہاجرہ پانی کے لئے سات بار صفا سے مروہ تک تشریف لائیں اسی میں مسعیٰ کے درمیان دو ستون لگے ہوئے ہیں جنہیں میلین اخضرین کہتے ہیں۔ یہاں سعی کرنے والے ذرا دوڑ کر چلتے ہیں۔ یہ بھی سنت ہاجرہ ہے کہ آپ یہاں کچھ دوڑ کر پہاڑ پر چڑھتی اترتی تھیں۔ ساتویں بار جب آپ تشریف لائیں تو دیکھا کہ حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کے پاس سے پانی ابل رہا ہے آپ نے اس کے

چاروں طرف جنگل کا ریت جمع فرمانا شروع کیا اور فرماتی گئیں زمزم یعنی تھم تھم اعلیحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

اس میں زمزم ہے کہ تھم تھم اس میں جم جم ہے کہ بیش
کثرت کوثر میں زمزم کی طرح کم کم نہیں
غنچہ ماوے کے جو چٹکے دنے کے باغ میں
بلبل سدرہ تک ان کی بو سے بھی محرم نہیں
پنجۂ مہر عرب ہے جس سے دریا بہ گئے
چشمۂ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں

مختصر حال بناء کعبہ شریف

بناء اول کعبۃ اللہ شریف کی پہلی بنا بحکم الٰہی بیت المعمور کے محاذ میں ہوئی بیت المعمور آسمان پر عبادت گاہ ملائکہ ہے۔ جس کا تذکرہ حدیث معراج میں مفصل موجود ہے۔ یہ عمارت عہد نوح علیہ السلام تک قائم رہی پھر جب طوفان نوحی آیا تو یہ عمارت قائم نہ رہی لیکن حجر اسود جو اس بناء میں تھا وہ بحکم الٰہی جبل ابو قبیس پر امانتہً محفوظ کر دیا گیا اور مقام کعبہ کی جگہ سرخ رنگ کا ایک ٹیلا رہ گیا۔

بناء ثانی :۔ دوبارہ حضرت خلیل اللہ علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو

انہیں دیواروں پہ تعمیر کعبہ کا حکم ہوا آپ نے اپنے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مدد سے بنانا شروع کیا مگر آپ کو صحیح بنیادوں کا اندازہ فرمانے میں شبہ ہوا۔ تو حضرت روح الامین بحکم رب العالمین ایک ابر لائے اور عرض کیا کہ اس ابر کے سایہ کی حد میں تعمیر فرمائیں مختصر یہ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر لاتے گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر فرماتے رہے۔ اور وہ پتھر جس پر آپ کھڑے ہو کر تعمیر فرماتے تھے وہ بھی بہشتی پتھر تھا اس میں یہ معجزانہ شان تھی کہ نیچے ہونے کی ضرورت کے وقت نیچا ہو جاتا اور اونچے ہونے کی ضرورت پر وہ اونچا ہو جاتا اسی پتھر کو مقام ابراہیم کہا جاتا ہے۔ حدیث میں مذکور ہے۔ کہ بعد تعمیر کعبہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا واذن فی الناس بالحج تو آپ نے اس پتھر پر کھڑے ہو کر ندا فرمائی تھی اور یہ پتھر اتنا بلند ہو گیا کہ مکہ معظمہ کے تمام پہاڑوں سے اونچا ہو گیا اور آپ کی ندا برق قدرت کے ذریعہ تمام عالم ارواح میں پہنچ گئی۔ جس کی نقل آج ریڈیو کے ذریعہ برق کی مدد سے ظاہر ہے یہ چونکہ مادی برق ہے اس وجہ سے اس کا نشر بھی محدود ہے وہ چونکہ برق نبوت تھی اس کا نشر بھی غیر محدود اور غیر منتہی ہوا۔ اس صدا پر تمام ارواح مؤمنین کی طرف سے لبیک کی صدا بلند ہوئی چنانچہ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صدائے ابراہیمی پر جن روحوں نے لبیک کہا وہ ضرور مشرف بہ زیارت حرم و حج ہونگی سنن بیہقی میں ہے کہ مقام ابراہیم عہد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و عہد صدیقی تک خانۂ کعبہ

کے متصل تھا پھر عہد فاروقی میں مطاف کی تنگی کی وجہ میں اٹھا کر حد مطاف پر رکھ دیا اور اب تک وہیں موجود ہے۔ زمانہ ترکی میں اس پر شاندار قبہ مرمریں تعمیر کر کے اسے ایک صندوق میں رکھ کر محفوظ کر دیا گیا۔ اور حجر اسود کو جبل ابو قبیس سے اتار کر بموجب نشان دہی حضرت روح الامین رکن شرقی[1] میں کعبۃ اللہ شریف کے لگا دیا۔ ابراہیم خلیل علیہ السلام نے یہ تعمیر غرۂ ذیقعد میں شروع فرما کر پچیس ذیقعد کو مکمل فرما دی جس کا نقشہ یہ تھا۔

بناء ثالث



یہ بناء عہد ابراہیم علیہ السلام تک رہی پھر ایک پہاڑی نالہ کے بہاؤ میں یہ بہ گیا تو قبیلہ بنی جرہم نے اسے اسی طور پر تعمیر کیا۔

بناء رابع :- پھر یہ حوادثات میں آ کر شہید ہو گیا تو قبیلہ بنی حمیر نے جو قوم عمالقہ سے تھا اسے اسی طرح تعمیر کیا۔

بناء خامس :- پھر یہ جب بارشوں سے شہید ہو گیا تو قصی ابن کلاب نے

---

[1] رکن گوشہ مکان کو کہتے ہیں۔ حجر اسود گوشۂ بیت اللہ میں جانب مشرق نصب ہے۔

چوتھی پشت سے اوپر کے اجداد حضور کے ہیں اسے تعمیر کیا اور اس پر غلاف سیاہ ڈالا۔ یہ عمارت حضور کی دس گیارہ سال کی عمر تک رہی کہ ایک روز ایک عورت غلاف کعبہ کے پاس بخور روشن کر رہی تھی اس غلاف میں آگ لگ گئی اور تمام عمارت بگڑ گئی۔

بناء سادس: پھر قریش مکہ نے اس کی تعمیر کی مگر اس میں بہت سے تغیرات کر دئے اول یہ کہ چھ گز زمین اصل بنیاد سے چھوڑ کر تعمیر کی۔ حطیم وہی زمین ہے جو گول دائرہ کی شکل میں کعبہ شریف سے ملحق ہے۔ دوسرے چھ گز زمین بصورت نصف دائرہ مطاف میں سے لے کر حطیم میں بڑھا دی۔ تیسرے یہ کہ دروازہ کعبہ شریف زمین کے برابر تھا اس کی چوکھٹ دو گز اونچی کر دی۔ اور زمین میں بھرت کر دیا۔ چوتھے یہ کہ کعبہ شریف کے اندر لکڑی کے ستون قائم کر دئے۔ پانچویں یہ کہ بلندی دیواروں کی دو چند کر دی۔ چھٹے یہ کہ اندر سے کعبہ شریف کی چھت پر جانے کے لئے زینہ بنا دیا۔ اس کا نقشہ اس وقت جو تھا۔ وہ سامنے صفحہ پر ملاحظہ فرماویں۔

یہی صورت عہد صدیقی تک رہی اور باب بنی شیبہ کو ہی باب السلام کہتے ہیں۔ جب عہد فاروقی ہوا تو آپ نے ۱۷ھ میں مطاف کے گرد جتنے مکانات تھے وہ بقیمت خرید فرمائے اور وقف کر دئے پھر انہیں منہدم کرا کے صحن حرم وسیع کیا۔ اس کے گرد اگرد قد آدم احاطہ تعمیر کرا دیا یہ توسیع بقدر احاطہ مطاف

نقشہ خانہ کعبۃ اللہ شریف

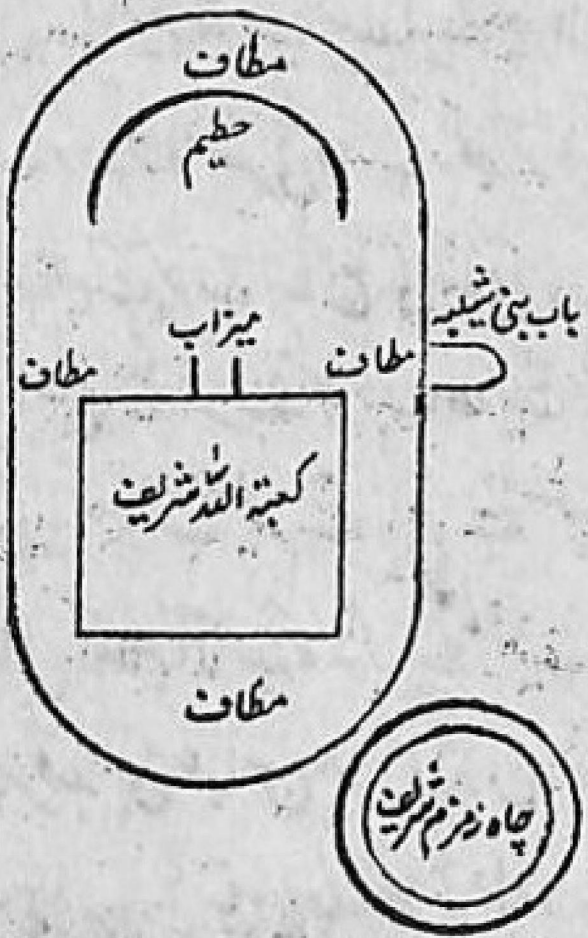

ہو گئی اور احاطہ کی دیوار پر چراغ روشن کرائے جاتے۔ پھر عہد عثمان آیا تو آپ نے ۲۶ھ میں اور بہت سے مکانات خرید کر وقف کر کے توسیع صحن حرم فرمائی اور پہلا احاطہ توڑ کر اب یہاں احاطہ بنوا دیا

بناء سابع

پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں اپنی خالہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ مبارک یہ تھا کہ کعبہ شریف بموجب بناء ابراہیم علیہ السلام بنائیں اور اس کی کرسی زمین کے برابر کریں مگر اتمام ارادہ سے قبل حضور کی وفات ہو گئی۔ تو آپ نے اس کے مطابق پھر بناء کعبہ اس شکل میں بدل دی اور حطیم کی حد کو کعبہ میں داخل فرما دیا اور ۲۷ رجب ۶۴ھ میں اس سے آپ فارغ ہوئے اور بہت سے مکان خرید فرما کر صحن حرم اور وسیع کیا حتیٰ کہ ازرق کا مکان دس ہزار دینار کو خرید فرما کر اس

میں داخل کیا۔

بناء ثامن:۔ پھر ادوار لیل و نہار سے بنی امیہ کا دور دورہ شروع ہو گیا اور حجاج ابن یوسف نے تعمیر ابن زبیر کو ناپسند کر دیا۔ یہ عبدالملک بن مروان کا نائب تھا۔ اس نے کعبہ شریف شہید کر کے پھر از سر نو بموجب نقشہ اہل قریش بنایا اور صرف ایک دروازہ مشرقی جانب رکھ کر اندر سے قد آدم بھرت کرایا اور چوکھٹ قائم کی اور چھت چوب ساج کی بنائی اور اسی کے کواڑ بنائے اور وہ حصہ جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بموجب حدیث شریف کعبہ میں ملا دیا تھا پھر بدستور علیحدہ کر دیا۔ جو اب حطیم کے نام سے مشہور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طواف کعبہ میں حطیم کو شامل رکھا جاتا ہے۔ کہ یہ درحقیقت کعبۃ اللہ شریف کی ہی حد کا ٹکڑا ہے۔

پھر عہد بنی عباس میں ہارون رشید نے ارادہ کیا کہ اسے بدستور نقشہ حضرت عبداللہ ابن زبیر پر بنا دیا جائے مگر علماء نے منع کر دیا کہ اگر ایسے ہی تعمیر و انہدام ہوتا رہا تو کعبۃ اللہ شریف ہر عہد حکومت میں متبدل ہوتا رہے گا۔ اور یہ ایک کھیل ہو جائے گا۔ بعد ازاں ولید بن عبدالملک نے صحن حرم بڑھایا۔ پھر ابو جعفر منصور نے دوبارہ صحن حرم کی توسیع کی۔ ایک بار سنہ ۱۴۰ ہجری میں دوبارہ سنہ ۱۶۷ ہجری میں اور اس کی تکمیل سنہ ۱۶۹ھ میں کرائی اور اسی سال انتقال کیا۔ بعد ازاں معتضد عباسی نے بھی اس کے صحن کو بڑھایا مگر بیت اللہ کو نہ چھیڑا حتیٰ کہ دار الندوہ بھی حدود حرم میں داخل کر کے ایک دروازہ بنایا جس کا نام ہی

باب الزیادہ رکھا۔ مختصر یہ کہ یہ بناء حجاج بن یوسف کے عہد سے لے کر سلطان
مراد خاں ابن احمد خاں سلطان روم تک قائم رہی اور شاہان اسلام اسی عمارت
کی مرمت کرتے رہے۔

بناء تاسع:۔ اس کے بعد عہد سلطان مراد خاں اول میں باب ابراہیم
کے قریب ایک مکان بطور رباط یعنی مسافر خانہ تھا۔ اس میں آگ لگ گئی۔
اور وہ آگ پھیلتے پھیلتے حرم شریف کی چھت تک پہنچ گئی اور گرد اگرد حرم کو جلا ڈالا
آخرش سلطان مراد خاں نے از سر نو تعمیر حرم شریف شروع کی۔ اور چونکہ عمارت
کعبہ شریف بھی کہنہ ہو چکی تھی اسے بھی اس طرح درست کرایا کہ اول سوائے اس
کہنہ کے جس میں حجر اسود تھا سب کو گرا کر پھر از سر نو موافق بنیاد حجاج بن یوسف
اس طرح تعمیر کرایا کہ اندر فرش مرمر کا بچھایا اور دیوار کے اندرونی حصہ میں بھی
مرمر چسپیدہ کیا۔ اب ان دیواروں پر ریشمی غلاف سرخ چھت گیری کے ساتھ
اتنا لٹکا ہوا ہے کہ ڈیڑھ ڈیڑھ گز دیواریں مرمریں نظر آتی ہیں۔ ان پر آیات
قرآنی بخط طرطوسی کندہ ہیں۔ دو ستون اندرون خانہ صندل کے فرش سے چھت
تک قائم ہیں۔ اور کواڑ چوب ساج کے لفرتی پترہ سے چاندی کی میخوں سے
قائم ہیں۔ ان پر سونے کا ورق چڑھا کر جھول دیا ہوا ہے۔ اور حطیم کی طرف
ایک پرنالہ طلائی وزنی تقریباً تین من سونے کا ہے جسے میزاب رحمت کہتے
ہیں۔ اس پر بھی آیات قرآنیہ نقش کی گئی ہیں۔ اور اس پرنالہ کا پانی بارش کے

موقعہ پر اس جگہ پڑتا ہے۔ جہاں سنگ موسیٰ سیاہ کا ایک مصلے حطیم میں بنا ہوا ہے۔ اس کے نیچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قبر مبارک ہے۔ اور باہر کے رخ کی دیواروں پر سنگ خارا گچ سے چسپاں کیا گیا ہے اور حطیم میں بھی فرش مرمریں ہے۔ اس کی دیواریں بھی مرمر کی ہیں۔ جو قد آدم میں سینہ تک بلند ہیں اور موٹی ایک ہاتھ سے زاید اور حرم کا سب سے پہلا دروازہ باب بنی شیبہ ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں باب السلام کے نام سے مشہور تھا یہ بھی مقام ابراہیم اور عمارت بیر زمزم کے پاس خالص مرمر کا بنا ہوا ہے۔

ممبر خطیب حرم باب السلام کے قریب اور مقام ابراہیم کے مرمریں قبہ کے داہنی طرف نہایت شاندار ممبر ہے۔ جو سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اس کی سیڑھیاں بیس ایک سائز کی اور اکیسویں سیڑھی مربع۔ یہ ممبر تقریباً ۴ فٹ چوڑا ہے۔ اور ہر سیڑھی ایک فٹ چوڑی ہے۔ اور نشیب و فراز سیڑھیوں کا تقریباً ایک ایک فٹ ہے۔ اس پر مرمریں قبہ نہایت ہی خوبصورت بنایا گیا ہے۔ تاریخ مکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ممبر اکتیس برس میں خاطر خواہ مکمل ہوا ہے۔ اس میں یہ صنعت رکھی گئی ہے کہ ساڑھے بارہ بجے بوقت خطبہ خوانی کسی موسم میں خطیب پر دھوپ نہ آئے اس وجہ میں یہ ممبر کئی بار توڑا گیا اور بنایا گیا۔ یہاں اذان جمعہ بارہ بج کر ۲۰ منٹ پر ختم ہو جاتی ہے۔ اور پانچ منٹ سنت ادا کرنے کے لئے وقفہ دے کر خطبہ شروع ہو جاتا ہے۔ جمعہ کے روز

اس ممبر کی سیڑھیوں تک پر رومی قالین بچھائے جاتے ہیں۔ اور دو اغوات یعنی خواجہ سرا چوب نقرئی لے کر ممبر کی اول سیڑھی اور چھٹی سیڑھی پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ممبر کی پہلی سیڑھی پر نقرئی کواڑ لگے ہوئے ہیں۔ خطیب جب خطبہ دینے آتا ہے دو چوبدار اس کے دائیں بائیں ہوتے ہیں۔ اور دو سپاہی مسلح محافظت کے لئے اس کے پیچھے۔ پھر خطبہ شروع ہوتا ہے۔ پھر اثنا خطبہ میں جب خطیب حضور کا نام لیتا ہے۔ تو وہ چوبدار صلی اللہ علیہ وسلم پکار کر کہتے ہیں۔ اور نام اصحابہ پر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کے نام پر کرم اللہ وجہہ اور یہ اس آواز سے کہتے ہیں کہ آواز قریب قریب حرم میں گونجتی ہے۔ حالانکہ اثنا خطبہ میں درود بھی پڑھنا عند الفقہا منع ہے۔ اور کسی قسم کی کلام کی اجازت نہیں نہ معلوم یہ طریقہ کب سے مروج ہے۔ اور یہاں کے ہی تتبع میں بمبئی کلکتہ بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ اس وقت جو خطیب حرم ہے وہ مصری ہے۔ اسے ابو السمح کہتے ہیں۔ صلح کل آدمی ہے۔ اپنا کام چلانا اس کا مسلک ہے۔ ویسی حنفی بتاتے ہیں۔ میں نے اس کے پیچھے جو نمازیں پڑھیں ان کا اعادہ کیا۔ اس لئے کہ عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید پر اس کے تائیدی حاشیہ موجود ہیں۔ بنا برایں بدعقیدہ ہونے میں اگر شک بھی ہو تو میرے عقائد کے خلاف ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں۔ زمزم شریف بھی یہیں ہے۔ اس کی مختصر وجہ تسمیہ ہم بیان کر چکے۔ زمزم شریف کے فضائل بہت ہیں۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ ایک مہینہ تک میں نے زمزم پر قناعت کی۔ تو میں فربہ ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ زمزم خوب چھک کر پینے والا مرض نفاق سے بری ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے فرمایا زمزم اور آتش جہنم مسلمان کے شکم میں ہرگز جمع نہیں ہو گی۔ حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ زمزم میں ایک چشمہ حجر اسود کی طرف سے آتا ہے۔ [illegible] بنت کا چشمہ ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں زمزم حسن عقیدہ سے پینے والے کے پیٹ میں قیامت تک رہتا ہے۔ لہذا زمزم شریف بہ نیت تجربہ نہ پینا چاہیئے۔ مکمل نقشہ سطحی بیت اللہ شریف کا معہ مصلہ جات آئمہ وغیرہ مندرجہ ذیل ہے۔

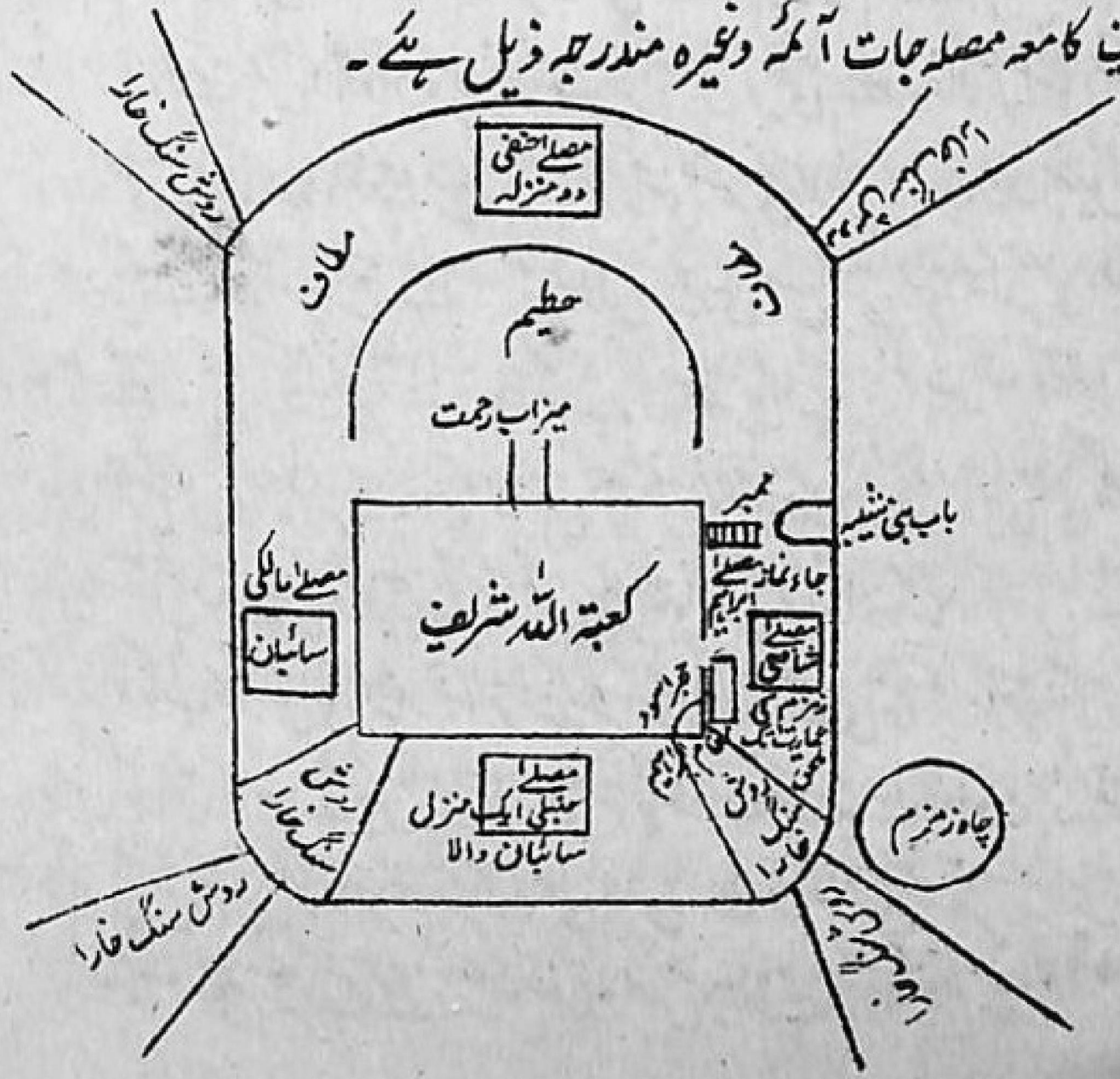

آداب زمزم شریف سے پانی پینے کے

مستحب ہے کہ تین سانس لے کر پیئے۔ ہر بار منہ سے گلاس علیحدہ کر کے سانس لے۔ ہر سانس پر بسم اللہ شریف پڑھ کر الحمد للہ کہے۔

مکہ معظمہ کی آبادی کی ابتدا

جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اس چشمہ زمزم سے سیراب ہونے لگیں اور شکار کے گوشت سے شکم سیر۔ تو اب محض تنہائی متوحش کر سکتی تھی اس کا نظام منجانب اللہ یہ ہوا کہ قبیلہ بنی جرہم کوادمتر سے گذرا۔ انہوں نے دیکھا کہ قدرتی چشمہ جاری ہے اور ایک اللہ کی بندی اپنے لخت جگر کو لئے بیٹھی ہے۔ انہوں نے بھی اپنے لئے اس جگہ کو قیام گاہ بنانے کی ٹھانی۔ حضرت ہاجرہ سے اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا اس شرط پر اجازت ہے کہ اس چشمہ میں تمہارا کوئی حق نہیں انہوں نے یہ شرط منظور کی اور آباد ہو گئے۔ بعد چندے قبیلہ بنی قنطور آیا اور اسی شرط کے ساتھ یہاں مقیم ہو گیا۔ پھر جرہمیوں کے بنی اعمام بھی یہاں ہی آکر آباد ہو گئے اور اسی طرح ایک چھوٹی سی آبادی مکہ معظمہ کی ہو گئی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اب سات سال کے ہو گئے آپ نے زبان عربی جرہمیوں میں ہی رہ کر حاصل فرمالی اور اسی بود و باش میں عمر مبارک بارہ سال کی ہو گئی قبیلہ جرہم کے سردار نے اپنی لڑکی آپ کے عقد میں دے دی حتیٰ کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔

آپ کی گذر اوقات شکار اور زمزم پر ہی تھی۔ جبکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر مبارک سترہ سال کی ہوئی تو حضرت سارہ سے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ولادت ہو گئی۔ حضرت سارہ ان کی پرورش میں مشغول ہو گئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عزم سفر فرمایا۔ تاکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھ آئیں۔ آپ تشریف لائے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو گھر نہ پایا آپ کی بیوی سے گذر معاش کا حال پوچھا۔ انہوں نے کچھ شکایت تنگی معاش کی کرتے ہوئے اپنی تکلیف ظاہر کی آپ نے وہاں سے قصد واپسی کا فرماتے ہوئے کہا۔ تمہارے خاوند آئیں تو کہہ دینا ایک راہرو آئے اور چلے گئے۔ آپ کو یہ پیام دے گئے ہیں کہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل ڈالو یہ تمہارے شایان شان نہیں ہے۔ شام جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تشریف لائے تو تمام گھر انوار نبوت سے منور پایا پوچھا آج کوئی آیا تھا۔ بیوی نے کہا ہاں ایک پیر مرد آئے تھے اور چلے گئے اور فرما گئے تھے کہ تم اپنے خاوند کو کہنا کہ ایک راہرو تشریف لائے تھے اور چلے گئے اور فرما گئے ہیں کہ یہ چوکھٹ تمہارے لائق نہیں اسے بدل ڈالو۔ یہ سنتے ہی آپ نے فرمایا وہ میرے باپ ابراہیم تھے۔ مجھے ہدایت فرما گئے ہیں کہ میں تمہیں طلاق دوں۔ لہذا جاؤ میں نے تمہیں طلاق دی اور دوسرا عقد فرمالیا۔ ایک سال بعد دوبارہ تشریف لائے تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو پھر نہ پایا۔ آپ کی بیوی سے پوچھا بسر اوقات کا کیا ذریعہ ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ شکار اور چشمہ زمزم کی نعمت موجود ہے۔ نہایت

بیفکری سے بسر ہو رہی ہے اللہ کا شکر ہے۔ اور پانی گرم کر کے آپ کے پاؤں اقدس دھوئے۔ نہایت خدمت و عظمت کی۔ آپ پھر واپس ہو گئے اور فرما گئے کہ ہمارا آنا بتا کر یہ پیام دینا کہ یہ چوکھٹ تمہاری شایان شان ہے اس کی قدر کرنا۔ شام جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تشریف لائے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر اور پیام پہنچایا آپ نے فرمایا وہ میرے والد ماجد تھے اور تمہارے حق میں سفارش فرما گئے ہیں۔ اب تیسری بار تشریف لائے تو چندے قیام کا بھی عزم کر کے آئے آتے ہی دیکھا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام زمزم کے پاس تشریف فرما ہیں اور تیر درست کر رہے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نظر پدر بزرگوار پر پڑنی تھی کہ آپ دوڑے اور ابا جان سے خوب گلے ملے۔ بعد میں آپ نے فرمایا بیٹا مجھے حکم الٰہی ہے کہ میں یہاں بیت اللہ شریف بناؤں۔ چنانچہ باپ بیٹوں نے مل کر تعمیر بیت کی جس کا تذکرہ پہلے ہو چکا۔ پھر رفتہ رفتہ قبائل آباد ہوتے ہوتے یہ بلد امین شہر کی حیثیت میں آگیا چنانچہ آج مکہ معظمہ کی آبادی تین چار لاکھ کے اندر ہے۔ چونکہ حرم شریف کی زمین آبادی شہر و بازار سے تقریباً آٹھ دس فٹ نیچی ہے تو ایک زمانہ ایسا گذرا ہے کہ بارش کے بعد حرم میں اتنا پانی بھرا ہوتا تھا کہ کشتیوں کے ذریعے طواف کیا کرتے تھے اس کا انسداد سلاطین ترکیہ نے اس خوبی سے کیا کہ آج بارش کے بعد آپ دیکھیں گے۔ کہ حرم میں کہیں ایک قطرہ نہ ملے گا اور باہر آکر دیکھیں گے تو بازاروں میں بارش کے دو تین گھنٹہ بعد تک

آثار کی قد آدم فصیل بنائی گئی اور حرم کے پانی کا نکاس بذریعہ غرقی کیا گیا۔ وہ کنوئیں اتنے گہرے بنائے گئے کہ ان میں پانی جاکر دریا میں ہی جاکر ملے۔ یہ تعمیر سلطان مراد خاں نے ۱۰۲۳ھ میں شروع کی تھی۔ یہ زمانہ سلطنت جہانگیری کا آخری تھا۔ اس لئے کہ جہانگیر ذیقعدہ ۱۰۱۴ھ میں تخت نشین ہوا اور ۲۸ صفر ۱۰۳۶ھ میں رحلت کی۔ تاریخ وفات جہانگیر یہ ہے۔

جہانگیر از جہاں رفت

اس سے ۱۰۳۶ھ نکلتا ہے۔ تعمیر حرم ان کے آخر دور میں شروع ہو کر عہد سلطان سلیم میں ۱۰۴۰ھ کے اندر اتمام کو پہنچا۔ یہ دور شاہ جہان کا تھا۔ اس لئے کہ شاہ جہان ۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ کو جلوس فرمائے حکومت ہوئے اور شوال ۱۰۶۸ھ تک حکمرانی کی اور ۱۰۷۷ھ میں وفات پائی۔ تاریخ وفات یہ ہے۔

ز عالم سفر کرد شاہ جہاں

۷۷ ۱۰ھ

تخمینہ ارامنی حرم اس وقت پچاس بیگہ ہے۔

غلاف کعبۃ اللہ شریف

اندر لکھا ہوا ہے۔ اسی حصہ کے قطعہ کاٹ کر خاندان شیبی والے فروخت کر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ جب محمل آتا ہے اور غلاف بدلا جاتا ہے تو پہلے غلاف پر حق خاندان شیبی کو پہنچتا ہے۔ آجکل تو ایک قطعہ بیس پچیس ریال سے کم میں نہیں ملتا پہلے بھی فی قطعہ تین چار ریال حد پانچ ریال تک مل جاتا تھا۔ اس غلاف مبارک پر معہ دروازہ کے مخملی طلائی پردہ کے ایک لاکھ روپیہ خرچ آتا ہے۔ یہ اس طرح تیار ہوتا ہے کہ اس کا ریشم کاتنے کے لئے چالیس لڑکیاں ناکتخدا مامور ہیں پابند صوم وصلوٰۃ ہوتی ہیں۔ ان میں سے جس کی شادی ہو جاتی ہے اس کی جگہ دوسری مامور کی جاتی ہے۔ ان کے اکل وشرب واخراجات بالائی کی ذمہ داری تمام تر خدیو مصر کے خزانہ خاص پر ہے۔ ۱۱ ذوالحجۃ الحرام سے اس کا اہتمام شروع ہوتا ہے اور ذیقعدہ میں اس کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

مختصر فضائل حجر اسود شریف

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک حجر اسود اور مقام ابراہیم بہشتی یاقوت ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان دونو کا نور محو فرما دیا ورنہ ان کے نور سے مابین مشرق ومغرب روشن ہوتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حجر اسود کو اللہ اٹھائے گا ایسے حال میں کہ اس کی دو آنکھ ہوں گی اور زبان

جس نے اسے چوما اسے دیکھ کر اس کی شہادت دے گا۔

۲۳ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ - ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء - دوشنبہ

راتوں رات سعی صفا و مروہ سے فرصت پائی - باوجودیکہ شب بھر کے جاگے ہوئے تھے - مگر تمام دن طواف اور نماز میں ہی گذرا۔

۲۴ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ - ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء - سہ شنبہ

آج کا بھی تمام دن طواف بیت اور پنجوقتہ نمازوں میں گذر گیا۔ آج بازار میں گئے - ایک عبا ویر کا خریدا باللغہ ۴۰ ریال دئے - کنٹھا کھربائی ایک والدہ خلیل اور دلہن کے لئے خریدا - ایک عبا اور خریدنا چاہتا تھا مگر سودا نہ بنا سعی کے بازار میں ایک دکان پر دودھ کا قلفہ ملا - نہایت شاندار گلاسوں میں دیا - مگر دو ایک چمچہ کھا کر مدینہ منورہ کے زرقا کی گھونٹیں یاد آگئیں اور جی گھبرا گیا - واپس دے دیں اور عذر کر دیا کہ مجھ سے نہیں کھائی جاتیں - امسال یہاں بھی کھربا معدوم ہے - بڑی تلاش سے کھربا کی ایک تسبیح بھائی احمد بخش صاحب کے لئے ۳۰ ریال میں خریدی گئی۔

۲۵ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء - چہارشنبہ

آج باریک ویر کی ایک عبا ۱۰۰ روپیہ میں خریدی - یہ عبائیں مدینہ منورہ میں سو سوا سو سے کم قیمت میں نہیں ملتی تھیں - آج ایک لفافہ نقشہ بیت اللہ و مدینہ پاک کا عرفی میں خلیل کو روانہ کیا اور میاں نور دین کے خط میں مولوی

محمد حسین صاحب امام مسجد والگراں کو سلام اور تمام احباب کو سلام لکھا گیا۔

۲۶ ذیقعد ۱۳۶۴ھ۔ یکم نومبر ۱۹۴۵ء پنجشنبہ

آج پچاس روپیہ میں لاری کی گئی ہے۔ کہ عرفات و منیٰ و مزدلفہ وغیرہ کی وقت سے قبل زیارت کر آئیں۔ اس لئے کہ حج کے موقعہ پر زیارت مشکل ہوتی ہے۔ لاری آئی۔ ہمارے رفقاء سفر اور ملک علم دین جو الیف سی کالج لاہور میں سامان پر سپرنٹنڈنٹ تھے مجھ سے ملنے آئے تھے وہ میرے ساتھ لاری میں ہیں۔ اور چودھری محمد حسین میوہ منڈی والے بھی ساتھ ہیں۔ لاری چلی۔ راستہ میں اول شریف حسین سابق حاکم مکہ کے وہ محل نظر آئے جو انقلاب حکومت کے وقت گولوں سے منہدم کئے گئے۔ آج تک وہ ویسے ہی پڑے ہوئے ہیں۔ پھر حکومت سعودی کے جدید محل نظر آئے جو اب بنائے گئے ہیں۔ پھر مسجد جن شہید شدہ کی زیارت کی۔ یہ وہ مسجد ہے جس میں سورۂ جن نازل ہوئی تھی۔ اس کے بعد جنت المعلیٰ کے کھنڈر نظر آئے اور پہرہ والے سپاہی یک چشمی پھرتے دیکھے۔ قبروں اور قبوں کے کھنڈر دیکھ کر آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس جنت المعلیٰ میں حضرت ام المؤمنین مدفون ہیں۔ ان کے مزار پر شاندار قبہ تھا۔ اب قبر کا بھی نشان نہیں۔ صرف کھنڈر پڑا ہوا نظر آتا ہے۔ جنت المعلیٰ میں خاص مزارات یہ تھے۔

۱۔ قبہ حضرت سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا والدۂ ماجدۂ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

۲۔ قبۂ حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم و والدہ جنابہ سیّد زہرا رضی اللہ عنہا۔

۳۔ قبر بختہ حضرت اسما بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما۔

۴۔ قبہ حضرت عبدالرحمٰن بن صدیق اکبر رضی اللہ عنہما۔

۵۔ قبہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ از اصحاب عشرہ مبشرہ۔

۶۔ قبہ حضرت محمود شبلی رحمۃ اللہ علیہ از اولیاء امت۔

۷۔ مزار سیّد عبداویس رضی اللہ عنہ از اولیاء یمن۔

۸۔ دو قبر بختہ یہ دونوں اللہ کے ولی اور دوست تھے۔ ایک ہی دن ان کا انتقال ہوا اس لیے ایک ہی جگہ ان کی قبر بنائی گئی۔

علاوہ اس کے بہت سے برگزیدہ اس زمین میں آرام فرما ہیں۔

پھر راستہ سے جبل نور دیکھا۔ اس سے آگے چلے تو منا آگیا۔ یہاں بہت کافی عمارتیں خالی ویران بنی ہوئی ہیں۔ ایام حج میں کرایہ پر تمام عمارتیں پر ہو جاتی ہیں۔ امسال یہاں تین چار یوم کا کرایہ ایک کوٹھڑی کا سو روپیہ سے کم نہیں ہے۔ پھر مسجد خیف کی زیارت کی۔ یہ مسجد بھی مقفل ہے۔ اس کے پیچھے پہاڑ کی طرف ایک چبوترہ بنا ہوا ہے۔ اس کے متعلق یہاں کے بدویوں سے سنا کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کفیہ مبارک مدفون ہے۔ کفیہ عربی میں نرم ٹوپی کو کہتے ہیں۔ پھر مسجد نمرہ میں پہنچے۔ جو عرفات میں ہے۔ اور

شہر مکہ یہاں ایک وقت ہوتی ہیں۔ یہی وہ مسجد ہے جس میں آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی تھی۔ پھر جبل رحمت اور میدان عرفات کی زیارت کی۔ واپسی پر وادی محسّر سے گذرے یہ وہ جگہ ہے جہاں سے حاجیوں کو بعجلت گذرنے کا حکم ہے۔ یہ وہ دو پہاڑ ہیں جن کے درمیانی درہ میں ابابیل نے لشکر فیل پر حملہ کر کے انہیں ہلاک کیا۔ پھر مزدلفہ میں مسجد خیف پہنچے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں آٹھویں ذوالحجہ کی ظہر سے نو کی فجر تک نمازیں پڑھتے ہیں۔ وہ منارے جن پر کنکریاں ماری جاتی ہیں وہ تین ہیں۔ یہاں انہیں شیطان کہتے ہیں۔ ایک بڑا شیطان ہے ایک اس سے چھوٹا ایک اس سے چھوٹا۔ یہ منارے نہیں ہیں بلکہ دیوار کی شکل میں ہیں۔ اوپر سے گول ہیں۔ اس کے گرداگرد تین تین فٹ کے فاصلہ سے تین تین فٹ اونچے گول تھانولے بنے ہوئے ہیں۔ جن کی شکل یہ ہے

نقشہ عقبۂ اولیٰ یعنی بڑا شیطان

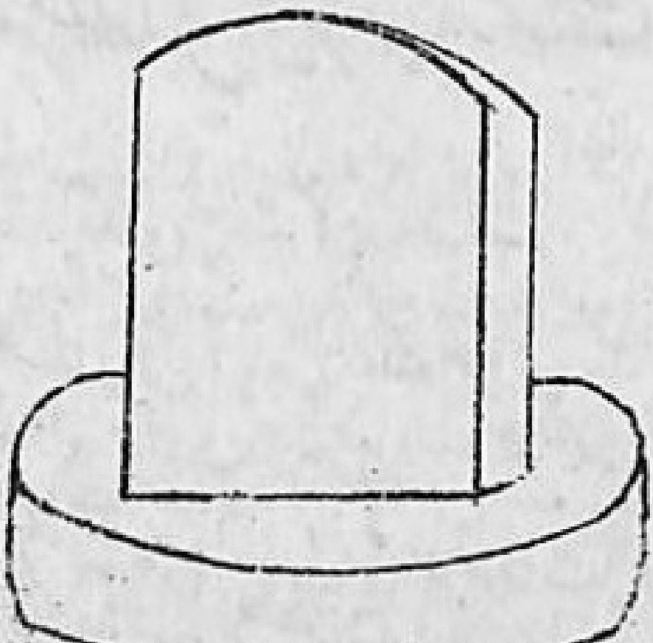

۲۷ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ - ۲ نومبر ۱۹۴۵ء - جمعہ

آج ۹ کپڑے دھوبی کو دئے - فی کپڑا معہ بنیان ۵ قرش کے حساب دئے گئے - ہم جب سے آئے ہیں - بفضلہ تعالےٰ دو بارشیں ہو چکی ہیں - پہلی بارش ہمارے یہاں آجانے کے دوسرے روز ہوئی - اس بارش میں بابو امین اور نور دین - محمد طفیل - میاں احمد بخش وغیرہ میزاب رحمت کے نیچے خوب نہائے پانی بھی خوب پیا - یہ میزاب حطیم کی طرف تقریباً ڈیڑھ گز کا پرنالہ ہے - جو وسط میں حطیم کے گرتا ہے - اس کے منہ کے پاس سنہری ایک تختی لٹکتی ہے - جو پانی گرنے کے وقت ہلتی ہے - اس سے پانی کا اچھا خاصہ جھومر بن جاتا ہے - اس کی تعریف میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اپنے قصیدہ معراجیہ میں فرمایا ہے -

وہ جھوما میزاب زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

مختصر فضائل میزاب رحمت

میزاب رحمت کعبۃ اللہ کی چھت کا پرنالہ ہے - یہ تقریباً چار پانچ من سونے کا ہے - حضرت عطاء ابن رباح سے مروی ہے کہ جو شخص میزاب رحمت کے نیچے دعا مانگے وہ مستجاب ہے اور جو اس کے نیچے دو نفل پڑھے - وہ تمام معاصی سے پاک ہو جاتا ہے - حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے

کہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ مصلےٰ اخیار کا کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا میزاب رحمت کے نیچے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قبر شریف ہے اور اس کے قریب ہی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔

آج پھر بارش ہوئی اور خوب تیزی کی دھوپ میں عین خطبہ کے وقت کالی بدلی آئی۔ اور اول ہلکی ہلکی ترشح ہو کر اتنی تیز بارش ہوئی۔ کہ امام اور اخوات اور مقتدیانِ حرم خوب بھیگے۔ نمازی جس قدر صحن حرم میں تھے خوب تر بتر ہوئے۔ ابن سعود نا مسعود بھی نماز جمعہ میں آیا ہوا تھا مگر بجائے حرم میں آنے کے حرم کے گرد کے خلووں کی اوپر کی منزل کے کمروں میں ٹھہرا رہا۔ میں نے سقاء حرم کو چار قرش دے کر میزاب رحمت سے صراحی بھروا کر منگوائی پہلی صراحی تو مصری لوگ جو اس سال بیس ہزار آئے ہیں پی گئے۔ دوبارہ وہ لایا تو میں نے اور میرے ساتھ اور مصری تھے انہوں نے پیا۔ والحمد للہ

آج مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی سے ملاقات ہوئی۔

۲۸ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ - ۳ نومبر ۱۹۴۵ء شنبہ

آج فجر کی نماز کے بعد ہی حرم کے دروازے بند ہونے شروع ہو گئے معلوم ہوا کہ جلالت الملک آ رہے ہیں۔ میں مصلےٰ حنفی پر ٹھہرا رہا کہ ابن سعود آیا اور طواف کیا۔ ڈیڑھ گھنٹہ لوگوں کو مفت کی قید سہنی پڑی۔ مجھے چونکہ نماز ہی کے وقت معلوم ہو گیا تھا۔ اس وجہ میں آج میں بعد نماز ہی مصلےٰ حنفی پر

جاکر بیٹھ گیا۔ اور طواف پچھلی رات کر لیا تھا۔

۲۹ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ۔ ۴ نومبر ۱۹۴۵ء۔ یک شنبہ

آج حیرت وارثی بھی مکہ معظمہ آ گئے۔ کل کے جہاز سے آئے ہیں۔ مولانا سردار احمد صاحب کہتے تھے کہ ہم اپنی نماز باجماعت علیحدہ کرتے ہیں۔ لیکن مجھے باوجود سخت تتبع کے ان کی جماعت نہیں ملی۔ میں اپنی پڑھ کر جاتا ہوں۔ وہاں شریک ہو کر حرکات لایعنی کے ساتھ پوری کر لیتا ہوں یا پڑھ کر دہرا لیتا ہوں۔ پرسوں کی مغرب مولانا علیم اور میں نے ساتھ پڑھی اور وہیں دہرائی۔ آج چند حاجی آخری جہاز سے پہلے جہاز میں جو آئے وہ بابو امین کا اور میرا خط لائے یہ ایک لفافہ تھا جو اس سارے سفر میں ملا۔ اس میں میرے اس خط کی رسید تھی جو کامران سے روانہ کیا گیا تھا۔ باقی مدینہ منورہ سے دو خط جو روانہ کئے اور مکہ معظمہ سے دو خط اور کراچی سے ایک خط۔ ان کا کسی کا پتہ نہیں۔ آج شام بعد مغرب میں نے بابو امین کے لفافہ میں ہی ایک خط لکھ کر دے دیا ہے۔ امید ہے کہ یہ خلیل کو مل جائے گا۔ آج محمد طفیل صاحب کو سخت بخار ہو گیا طبیعت پہلے سے ہی کچھ خراب تھی۔ دوائیں دی ہیں۔ آج چاند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالعزیز الگوں والے آج ہی مدینہ پاک سے ابھی آئے ہیں۔ آج ایک گھڑی ۱۵ میں خریدی ہے جو اپنی طرز میں انوکھی ہے۔

۳۰ ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ - ۵ نومبر ۱۹۴۵ء - دوشنبہ

آج محمد طفیل صاحب کا بخار ہلکا ہے مروڑ کچھ باقی ہے - اتار کا عصارہ حب زحیر دی ہیں - آج حرم میں بہت کوشش کی کہ کہیں سے چاند نظر آئے مگر حرم کے چاروں طرف چونکہ پانچ پانچ منزل کی عمارتیں ہیں اسوجہ میں یہاں سے چاند نظر آنا مشکل ہے - بہر حال کیلنڈر کے حساب سے آج تیس ہے - اور کل پہلی ہونا لازمی ہے -

یکم ذوالحجہ الحرام ۱۳۶۴ھ - ۶ نومبر ۱۹۴۵ء - سہ شنبہ

آج کا چاند حرم میں دیکھا تو اس قدر باریک تھا کہ اس امر کا یقین ہوتا ہے کہ صبح پہلی ذوالحجہ الحرام ہو گی -

آج حیرت وارثی سے بھی ملاقات ہوئی - معلوم ہوا کہ آپ ہر سال حج بیت اللہ سے مشرف ہوتے ہیں - ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء - آج کامل اور ان کے والد عبدالجلیل رئیس المؤذنین مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ آ گئے ہیں - یہ حج بدل کرنے آئے ہیں جو میاں نوردین نے کرائے ہیں -

۲ ذوالحجہ الحرام ۱۳۶۴ھ - ۷ نومبر ۱۹۴۵ء - چہار شنبہ

آج جناب حیرت وارثی قیام گاہ پر تشریف لائے - چاء وغیرہ پی رہے ہیں - اثناء کلام میں مدینہ پاک کے ذکر شروع ہو گئے تو انہوں نے حضرت بیدم وارثی مرحوم کا شعر سنایا جس سے دل میں جذبات محبت تازہ ہو گئے

پھر تمنائے زیارت نے کیا دل بے چین
پھر مدینہ کا ہے ارمان مدینے والے
سگ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدمؔ
یہی رکھیں میری پہچان مدینے والے

بعد مغرب معلوم ہوا کہ حکومت کی طرف سے آج دوسری تاریخ مانی گئی ہے۔

۳ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۸ نومبر ۱۹۴۵ء۔ پنجشنبہ

آج کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا۔

۴ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۹ نومبر ۱۹۴۵ء۔ جمعہ

آج صبح ہی معلوم ہوا کہ حمزہ ابوالجود مسعیٰ میں سعی کر رہے ہیں اور مدینہ پاک سے تشریف لے آئے ہیں۔ یہ حج بدل میاں احمد بخش کے والد کا کریں گے۔ آج جمعہ تو پڑھا لیکن عمر کے سارے حصہ میں یہ تاریخی جمعہ تھا۔ تمام حرم میں تل رکھنے کو مقام نہ تھا۔ ہم بھی ایک طرف آدھے دھوپ میں آدھے سایہ میں میاں محمد طفیل کے ساتھ کھڑے تھے۔ اور آنے والے نمازیوں کا سیلاب کی طرح آنا اس شان کا تھا کہ ان کی آمد و شد میں حائل ہونا ناممکن تھا۔ باب الجیاد سے میں نکلنے کو آیا اور باب السلام سے میاں محمد طفیل صاحب نکل گئے وہ ابن مسعود نا مسعود کے جمعہ سے فارغ ہو کر جانے کی وجہ میں رک گئے اور میں باب الجیاد کے اژدہام میں پھنس گیا۔ بہرحال جیسے تیسے قیام گاہ پر آکر حواس درست ہوئے جس

روز سے آیا ہوں حرم میں پانچوں نمازوں میں میں چالیس ہزار سے کم آدمی نہیں ہوتا تھا۔ مگر کل سے تو کوئی اندازہ ہی نہیں کہ نہ معلوم لاکھ آدمی ہوتا ہے یا اسّی نوے ہزار اور صفیں عجیب شان کی ہوتی ہیں۔ مندرجہ ذیل نقشہ سے ان کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

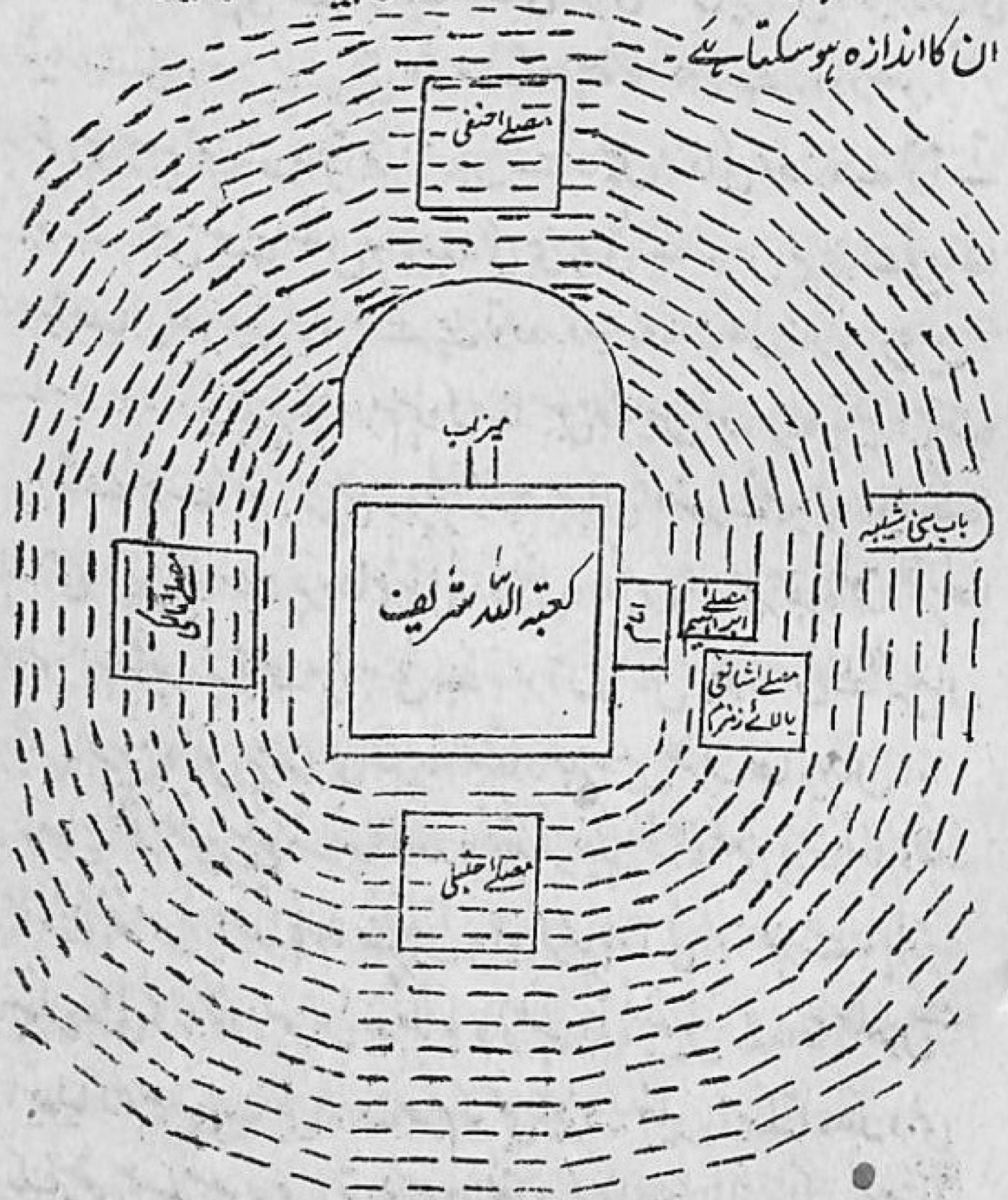

۵ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ - ۱۰ نومبر ۱۹۴۵ء - یوم شنبہ

آج جبل ابوقبیس کی زیارت کو گئے - کوہ صفا سے چند قدم مروہ کی طرف جاتے ہوئے داہنی سمت کو ایک تنگ گلی نظر آئی - اس میں مقفل دار خیزران کی زیارت کی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رہنے کا مکان ہے - اور حضور کی مجلس شوریٰ یہیں منعقد ہوتی تھی - وہاں سے واپس صفا کی طرف آئے تو آتے ہوئے داہنی سمت سبیل نہر زبیدہ کی بنی ہوئی ہے - اس پر چڑھے تو پہاڑی سیڑھیاں نظر آئیں - ان سے چلے تو دو رویہ مکانات عالی شان - بیچ میں سے راستہ ملا - اوپر پہنچے تو معلوم ہوا کہ صفا جبل ابوقبیس اور مروہ یہ تینوں مقدس پہاڑ ملے ہوئے ہیں - یہی وہ پہاڑ ہے جہاں حضور نے حبیب ابن مالک رومی کی درخواست پر دعا فرمائی - دو نفل ادا کیں اور پھر معجزہ شق القمر دکھایا اس پہاڑ پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے - جو آج مقفل ہے - اس لئے کہ یہاں آکر زائرین کا نفل پڑھنا بھی غالباً اعتقاد بخدیہ میں شرک تھا - یہاں :-

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۔ آیہ کریمہ یاد آئی اور مسجد سے باہر کھڑے ہو کر دعا کی کہ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا کا تو ظہور اِلَّا خَآئِفِيْنَ کے ساتھ آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حرم شریف میں طواف حرم کو بھی بیخوف نہیں آسکتا - بلکہ وہی یک چشمی عسکر سعودی دقیانوسی رائفلز کے ساتھ گرداگرد ملک کے ہوتا ہے

وہاں سے واپس ہوئے تو سوق الحراج میں مولد مبارک کی زیارت کی۔ جہاں کبھی شاندار مسجد تھی اور اس میں ریشمی غالیچے بچھے ہوئے تھے۔ رات دن درود خوانی ہوتی تھی۔ عطر بیزی کا یہ عالم تھا کہ مشام دماغ معطر ہو جاتا تھا۔ اب حکومت نجدیہ نے سب شہید کر کے مسجد کو بھی صفحہ ہستی سے ایسا مٹا دیا ہے کہ اگر زمین پر اس کے آثار نہ ہوں تو ایک چوک سے زاید کچھ بھی نہیں ہے یہاں کا یہ احترام کیا ہے کہ اب اس جگہ لاریوں کا اڈہ بنا ہوا ہے۔ خون کے آنسو روتے ہوئے واپس ہوا۔ بابوابین حاجی غلام محمد میاں احمد بخش صاحبان ساتھ تھے۔ اس مشاہدہ سے یہ ثابت ہوا کہ اس حکومت کو مزارات و شعائر سے ہی دشمنی نہیں ہے۔ بلکہ مساجد الٰہی سے بھی عناد دلی ہے۔ بھلا اگر مسجدیں چھوڑ دی جاتیں تو ان میں لوگ جا کر نفلیں ہی پڑھتے کسی بت کی پوجا تو نہ کرتے۔ حجر اسود کا یہ احترام ہے کہ اس کے دونوں طرف دو نجدی سپاہی بید ہاتھ میں لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ مستلمین حجر اسود کو اکثر بیدوں سے مار مار کر ہٹاتے بھی ہیں اور بارہا وہ بید حجر اسود پر بھی مارتے دیکھا گیا۔ نماز کبھی جماعت کے ساتھ حرم شریف میں بھی انہیں پڑھتے نہ دیکھا بلکہ جماعت جب ہوتی ہے یہ حجر اسود کے پاس کھڑے رہتے ہیں۔ اور حجر اسمٰعیل پر تو جانے ہی نہیں دیتے۔ مصلےٰ ابراہیم تو وہ ہے جو قرآن کریم سے ثابت ہے۔ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلےٰ۔ اس کے اندر وہ پتھر ہے۔ جس پر

حضرت خلیل علیہ السلام نے کھڑے ہو کر تعمیر کعبہ فرمائی یقیناً یہ وہ پتھر ہے جس پر اللہ کے خلیل کے پاؤں اقدس لگے۔ اس کے مفصل حالات ہم پہلے لکھ چکے ہیں لیکن اتنی حقیقت سے تو انکار ناممکن ہے کہ حجر اسود وہ ہے۔ جس پر اللہ کے حبیب کا دہن اقدس لگا۔ مگر وہ مقفل کر رکھا ہے۔ حرم میں اسے اگر کوئی حاجی جالیوں میں دیکھنا چاہے تو پولیس یک چشمی بیت مار کر ہٹا دیتے ہیں اور حجر اسود کو چومنے جو آوے بیتوں سے پیٹا جائے آج محل دیکھنا جائز شاہی عمارات کی زیارت روا مگر اللہ کے خلیل کی قیام گاہ دیکھنی شرک۔

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اللہ اپنے حبیب پاک کے صدقہ اس حکومت کو جلد دفع کرے۔

سیہزم الجمع ویولون الدبر

آج ایک عبا سیاہ لعہ ۹۰ ریال میں خریدا اور چونکہ اس وقت مکہ میں نوٹ کی قیمت لعہ ۹۸ ریال ہو گئی تھی اور اب لعہ ۹۵ ریال پر آگئی ہے۔ شاید شام تک لعہ ۹۰ ریال ہو جائے۔ اس حساب سے یہ لعہ ۹۵ میں پڑا۔ آج حافظ خادم حسین سے ملاقات ہوئی۔ یہ مدینہ طیبہ اس وقت گئے جب ہم وہاں سے مکہ آ رہے تھے۔ کل کا جمعہ ان کا ڈرائیور کی شرارت سے قضا ہو گیا۔ اس نے راستہ میں اتنی دیر کر دی کہ جمعہ کے دن شام کو مکہ معظمہ پہنچے۔

۶ ذوالحجہ الحرام ۱۳۶۴ھ - ۱۱ نومبر ۱۹۴۵ء - یوم یکشنبہ

آج پروگرام بنایا گیا کہ عرفات وغیرہ میں کھانے کے لئے شامی کباب ہمراہ رکھے جائیں - روٹیاں تنوری گرما گرم وہاں مل جائیں گی - اور کل ۷ ذوالحجہ ہے ضروری سامان چھانٹ لیا جاوے - اول تو مستورات کی وجہ میں ۱۰ ذوالحجہ کو بیت اللہ شریف آنا اور طواف افاضہ کرنا مشکل ہوگا - دوسرے اس تاریخ کو ملک بھی معہ اپنے کنبہ کے طواف کو آتا ہے - اور لا یدخلوہا الا خائفین کے مطابق یہ انتظام ہوتا ہے کہ تمام دروازہ حرم شریف کے بند کرا کر اندر رائفل والی فوج کا پہرا ہوتا ہے - اس وجہ میں بھی اس دن اور حجاج کے لئے مشکل ہوتی ہے - بہرحال آٹھ کی صبح کو احرام کر کے منا کو روانگی ہوگی اور بموجب حکم فقہا منا میں ٹھہر کر ظہر عصر مغرب عشا اور شب بیداری کر کے نویں کی فجر پڑھ کر طلوع شمس تک ذکر و اشغال میں بیٹھا رہنا ہے - حتیٰ کہ جبل ثبیر سے سورج طلوع ہو اس وقت دعا مانگے کہ اجابت دعا کا خاص وقت ہوتا ہے - پھر عرفات کو روانگی ہوگی - عرفات کے کنارہ سے خارج مسجد نمرہ میں ظہر عصر جمع پڑھی جاتی ہیں اس کے بعد بارگاہ نیاز میں تضرع اور زاری سے اپنی بخشش مانگے اور مرادیں طلب کرے - بعد غروب مزدلفہ کو روانہ ہو - وہاں پہنچ کر مغرب اور عشا جمع کر کے پڑھے - پھر شب بیداری میں رات گذارے - صبح زوال سے قبل قبل جب بھی وقت مل جائے - عقبۂ اولیٰ کو جسے بڑا شیطان کہتے ہیں - رمی سات

کنکریوں سے کرے۔ کنکریاں کھجور کی گٹھلی جتنی ہونی چاہیئیں وہ مزدلفہ میں ہی جمع کر لی جاتی ہیں اور انہیں تین بار غسل دے کر محفوظ کر لیتے ہیں۔ تین روز تک تین شیطانوں پر ۴۹ کنکریاں ہوتی ہیں۔ مگر اس میں شمار اس کنکری کا ہوتا ہے جو عقبہ پر لگے یا اس کے گول حوالہ میں پڑ جائے اور جو ادھر ادھر لگے وہ شمار نہیں ہوتی۔ اس لئے ستر کنکریاں احتیاطاً رکھنی چاہیئیں۔ اس کے بعد منا میں آکر قربانی کی جاتی ہے پھر حلق یا قصر کر کے احرام کھول دیتے ہیں۔ اور اسی دن طواف افاضہ کو مکہ معظمہ آنا افضل ہے۔ اگر نہ آسکے تو گیارہ کو مکہ معظمہ آکر طواف افاضہ اور سعی صفا و مروہ کر لے۔ پھر واپس منا پہنچ کر مکہ معظمہ سے جاتے ہوئے جو عقبہ آتا ہے۔ اس پر رمی شروع کرے اور عقبہ کبیر پر ختم کر دے پھر ۱۲ ذوالحجہ کو بھی ایسا ہی کرے۔ پھر جدہ واپس ہوتے وقت طواف وداع کر کے رخصت ہو جائے۔

ظہر پڑھ کر قیام گاہ پر آیا تو مصطفےٰ میاں کا لفافہ ایک صاحب لے کر آئے اس میں مندرجہ ذیل مضمون تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اشرف بدعوۃ حضرتکم بعد ظہر یوم الاحد الواقعۃ ۶/۱۲/۶۳ھ لتناول طعام العشاء بدار السید محمود حافظ بجلۃ المستغلۃ و بتشریفکم یتم سرورنا و دمتم بالخیر۔ الداعی شیخ مصطفےٰ رضا القادری البریلوی۔

مفتی اعظم ہندی ۔ اس کا خلاصہ مفہوم یہ تھا کہ بعد ظہر ۱۲ ذوالحجہ کو اتوار کے روز سیّد محمود حافظ کے مکان پر محلہ مسغلہ میں دعوت ہے ۔ تمہارے آنے سے مجھے بہت خوشی ہو گی۔

چنانچہ میں میاں احمد بخش کو ساتھ لے کر گیا۔ کھانا ہم کھا چکے تھے لیکن مصطفےٰ میاں کے حکم کی تعمیل میں دعوت میں شرکت کی ۔ اس دعوت میں قاضی القضاۃ دمشق اور خطیب شام اور علماء مصر اور قاری شریک تھے۔ جن کی مفصل فہرست مندرجہ ذیل ہے ۔

نعت خوانان شام وحلب کے علاوہ استاذ العلما مدرسۃ الفلاح مولانا محمد عرلیس مدنی مالکی ۔ مولانا محمد یوسف ۔ مولانا زین الحق سوڈانی ۔ سیّد عمر صمدانی محرسی ۔ مولانا سیّد مصطفےٰ خلیل ۔ مولانا ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی ۔ مولانا بہاؤ الدین صاحب مزور روضہ مقدس ۔ مولانا عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی ۔ مولانا سردار احمد صاحب مدرس اول مدرسہ بی بی صاحب بریلی ۔ صاحبزادہ مولانا ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی ۔ قاضی القضاۃ ملک شام شیخ حسن بناء مصری ۔ مولانا علی مالکی ۔ سید عمر رشیدی ۔

مجلس نہایت مہذب اور شاندار تھی ۔ شاعی خطبا اپنی اپنی تقریروں میں خطبہ دے رہے تھے ۔ مصری قراء اپنا اپنا فن تجوید دکھا رہے تھے ۔ جاوی خطیب صاحب کی قرأت مجھے خاص طور پر پسند آئی ۔

۷ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ - ۱۲ نومبر ۱۹۴۵ء - دوشنبہ

آج صبح سے ہی بند دیجی حرم شریف میں گھسے ہوئے ہیں - آج بیت اللہ شریف کا غسل اور احرام ہے - ماکان لہم ان یدخلوہا الا خائفین کی تصدیق ہو رہی ہے - بیت اللہ شریف کا احرام بنیادوں سے تقریباً آٹھ سات گز تک سفید لٹھا لپیٹ کر کیا گیا - خود ملک سعود نامسعود نے اندرون بیت اللہ کا اپنے مواجہ میں غسل کرایا -

۸ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ - ۱۳ نومبر ۱۹۴۵ء - سہ شنبہ

آج تقریباً ۹ بج کر ۲۰ منٹ پر لاری آئی اور ہم منیٰ کو روانہ ہوئے - یہاں جعفری صاحب نے ہمارے لئے ایک احاطہ میں دو خیمہ ریزرو کر رکھے تھے ایک میں زنانہ ایک میں مردانہ قافلہ ٹھہرا - دھوپ تیز ہے مگر ہوا سرد آ کر اس دھوپ کی شدت کو کم کر جاتی ہے - ظہر پڑھ کر تھوڑی دیر ٹھہرے - پھر چاء پینے بازار میں گئے - وہاں کیک بسکٹ چاء دودھ وغیرہ سب کچھ ملا - روٹیاں ۳ گرش فی کے حساب سے مکہ معظمہ سے اچھی ملیں - بے دودھ چاء کا کپ ۳ گرش کو ملا اور برف بھی تھا - شربہ بلا قیمت جاوی قہوہ خانہ والے نے دیا - عصر کی نماز کے لئے پاس ہی مسجد کو تر تھی وہاں گئے - دیکھا نماز ہو رہی ہے مگر معلوم نہیں امام کون ہے - دوسرے میاں احمد بخش کو وضو کرنا تھا اس مسجد میں

بعد میں معلوم ہوتا ہے چار دیواری بنادی ہے۔ صحن ریتیلا تھا۔ بغیر نماز پڑھے مسجد کی زیارت کر کے واپس آ گئے۔ مسجد نمرہ ہماری قیام گاہ سے دور ہے وہاں کا خیال ہے کہ بعد مغرب جائیں یا مغرب وہاں پڑھیں۔ بعد عصر مذبح سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام پر گئے۔ ترکی عمارت جو اس مقام پر تھی اس کی بنیادیں دیکھیں۔ اصل پتھر کی زیارت کی جو تقریباً دس بارہ گز مربع کا ہوگا۔ نجدی نے اس پر سوراخ کر کر کے ڈائنامیٹ سے اس کے ٹکڑے کئے ہیں۔ جو اب تک ۴۰-۴۵ ٹکڑوں میں انہیں کھنڈروں میں موجود ہے۔ آج ہم اس شکستہ پتھر کی زیارت تو کر آئے۔ سنتے ہیں کہ کل پولیس کا پہرہ لگ جائے گا اور زیارت کنندگاں کو پولیس ڈنڈوں سے مارے گی۔ نہ معلوم اس کی زیارت میں کونسا شرک عظیم تھا۔ باآنکہ یہ واقعہ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ میں واضح کیا گیا ہے۔ گویا تاریخ قرآنی سے بھی اسے دشمنی ہے۔ اچھا وہ وقت دور نہیں کہ جس طرح اس نے شعائر اسلامی کو گرایا خدا اسے بھی جلد گرائے گا۔ ان اللہ مع الصابرین۔

۹ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ - ۴ نومبر ۱۹۴۵ء - چہار شنبہ

آج کی رات نہایت معتدل گذری نہ مچھر تھے نہ زیادہ مکھیاں۔ مکہ معظمہ میں مچھر اور مکھی کی وجہ میں قدرے بیخوابی ہو جاتی تھی۔ یہ رات ان تکالیف سے محفوظ رہی۔ صبح ہوتے ہی ہم فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تھے کہ اونٹوں

پر شقدف رکھ دیے گئے اور اونٹوں کا قافلہ صبح صبح روانہ ہو گیا۔ اسی اثنا میں دو توپ سر ہوئیں۔ نہ معلوم یہ کیسی تھیں۔ اونٹ یہاں کے عموماً چھوٹے ہوتے ہیں۔ ہندوستان کی طرح ان میں نکیل نہیں بلکہ گلے میں رسی ہوتی ہے۔ شقدف پر چڑھنے کے لیے لکڑی کا زینہ ہوتا ہے جس کے ذریعہ چڑھتے ہیں۔ بلا شقدف اونٹ کی سواری کے وقت اونٹ اسی طرح بٹھایا جاتا ہے۔ جس طرح ہندوستان میں۔ ہم بھی ۳ بجے تک انشاء اللہ عرفات روانہ ہو جائیں گے ابھی ناشتہ وغیرہ کی وجہ میں منا میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ منا میں مکانات بہت ہیں لیکن تین چار یوم کا کرایہ ایک ایک مکان کا پانچ پانچ ہزار روپیہ ہے۔ ہمارے لیے معلم نے احاطہ لیا اس میں خیمے لگائے۔ ہمارے دو خیموں کا کرایہ دو سو روپیہ بنے گا۔ گیس رات کے لیے ہم نے منگوایا۔ اسے عربی میں اترنگ یعنی الطرنج کہتے ہیں۔ چراغ یا لمپ کو لمبا کہتے ہیں۔ یہ بھی مفت نہیں آٹھ روپیہ فی شب کے کرایہ پر ملا ہے۔ ۳ بجکر ۱۰ منٹ پر لاری میں عرفات کو روانہ ہوئے راستہ بھر لبیک لبیک اللّٰھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک کے آوازے کانوں میں گونجتے رہے کہ ایک نو آباد شہر جبل رحمت کے چاروں طرف نظر آیا جو خیموں اور ڈیروں سے سفید میدان بنا ہوا تھا۔ درمیانی حصہ میں ایک وسیع بازار دو رویہ جس میں دنیا بھر کی تمام خوردنی اشیا تیار تھیں گوشت چھوٹے چھوٹے خیموں میں لٹکا ہوا۔ منا میں پانی کا کنستر نصف ریال کو ملا یہاں ۵ قرش

کرا پنی خوش قسمتی پر ناز بھی ہے اور فرط مسرت سے آنکھیں آنسو گرا رہی تھیں
کہ ہم جیسے سیہ کاروں کو جبل رحمت کا یہ قرب۔ لاکھوں کی تعداد میں خدا کے
بندے حاضر ہیں۔ جو ہم سے میلوں پرے خیمہ انداز نظر آرہے ہیں۔ نہ معلوم
وہ ہم سے کس قدر بہتر و افضل ہونگے۔ یہ رحمۃ اللعالمین شفاعت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی بارگاہ کا صدقہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم سے جبل رحمت شریف تقریباً
سو قدم معلوم ہوتا ہے۔ عرفات شریف میں بابو سراج دین صاحب کا لفافہ ملا۔
جو سخت رنجدہ تھا۔ اس میں دو خطوط تھے۔ پڑھتے ہوئے آنکھوں میں آنسو آگئے
معہ رفقاء سفر ان کی اور ان کی بیوی کے لیے میدان عرفات میں ہی دعا کی
گئی۔ قوی امید و یقین واثق ہے کہ ضرور قبول ہو گئی ہو گی۔ عرفات میں میٹھے
احمد صالح سے تیسری ملاقات ہوئی۔ خیالات کچھ وہابیت کی طرف مائل ہیں۔
لیکن منا کی ملاقات میں جب ان کے سامنے دلائل بیان کیے تو مزارات اولیا
اور پھول وغیرہ چڑھانے کو مان گئے۔ بہت بڑے تاجر ہیں۔ انہوں نے
مکہ معظمہ میں لالٹ اور اس کا انجن فٹ کرایا ہے۔ ان کا پتہ یہ ہے۔

Ahmed Salih attia. 36 Bapu Kothi
Street. Bombay.

احمد صالح آٹیا ۳۶ باپو کوٹھی سٹریٹ۔ جالی محلہ بمبئی۔

۱۰ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ - ۱۵ نومبر ۱۹۴۵ء - پنجشنبہ

عرفات شریف میں باب رحمت آنکھوں کے سامنے تھا۔ مغرب کے بعد ۸½ بجے وہاں سے چلے اور سوا دو بجے مزدلفہ میں آئے۔ یہاں آکر مغرب اور عشا جمع کر کے پڑھیں۔ وادی محسر سے اس وقت ہمارا گذر ہی نہیں ہوا۔ اس لیے کہ لاریوں کا راستہ اس سے علیحدہ رکھا ہے۔ اونٹ کا قافلہ وادی محسر سے گذرا ہوگا۔ مزدلفہ کی شب بھی سرد گذری اور خوشگوار رہی۔ شب بیداری بھی کی گئی خصوصاً مفضل دین اور میاں اللہ دتہ قصوری اور میں شب بیدار رہے مگر پچھلی شب کچھ نیند آگئی۔ ساڑھے نو بجے آنکھ کھل گئی اور فجر بجماعت ہوئی۔ کنکریاں تلاش کرنے میں یہاں دقت ہوئی۔ بہرحال میں نے تو ہر ایک رفیق سفر کے ذمہ کنکریاں پاس کرنے کی فیس میں دس کنکریاں لگا دیں۔ اس وجہ میں میرا اور حاجی غلام محمد کا کام بغیر محنت پورا ہوگیا۔ کنکریاں چننے سے بڑی تو کافی دستیاب ہوگئیں۔ مگر کھجور کی گٹھلی کے ہموزن کم ملیں۔ مزدلفہ میں کھانے کا نظام چاد وغیرہ کا انتظام قطعی نہیں ہوتا۔ ہم نے اپنی چاء بنائی۔ پانی یہاں بھی ایک ریال ڈیڑھ ریال کو دو کنستر مل جاتے ہیں۔ نہر زبیدہ کا نظام اتنا شاندار ہے کہ عرفات میں لاکھوں آدمیوں کے خرچ کرنے کے باوجود نہر ابل رہی ہے۔ غرضکہ زبیدہ کا نظام عجیب و غریب ہے۔ مکہ کی خود آبادی دو تین لاکھ کی ہے سب کو یہی سیراب کر رہی ہے۔ اور حاجیوں کے زمانہ میں بھی اسی کے اوپر تمام دارومدار ہے

ابن سعود کی پٹرول کی آمدنی امریکہ کی جو ہے وہ نوے ہزار روزانہ ہے اور سالانہ آمدنی بھی حاجیوں کی دس گیارہ لاکھ ہو جاتی ہے۔ اس حساب سے حکومت سعودیہ اچھی خاصی بڑی اسٹیٹ بن گئی ہے۔ ہاؤس ٹیکس فی سینکڑہ پندرہ ریال وصول کرتی ہے۔ یہ آمدنی بھی دو تین لاکھ سالانہ سے کم نہیں ہے پھر کوشان اس کا تو حساب ہی نہیں۔ غرضکہ سالانہ آمدنی کل چار پانچ کروڑ ہے۔ مگر سڑک اور صفائی کا نظام ایک صوبہ کی ریاست کے برابر بھی نہیں ہے۔ اب مزدلفہ میں لاری کا انتظار کر رہے ہیں۔ ۱۱ بج چکا ہے۔ آج ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۱۵ نومبر ۱۹۴۵ء یوم پنجشنبہ ہے۔ عرفات میں مشہور تھا کہ بارش یا اندھیری یا ٹیڈیاں عصر بعد آتی ہیں۔ یہ خبر غلط نکلی۔ وہاں قطعی کچھ نہ ہوا۔ معلم نے کہا کبھی ایسا ہوتا ہے تو خیمہ بھی اکھڑ جاتے ہیں۔ اس بار اللہ کا بڑا فضل رہا۔ پھر سنا تھا کہ مزدلفہ میں بارش ضرور ہوتی ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ اس وقت سوا بجا ہے۔ سورج نکلا ہوا ہے ابر بھی نہیں ہے۔ درحقیقت اصل یہ ہے کہ جو افواہی باتیں ہوتی ہیں وہ بے اصل ہوتی ہیں۔ منقولات ہی صحیح ہیں۔ مزدلفہ میں ہی جب تین بجنے کو آگئے اور لاری نہ آئی تو مجبور دو روپیہ فی کس کے حساب سے دوسری لاری ٹھہرائی۔ ابھی اس میں سامان رکھ رہے تھے کہ لاری آگئی اور اس میں منا آئے۔ یہ منا میں آنا تیسری بار ہے۔ پہلے مکہ معظمہ آتے ہی منا کی زیارت کی تھی اس وقت مکانات سونے پڑے تھے۔ اور آبادی نہایت معمولی گاؤں کی طرح تھی۔ پھر عرفات جاتے

کو جب مسافر ہے اس وقت دکانیں اور کافی پہل پہل تھی اور آج جب آئے
تو منٹ بمبئی کلکتہ کی گنجان آبادی سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ لاکھوں آدمیوں کی پیل
پیل ہے۔ ہر گلی کوچہ میں آدمی ہی آدمی ہیں۔ چونکہ یہاں آتے ہی اول رمی کرنی
ضروری تھی اس لئے سب رمی جمار کے لئے چلے گئے وہاں عجیب تماشا دیکھا۔
کہ ہزارہا مرد عورت اس دیوار کو گھیرے ہوئے ہیں۔ جو عقبہ اولیٰ کہلاتا ہے۔
خیر جیسے تیسے عقبہ کے قریب گئے۔ اور سب نے بآرام رمی کر لیں اور واپس
آئے۔ آج پہلے روز صرف عقبہ اولیٰ کی ہی رمی کرنی ہے۔ پھر قربانی کے
لئے جانا ہے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر مذبح کی طرف روانہ ہوئے سواری تو ملی
نہیں۔ دھوپ سر پہ گرمی شدید۔ عقبہ اولیٰ سے مذبح تین میل پر تھا۔ جو عرب
ہمارا رہنما تھا اس نے کہا کہ بہت قریب ہے۔ بہرحال وہاں پہنچے تو سر پہ سورج
قدموں تلے دھوپ۔ مذبح میں ہزارہا ذبیحہ پڑے ہوئے۔ سینکڑوں اونٹ
گائے ذبح کے لئے کھڑے۔ خیر ہم نے تقریباً ۳۲ دنبہ کئے۔ یہاں دنبہ
لاہور سے ارزاں ملے۔ ۸ طلی یعنی دنبہ ہم نے ڈیڑھ سو کو لئے اور ۱۴ دنبہ
تین سو دس کو آج یہاں سو کا نوٹ ۹۰ ریال کا ہو گیا ہے۔ لیکن ہم نے
مکہ معظمہ سے ہی تقریباً دو ہزار ریال ۹۶ کے نرخ سے لے لئے تھے۔ ایک
اونٹ ایک سو نوے روپیہ میں جوان لیا اس کا ذبح میں نے بھی دیکھا۔ نہایت
آسانی سے اسے اسی طرح بٹھا لیا۔ جس طرح سواری کے لئے بٹھاتے ہیں

اور آرام سے اس کی گردن قبلہ رخ موڑ کر گردن پر دھڑ کے پاس سے چھری پھیر دی۔ گویا خون کی مشک کا منہ کھل گیا۔ اور تمام خون بہہ گیا۔ اور بس ذبح ہو گیا۔ ایک گائے ایک سو اسی میں خریدی گئی۔ ملی ذبح کرنے میں ایک خاص بات دیکھی کہ بعد ذبح ٹانگ کے پاس سے کھال میں سوراخ کر کے ایک بدوی نے پھونک ماری اور دنبہ کو اتنا پھلا لیا کہ وہ گول مول ہو گیا۔ پھر آسانی سے کھال اتار لی۔ پھر وہاں سے پاپیادہ واپس ہوئے راستہ میں ایک جگہ چاہ پانی پیا۔ پھر گھر آئے قصر کرایا غسل کیا کپڑے پہنے احرام اتارا اتاری مکہ معظمہ کو ایک ریال فی کس کے حساب سے ملی سوار ہوئے اور مکہ معظمہ پہنچے۔ طواف افاضہ کیا سعی صفا و مروہ سے فارغ ہو کر ایک ریال فی کس سے لاری کی اور منا واپس ہوئے۔ شب سرد گذری۔ تھکے ہوئے تھے خوب سوئے۔ بیت اللہ شریف میں آج وہ نیا غلاف چڑھا ہوا تھا۔ جو محمل مصری لایا تھا۔ اور آج داخلی بیت اللہ شریف بھی ہے۔

۱۱ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۱۶ نومبر ۱۹۴۵ء۔ جمعہ

مسجد خیف میں جمعہ نہیں ہوتا۔ ہم نے اپنا جمعہ اپنی جگہ کیا۔ بعد جمعہ آج چھوٹے عقبہ سے بڑے عقبہ تک رمی کرنی ہے۔ آج ایک دنبہ اور ذبح کیا جو شام بنانا ہے۔ اسوقت مرغیاں بنائی ہیں۔ ۱۰ مرغی ۱۰ روپیہ کی ملیں حیرت شاہ صاحب رات بھی ہمارے ساتھ رہے۔ اس وقت بھی ہمارے ہی ساتھ ہیں

آج ڈاڑھ میں صبح سے پھر درد ہے۔ مگر سوائے برداشت کے کیا کیا جائے۔ والحمد للہ۔ آج ام القریٰ ملا اس میں اوقات کا نقشہ اور بیرونی حجاج کا حال لکھا ہوا ہے۔ جو لجنہ منقول ہے۔

حجاج بیت الحرام بلغ عدد الحجاج الذی وصلوا الی ہذا البلاد لغایتہ ولا سبوغ الحاضر ۳۳۶۰۹ حاجا طبقا لما ذکرناہ فی عدد السابق وبذالک یکون عدد الحجاج الذین وصلوا فی موسم حج ہذا العام ۳۷۶۳۰ حاجا تقریباً۔

الجمعۃ ۱۱ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۴۵ء

العشر	ایام	۱۰ ذوالحجہ	فجر		الشراق		الظہر		العصر	
			د	س	د	س	د	س	د	س
۲۶	السبت	۱۱	۳۵	۱۱	۵۷	۱۲	۳۱	۶	۴۱	۹
۲۷	الاحد	۱۲	۳۶	۱۱	۵۸	۱۲	۳۱	۶	۴۱	۹
۲۸	الاثنین	۱۳	۳۷	۱۱	۵۸	۱۲	۳۲	۶	۴۱	۹
۲۹	الثلاثا	۱۴	۳۷	۱۱	۵۸	۱۲	۳۲	۶	۴۱	۹
۳۰	الاربعاء	۱۵	۳۸	۱۱	۵۸	۱۲	۳۳	۶	۴۱	۹
۱	الخمیس	۱۶	۳۹	۱۱	۵۸	۱۲	۳۳	۶	۴۲	۹
۲	الجمعہ	۱۷	۳۹	۱۱	۵۸	۱۲	۳۴	۶	۴۲	۹

بیت اللہ شریف میں آج داخلی تھی۔ غلاف شریف نیا چڑھا ہوا تھا۔ زری سے چاروں طرف لکھا ہوا ہے۔ اس میں اس دفعہ یہ تبدیلی دیکھی کہ پہلے غلاف میں ملک الحجاز عبدالعزیز مسعود لکھا ہوا تھا۔ اس نئے غلاف پر موہوبۃ من جانب حکومت المصریہ اجازت الملک خادم الحرمین الشریفین عبدالعزیز لکھا تھا۔ آج کی رمی چھوٹے عقبہ سے شروع ہونی تھی اور بڑے عقبہ پر ختم۔ چھوٹے عقبہ سے ۲۲۵ قدم کے فاصلہ پر جاتے ہوئے عقبہ وسطی داہنے ہاتھ آتا ہے۔ اور وہاں سے تقریباً ۴۵ قدم عقبہ اولیٰ آتا ہے۔ اژدہام تمام بازار میں ایسا تھا کہ تھالی سر سے پھرتی تھی۔ یہ بازار منا کا تقریباً ۳۰ قدم چوڑا ہے۔ مگر آدمی سے آدمی ٹکرائے بغیر نہیں گذر سکتا۔ سیٹھ احمد صالح کے لڑکے بھی حج میں آئے ہوئے ہیں۔ ان کا پتہ یہ ہے۔ بمبئی۔ ۳ بابو کھولی اسٹریٹ ۳۶ نمبر۔ یعقوب احمد آٹیا۔

۱۲ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۱۷ نومبر ۱۹۴۵ء شنبہ

آج ۶ بجے رمی سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ آتے ہی حرم شریف میں نماز ظہر پڑھی۔ **مسجد خیف**:۔ جبکہ ہم اول بار گئے تھے تو مسجد خیف مقفل تھی۔ ایام حج میں وہ کھلی ہوئی تھی۔ اس کے اندر کے حصہ میں قالین بچھے ہوئے ہیں اور باہر صحن کچا ہے۔ اس پر کنکری باریک بچھی ہوئی ہے۔ بیچ میں مع چھوٹے چھوٹے میناروں کے ایک چھوٹی سی مسجد ہے جسے مسجد آدم علیہ السلام کہا جاتا ہے یہ مسجد بہت وسیع ہے۔ گویا حرم مدینہ کے برابر عرض وطول میں قریب ہے۔

منا کے متعلق چند ضروری ہدایتیں

جب مذبح میں جائیں ایک بڑی رسی ضرور ساتھ رکھیں ورنہ زندہ جانور کا گم ہو جانا معمولی بات ہے۔ اونٹ گائے دنبہ جو بھی ذبح کرنا ہو اپنے سامنے ذبح کرائیں ورنہ ذبح بغیر ہی اس کے حصہ بکرے ہو جاتے ہیں۔ کوشش یہ ہو کہ دنبہ اندر مذبح میں ہی خریدا جائے باہر سے خرید کر اندر لے جانا سخت مشکل ہوتا ہے۔ دنبہ بکرا ایک ریال نصف ریال میں ذبح ہو جائے گا۔ اونٹ گائے تین ریال میں ذبح کرتے ہیں۔ منیٰ میں بکرا بکری کا گوشت دست آور ہوتا ہے کیونکہ وہ سنا کھاتے ہیں مگر طلی یعنی دنبہ چکی دار کھانے میں نقصان کا خطرہ نہیں۔ اس لئے کہ وہ اس جنگل میں نہیں چرتے ادھر ادھر سے لائے جاتے ہیں۔ حافظ خادم حسین کل گیارہ ذوالحجہ کو معہ بیوی کے منیٰ میں بڑے شیطان صاحب کی خدمت میں جاتے ملے۔ درد گردہ کا دورہ پھر ہو گیا۔ اس کی وجہ سے کمزور نظر آئے۔ حمزہ ابوالجود۔ عبدالجلیل رئیس المؤذنین۔ کامل۔ سید عطاس وغیرہ سب سے ملاقاتیں منیٰ میں ہوئیں۔ رمی ہمیشہ اول وقت ہوتے ہی کی جائے تو آسانی سے ہو سکتی ہے۔ یا اخیر وقت یعنی زوال کے بعد سے فوراً رمی کو چلا جائے تو رش کم ملے گا۔ یا عصر کے بعد جائے تو آسانی سے قریب جا کر رمی ہو سکتی ہے مصریوں کو دیکھا کہ وہ کنکریوں کی بجائے سیر سیر کے پتھر بھی مار گئے اور یا ابن الکلب کہہ کر مارتے ہیں۔ میں نے ایک مصری کو کہا ہذا ابن الکلب۔ الکلب من الشیطان

اسن تو اس نے مجھے کہا۔ فی الکلب یکون الشیطان فا الشیطان صار ابن الکلب
اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج فرائض و مناسک حج سے فارغ ہو گئے۔ ۲۵ نومبر کو
رضوانی جہاز کی اطلاع ملی ہے۔ انشا اللہ اسی سے ہم روانہ ہونگے۔ اب ہمارے
سفر کا یہ چوتھا حصہ شروع ہے۔ جس پر سفر ختم ہوگا۔

۱۳ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۱۸ نومبر ۱۹۴۵ء۔ یک شنبہ

آج باب الصفا سے آگے بورڈ پر منزل لائن کا اعلان پڑھا۔ اس میں درج تھا

رضوانی :۔ ۲۵ نومبر کو روانہ ہوگا۔

خسرو :۔ ۱۸ دسمبر کو روانہ ہوگا۔

اکبر :۔ ۲۸ نومبر کو روانہ ہوگا۔

رضوان ان حجاج کے لئے رکھا گیا ہے۔ جو مدینہ پاک حاضر ہو آئے
ہیں۔ خسرو ان حاجیوں کے لئے ہے جو مدینہ شریف ہو کر واپس آئینگے

آج بابو سراج دین صاحب کو ایک لفافہ بذریعہ ایر میل روانہ کیا اور ایک برخوردار
خلیل کو کہ بفضلہ تعالےٰ اب ہم تمام مناسک حج سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اور انشا اللہ
رضوانی سے ۲۵ نومبر روانہ ہو جائیں گے۔ کراچی سے بذریعہ تار انشا اللہ العزیز
مطلع کریں گے۔ بابو سراج کو بھی یہی مضمون اور بشارت دعا کہ عین عرفات میں
خاص وقت عصر کے بعد دعا کی گئی ہے۔ انشا اللہ آپ کے مصائب و تفکرات
رفع ہو چکے ہونگے۔ یا ہو جائیں گے مطمئن رہیں۔ آپ کا خط پڑھ کر میرے دل

پر حاضر ہوا۔ اور میرے رفقاء سفر بھی اس دعا میں شریک تھے۔ اللہ قبول فرمائے۔ آج یاد آیا کہ عقال اور رومال جو بچوں کے لئے خریدے گئے وہ کم ہیں۔ لہذا آج ہی بازار صفا جاکر ۸ رومال ۸ عقال اور خریدے گئے۔ منا میں حمزہ ابوالجود کا تمام سامان حرامی چرا لے گیا۔ انہوں نے اس کی فہرست پولیس یعنی شرطہ کو دے دی ہے۔ تقریباً تیس حرامی گرفتار بھی کئے گئے ہیں۔ وہ بہت پریشان تھے۔ آج انہیں میاں احمد بخش نے میرے ذریعہ سو روپیہ نظر کرائے۔ وہ آج ہی مدینہ شریف روانہ ہو رہے ہیں۔ سید عطاس کی شمسیہ گم ہوگئی۔ کل شب گیارھویں شریف کی فاتحہ نور دین صاحب نے کرائی۔ اس میں ۱۴ ریال عگہ کے حساب سے ۲ عگہ مصری سیویاں منگوائی گئیں جو گھی میں تل کر شیرہ پکائی ہوئی ہوتی ہیں۔ رسہ کی طرح لپٹی ہوئی کراری رہتی ہیں۔ اور پندرہ مطیق مصری جن میں انڈا قیمہ ملائے ہوتے ہیں۔ عصر کے بعد مطیق بنوائے گئے یہ ایک ریال کو ملا کر آتے ہیں۔ مگر آج گراں ہیں۔ اور ایک ریال میں تین میٹھے چار ریال میں ۵ کیلہ ۵ ریال میں ۲ خربزے ایک ریال میں ۲ چھوٹے چھوٹے سنترہ نہایت ترش علیحدہ آئے تین ریال میں تین انار نہایت شیریں۔ اس میں حمزہ شریک نہ ہو سکے سید عطاس عبدالجلیل۔ کامل وغیرہ سب شریک تھے۔ ایک بات عجیب حیرت ناک دیکھی وہ یہ کہ قربانی کی تمام کھالیں حکومت لیتی ہے۔ اور غربا جو چھپ چھپا کر کپڑے میں لپیٹ کر لے جائے تو اس کی تلاشی لی جاتی ہے۔ اس سے کھال چھین کر اسے قید کر

دیا جاتا ہے۔ یہ بدنیتی ظالم حکومت کی ہے۔ اس پر بھی اس کا پورا نہیں پڑتا

غار حرا:۔ اس پر جو ترکی زمانہ کا قبہ تھا وہ تو شہید کر دیا گیا۔ اس میں تین راہ ہیں۔ وہ سوراخ جنہیں صدیق اکبر نے اپنی چادر اور پیر کے انگوٹھے سے بند کیا تھا۔ آج تک موجود ہیں۔ آرام گاہ کا مقام ابھی تک ہے۔ اس کی چڑھائی تین میل ہے۔

جبل نور:۔ اس پر دو زیارت ہیں ایک زیارت وہ ہے جہاں قبل از بعثت شق صدر ہوا۔ یہاں ترکوں نے اس جگہ خاص عمارت تعمیر کر کے اس میں قالین وغیرہ بچھائے۔ اس حکومت نے وہ سب منہدم کر دیا اب کھنڈر باقی ہیں۔ لٹانے کی جگہ ابھی تک موجود ہے۔ دوسری زیارت گاہ وہ ہے جہاں سورۂ اقراء نازل ہوئی اس پر بھی مسجد تھی وہ شہید کر دی ہے۔ اب اسے وہاں کے بدوی غار اگرا کہتے ہیں۔ یعنی غار اقراء۔

۱۴ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۱۹ نومبر ۱۹۴۵ء۔ یوم دوشنبہ

ہم خزانۂ بہز زبیدہ اور بکینۃ الکبر یا یعنی حرم کے بجلی گھر کے سامنے ہی ٹھہرے ہوئے ہیں۔ مسٹر رفیق اپنے بجلی گھر میں بیٹھے ہوئے ہمیں نظر آتے ہیں۔ اور دور دور ہی سے سلام سلام ہو جاتا ہے۔ اس سے جب حرم کی طرف چلیں تو اول تکیہ مصری آتا ہے۔ پھر باب الجیاد آجاتا ہے۔ آج موٹر لاریاں اور ٹرکوں کے مقابلہ میں زیادہ جا رہی اور آ رہی ہیں۔ محمد امین صاحب کی زبانی

معلوم ہوا کہ آج محل سعودی کے سامنے فوجی مظاہرہ ہے۔ توپیں مشین گنیں اور تمام فوج جمع ہو رہی ہے۔ دیکھنے والوں کو عام اجازت ہے گویا اپنا اچھا پن دکھایا جا رہا ہے۔ حالانکہ جو لوگ دیکھ کر آئے ہیں وہ ہنس رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ملک الحجاز کی طاقت اتنی زبردست ہے کہ کسی حکومت سے ٹکرانے وقت پانچ منٹ زیادہ سے زیادہ ٹھہر سکتی ہے۔ یہاں مکہ معظمہ میں رافضیوں کے مطوف بھی ہیں۔ مگر کل چھ ہیں۔ ایک کا نام علی حمزہ ہے۔ دوسرا سید صحرا۔ تیسرا محمد علی غلام چہارم معاذل پنجم محمود اسان ششم جمال اور سید احمد جعفری سادات مکہ سے ہیں۔ اور چوٹی کے سیار ہیں۔ سید احمد عطاس سید احمد جعفری کے این عم ہیں۔ باقی عبدالرزاق فارسی۔ عمر اکبر یحییٰ محبوب بخدی۔ شیخ المعلمین عبدالرحمن مظہر سحب بخدی۔ عبدالرحمن بخدی۔ سلیمان ہاشم بخدی عقیل عتاض بخدی عزیز الرحمن بنگالی سنی۔ عبدالمنان چودھری بنگالی حنفی میر عالم پٹھان حنفی۔ حسین ناصر بنگالی حنفی۔ عبداللہ کفیہ حنفی بنگالی۔ موسیٰ مرد حنفی بنگالی عمر شرب مقترب حنفی۔ حسن بن جراح بخدی۔ اس طرح چار سو معلم ہیں۔ مکہ معظمہ میں بعض لوگوں سے سنا گیا کہ سید احمد جعفری کے متعلق پنجاب کے کمیشن ایجنٹ حاجیوں کا خیال ہے کہ وہ رافضی ہیں۔ مگر سید احمد عطاس حمزہ ابوالجود انصاری عبدالجلیل حیدر مزور مدینہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے تصدیق کی کہ وہ خالص حنفی سنی ہیں اور مکہ معظمہ میں خالص حنفی معلم سید احمد جعفری

ہی ہیں - باقی جو حنفی سنی لکھے گئے وہ بھی حکومت کے آگے نگونسار ضرور ہیں -

۱۵ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ - ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء سہ شنبہ

آج وداعی دعوت مسٹر رفیق کے یہاں ظہرانہ ہے - اس میں نواب اسد اللہ خاں ڈپٹی کمشنر لاہور - ملک ہیرا والے اور پنجابی اکثر شریک ہیں - کھانے میں کیک پیٹیں مسلم دنبہ خمیری روٹی سرکہ کی چٹنی کچومر خربزہ وغیرہ تھا - قیمہ بھری کھجوریاں سب سے اول لگائی گئیں -

چونکہ کل انشاء اللہ ہم جدہ روانہ ہو رہے ہیں - اس لئے کہ معظمہ آنے والوں کے لئے خاص ہدایتیں یہاں کر دینا ضروری سمجھتے ہیں ان پر عمل لازمی ہے

۱ - ہر حاجی ایک جاء نماز ضرور اپنے ساتھ رکھے اس لئے کہ مدینۃ الرسول کے حرم پاک میں تو ریشمی قالین ہر سمت ملیں گے - لیکن بیت اللہ شریف میں ایک بھی مصلے میسر نہیں ہوگا - سوا ان جاء نمازوں کے جو معلم اپنے اپنے حاجیوں کے لئے بچھاتے ہیں -

۲ - حرم بیت اللہ میں ہر نماز سے کم از کم ایک گھنٹہ پہلے جانا چاہیئے ورنہ جگہ میسر نہ ہو گی -

۳ - معلمین کی جاء نمازیں صرف مغرب عشا فجر میں ملتی ہیں ظہر عصر میں نہیں ملتیں

۴ - مچھر بے شک یہاں کافی ہیں لیکن مچھر دانی اگر نہ ہو تو اوڑھنے کی چادر ضروری ہے

۵ - ایک لوٹا ضرور ہمراہ رکھا جائے -

۶ - ایک اسٹوب ضرور ہمراہ رکھیں - تیل مٹی یہاں عام مل جاتا ہے۔ وہ ضرورت پر آرام دے گا۔

۷ - ایک کیتلی چھوٹی ضرور ساتھ رکھیں۔

۸ - ہلکا بستر ضرور ہمراہ رکھا جائے اس لئے کہ یہاں گرمی ہوتی ہے رات کو قہوہ خانہ کی چارپائی جو کرسی نما ہوتی ہے۔ اور عام طور پر چار قرش روزانہ پر اور قرب ایام حج میں نصف ریال روزانہ پر مل جاتی ہیں۔ مکان جو کرایہ پر لیا جاتا ہے اس میں رات گذارنی بوجہ گرمی اور مچھر مشکل ہے۔

۹ - ایک بالٹی یا کراچی سے ایک پیپہ ضرور خرید لیا جائے۔ جو ساڑھے تین روپیہ سے چھ اور آٹھ روپیہ تک مل جاتا ہے۔

۱۰ - ایک دیگچی دو ایک کٹورے دو تین رکابیاں ضرور ساتھ رکھیں۔

۱۱ - ایک ٹاٹ یا جازم مکان میں بچھا کر بیٹھنے کو ضرور رکھیں۔ یہ جہاز میں بھی فائدہ مند ہے۔

۱۲ - فولڈنگ چارپائی اگر لے لیں تو اچھی ہے کہ اس سے کرایہ کی چارپائی کا بار ہٹ جائے گا۔

۱۳ - سیاہی قلم کاغذ کورے یا کورے کاغذ کی کاپی ہمراہ رکھیں کہ یادداشت لکھ سکیں

۱۴ - ایک چادر ایک دری اور ایک تہبند سفید احرام کے لئے ہمراہ رکھیں اگرچہ اعلان میں شائع ہو چکا ہو کہ حاجی کیمپ سے سب کچھ مل جاتا ہے۔ اس پر بھروسہ نہ کریں

۱۵۔ ایک فرشی چاندنی ہمراہ ضرور ہو کہ رابغ وغیرہ منازل پر جہاں ٹھہریں۔ ٹاٹ ڈال کر اس پر بچھالیں ورنہ کرسی نما چارپائیوں کا کرایہ بہت ہو جاتا ہے

۱۶۔ حاجیوں کو راشن میں چاء چینی جتنی مل جائے وہ ضرور ہمراہ لیں اگر خرچ میں نہ آئے تو اہل مدینہ کے کام آسکے گی۔ مدینہ طیبہ میں چینی چار ریال عگہ ہے گویا عصہ روپیہ کی پاؤ سیر

۱۷۔ چاول باسمتی اپنی مدت سفر کے لئے ہمراہ رکھیں۔ مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں یہ چیز معدوم ہے۔ اگرچہ عام چاول چار ریال عگہ مل جاتے ہیں۔ مگر وہ ہندوستانی نہیں کھا سکتے۔ باقی کوئلہ سگریٹ اعلےٰ سے اعلےٰ قسم کے یہاں ملتے ہیں۔ آٹا بھی مل جاتا ہے۔

۱۸۔ چاء بہت گراں ہے مگر مل جاتی ہے۔ گھی مدینہ طیبہ کا تو نہایت اعلےٰ ہوتا ہے۔ مگر مکہ معظمہ میں بھی برا نہیں۔ دودھ گاء بکری کا عام ہے دہی بھی عام ہے۔ پنیر بھی بہت کافی ملتا ہے۔

۱۹۔ جنہیں دھوپ ناگوار ہو انہیں چاہیئے چھتری ضرور ہمراہ رکھیں۔ موسم حج کی دھوپ سخت ہوتی ہے۔ "فی مواسم العقرب تحت الشمس لاتقرب" یہاں کا مقولہ عام ہے۔ حجامت منیٰ میں کم سے کم دو روپیہ کو ہوتی ہے۔ اور اچھی جگہ اگر جائیں تو پانچ روپیہ تک ہے۔ عام حجامت مکہ معظمہ میں عصہ ریال کو بنتی ہے۔ جوتے پر پالش دو جوڑوں پر ڈیڑھ ریال میں کرتے ہیں۔ لہذا۔۔۔

۲۰- ایک برش اور ۲۱- ایک ڈبیہ بوٹ پالش کی ہمراہ رکھیں۔
۲۲- سر میں ڈالنے کا تیل ضرور ہمراہ رکھیں۔ میں ادھا چمبیلی کے تیل کا لایا تھا مگر افسوس کہ مدینہ پاک کے سفر میں بے احتیاطی سے ہینڈ بیگ میں ٹوٹ گیا اور تیل کی تکلیف رہی۔
۲۳- ناخن کٹ ۲۴- چھوٹی قینچی ۲۵- استرہ ۲۶- چاقو ۲۷- چھری ضرور ہمراہ ہوں۔
۲۸- پہننے کے کپڑے تین ماہ کے سفر کے لئے چار جوڑے کافی ہیں۔ دھلائی عموماً فی کپڑا چار یا پانچ گرش لیتے ہیں۔ خواہ بنیان یا شلوار یا قمیض کوئی کپڑا ہو
۲۹- تھوڑا صابون کپڑے دھونے کا ہمراہ ہو تو اچھا ہے۔ اور منہ دھونے کا بھی ایک دو پیکٹ۔
۳۰- ایک انگیٹھی بھی ہمراہ ہونی چاہیئے۔ یہاں معمولی انگیٹھی چھ سات ریال کو ملتی ہے ۳۱- تو لیہ بھی دو کم از کم ساتھ ہوں۔
۳۲- طواف کی دعاؤں کا مجموعہ خود یاد کر کے اگر طواف کرے تو زیادہ حضور قلب ہوتا ہے۔ بالخصوص دربار رسالت میں درود خوانی خود ادب سے کرنی چاہیئے۔ یہ مجموعہ حاجی کیمپ سے کراچی مل جاتا ہے۔ وہاں سے لے کر جہاز میں یاد کر لے۔ تاکہ سہولت رہے۔ میرے اس سفرنامہ میں دعاؤں کا مجموعہ ہے۔ اسے یاد کر لیں۔ بیت اللہ شریف میں عام صفوں کی پیروی نہ کرے

بلکہ بیت اللہ شریف کی طرف اپنا مواجہ صحیح کر کے کھڑا ہو۔ سعی صفا مروہ اور طواف اگر شبری پر کرنا چاہے اور خود کرنے پر قدرت نہ رکھے تو معہ طواف سعی کے دس ریال تک ہوتے ہیں۔ اور فقط سعی کے پانچ روپیہ۔ ہمارے رفقاء سفر کو زائد سعی صفا و مروہ اور بعض وقت طواف وغیرہ میں ۶۰ روپیہ تک دینے پڑے ہیں۔ اس لئے کہ ایک شبری میں ایک سے زائد نہیں لیتے۔

خرید و فروخت میں اگر تھوڑے محاورات اور گنتی یاد کر لئے جائیں تو آسانی رہتی ہے۔ گنتی عربی کی یہ ہے۔

واحد	اثنین	ثلاث	اربع	خمسہ	ستہ	سبعہ	ثمانیہ	تسعہ	عشر
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

اس گنتی کے یاد کر لینے کے بعد آگے دہائیاں یاد کر لیں۔

عشرین	ثلثین	اربعین	خمسین	ستین	سبعین	ثمانین	تسعین	مائہ	مائتین
۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰
ثلثمائہ	اربعمائہ	خمسمائہ	ستمائہ	سبعمائہ	ثمانیہ مائہ	تسعمائہ	الف	الفین	
۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰	۲۰۰۰	

جب دکان پر کوئی چیز پسند آئے تو صاحب دکان سے معلوم کرو اور اس طرح کہو۔ بکم ہذا۔ یعنی یہ چیز کس قیمت کی ہے۔ وہ کہے گا عشرین ریال یا کچھ اور۔ اس کے جواب میں اس سے کہو۔ نہایۃ بکم یعنی آخری قیمت کیا ہے۔

جب وہ آخری قیمت کہدے اور تمہیں گراں معلوم ہو تو کہو۔ غَالِی بِالْمَرَّۃِ یعنی بہت مہنگی ہے۔ وہ اس کے جواب میں تم سے کہیگا۔ بِکَمْ تَبْغِی۔ تم کس قیمت [illegible] لینا چاہتے ہو تو تم وہ عدد جو لکھے ہیں ان میں سے بتادو۔ کچھ اشیا کے نام [illegible] رکھنے چاہئیں۔

[illegible]۔ گدھا گاڑی کو کہتے ہیں۔ اپنے مزدور یا مطوف کو کہو۔ جِئْ بِالْعَرَبِیَّۃِ یعنی [illegible] لے آؤ۔

باخورہ۔ جہاز کو کہتے ہیں۔ اگر پوچھنا ہو ہمارا جہاز کب جائے گا۔ تو پوچھو متی یَرُوْحُ الْبَاخُوْرَۃُ۔

قمر	چاند	ضان	بھیڑ	عجل	بیل	عَلِّمْ	سکھا	قَدِّمْ	آگے چل یا آگے کر
بیت	گھر	بز	بکرا	ابوی	میرا باپ	ہَبْ	جمع کر	کَلِّمْ	گفتگو کر
جمل	اونٹ	مشاۃ	بکری	اخوی	میرا بھائی	سَلِّمْ	سلام کر	نَظِّفْ	پاک کر صاف کر
طلی	دنبہ	اب	باپ	یدی	میرا ہاتھ	طَہِّرْ	پاک کر	فَہِّمْ	سمجھا
بحر	دریا	اخ	بھائی	فمی	میرا منہ	خَدِّمْ	خدمت کر	نَحِّرْ	قربانی کر
شمس	سورج	ید	ہاتھ	امی	میری ماں	خَلِّلْ	خالی کر	بَخِّرْ	دھونی دے
دار	گھر	فم	منہ	اختی	میری بہن	سَہِّلْ	آسان کر	بَرِّدْ	ٹھنڈا کر
ثور	گائے	ام	ماں	عجلی	میرا بیل	رَکِّبْ	سوار کر	عَدِّلْ	انصاف کر
معز	بھیڑ	اخت	بہن		یا بچھڑا	نَزِّلْ	اتار	بَیِّضْ	ستھرا کر
								شَرِّفْ	مشرف کر

هٰذا هو البقر	یہ وہی گائے ہے	هٰذا الملح	یہ نمک ہے	هٰذا الوَبَر	یہ اونٹ کی اون ہے
هٰذا هو الولد	یہ وہی بچہ ہے	هٰذا الفلفل الاحمر	یہ لال مرچ ہے	هٰذا المرجان	یہ مرجان ہے
هٰذا العنب	یہ انگور ہے	هٰذا الفلفل الاسود	یہ سیاہ مرچ ہے	هٰذا الشَّعر	یہ گھوڑے کا بچہ ہے
هٰذا الجبن	یہ تربوز ہے	هٰذا الجبن	یہ پنیر ہے	هٰذا من القطن	یہ روئی کا کپڑا ہے
هٰذا البطیخ	یہ خربزہ ہے	هٰذا الکلب	یہ کتا ہے	هٰذا الصّوف	یہ کوئلہ ہے
هٰذا القثاء	یہ ککڑی ہے	هٰذا الحدید	یہ لوہا ہے		

زُرْنِی اَخِی	میرا بھائی مجھ سے ملا	مَنْ یُنَادِی	تجھے کون پکارتا ہے
هٰذا سَاعَتِی	اب یہ میری باری ہے	اَخِی تَعَالَ مَعِی	بھائی میرے ساتھ
دَرَاهِمِی فِی جَیْبِی	میرے پیسے میری جیب میں ہیں	قَرَءْتُ کِتَابِی	میں نے اپنا خط پڑھ لیا
کِتَابِی فِی بَیْتِی	میری کتاب میرے گھر میں ہے	اَعْطَانِی	وہ چیز مجھے دی ہے

کتابی	میری کتاب	نحوالی	میرا ہرن	قریبی	میرا قریب
سلاحی	میرا ہتھیار	سریری	میری چارپائی	صدیقی	میرا دوست
حمامی	میرا کبوتر	بعیری	میرا اونٹ	رفیقی	میرا ساتھی
کلامی	میرا کلام	سلامی	میرا اسلام	نصیبی	میرا حصہ
حماری	میرا گدھا	خطابی	میرا مخاطبہ	عزیزی	میرا عزیز
بغالی	میرا خچر	سبیلی	میرا راستہ	قمیصی	میرا کرتہ

يقول	کہتا ہے	يجوع	بھوکا ہے	يأكل	کھاتا ہے
يكون	ہوتا ہے	يصوم	روزہ رکھتا ہے	يأمر	حکم کرتا ہے
يلوم	ملامت کرتا ہے	يدور	پھرتا ہے	يأخذ	پکڑتا ہے
يموت	مرتا ہے	يقود	ہانکتا ہے	يأذن	اجازت دیتا ہے
				يأسف	افسوس کرتا ہے

بيع	بک گیا	صيد	شکار کیا گیا	انزل	اتر	اكرم	تعظیم کر	كيل	پیمانہ کرلیا
قيل	کہا گیا	زيد	زائد ہو گیا	اخرج	نکل	ادخل	داخل ہو		گیا

من ركب	کون سوار ہوا	كيف يركب	کیسے چڑھتے ہو
هل ركب جملة	کیا سب سوار ہو گئے	هل ذهب	کیا وہ گیا
نعم ركب جملة	ہاں سب سوار ہو گئے	نعم ذهب	ہاں چلا گیا

عربی مہینے محرم - صفر - ربیع الاول - ربیع الآخر - جمادی الاولیٰ جمادی الاخرہ - رجب - شعبان - رمضان - شوال - ذیقعد - ذوالحجہ

اسماء ایام یوم السبت - یوم الاحد - یوم الاثنین - یوم الثلاثاء - یوم الاربعاء ہفتہ - اتوار - پیر - منگل - بدھ یوم الخمیس - جمعرات - یوم الجمعہ - جمعہ

تلفظ بالضد

عربی	اردو	عربی	اردو	عربی	اردو
ليل	رات	سكر	نشہ	حار	گرم
نهار	دن	صحو	ہوش	بارد	سرد

عربی	اردو	عربی	اردو	عربی	اردو	عربی	اردو
رطب	تر	کذب	جھوٹ	عطشان	پیاسا	قبیح	بدشکل
یابس	خشک	حق	سچ	ریان	سیراب	سخط	غصہ
سخاوۃ	کشادہ دستی	باطل	غلط	غدًا	صبح	رضا	خوشنودی
بخل	کنجوسی	طیب	پاک	مَسَا	شام	حزن	رنج
ضعف	کمزوری	نجس	ناپاک	صبح	دن	سرور	خوشی
قوۃ	طاقت	کبیر	بڑا	مسا	شام	بحر	دریا
حیٰوۃ	زندگی	صغیر	چھوٹا	علم	جاننا	بر	خشکی
مماۃ	موت	حلال	جائز	جہل	ناواقفیت	حُرّ	آزاد
ذکر	مرد	حرام	ناجائز	حسن	اچھا	عبد	غلام
انثیٰ	عورت	جوع	بھوک	قبح	برا	مسافر	×
صدق	سچائی	شبع	پیٹ بھرا	صبیح	خوبصورت	مقیم	×

اَجِیر	مزدور	جَزّاز	قصائی	طَبّاخ	باورچی	خَصّاف	جوتا سینے والا
بَزّاز	پارچہ فروش	ذَبّاح	ذبح کرنے والا	حَائِک	جولاہا	خَفّاف	موزہ بنانیوالا
قَمّاش	×	نَجّار	ترکھان	نَدّاف	دھنا	اِسکاف	موچی
خَیّاط	درزی	حَدّاد	لوہار	حَلّاج	دھنا	صَبّاغ	رنگریز
قَصّار	دھوبی	خَبّاز	نانبائی	قَطّان	دھنیا	صَیّاغ	سنار

لبّان	دودھ والا	تمّار	کھجور والا	سمّان	گھی والا	زیّات	تیل والا
عطّار	دوا فروش	نزّاح	چوڑہا	کنّاس	جھاڑو والا	طبّاع	مہرکن
حطّابہ	لکڑی والا	حجّام	سنگی والا	مزیّن	خط بنانیوالا	صرّاف	روپیہ پیسہ دینیوالا
بنّاء	راج	غوّاص	غوطہ زن	مہندس	مستری	فلّاح	کاشتکار
ملّاح	کشتی چلانیوالا	سبّاح	تیراک	جمّال	اونٹ والا	بزّار	پنساری
بوّاب	دربان	نبّاش	کفن چور	غسّال	مردہ شو	حفّار	گورکن
حمّال	بوجھ اٹھانیوالا	بقّال	سبزی فروش	دلّال	بکوانے والا	سقّاء	پانی پلانیوالا
طحّان	غلہ پیسنے والا	حکّاک	نگینہ ساز	جلّاد	درہ مارنیوالا	کیّال	ناپنے والا
فاکہانی	میوہ فروش	حلوائی	×	قابلہ	دائی	ناطور	مالی
طبیب	حکیم	خزّاف	کمہار	حاجب	دربان	صیّاد	شکاری
ارنب	خرگوش	اسد	شیر	ذئب	بھیڑیا	ثعلب	لومڑی
فرس	گھوڑا	حمار	گدھا	کلب	کتا	سنّور	بلی
کبش	دنبہ	شاۃ	بکری	ضأن	بھیڑ	بقر	گائے
جاموش	بھینس	بعیر	اونٹ	ظبی	ہرن	بغل	خچر
فیل	ہاتھی	قردہ	بندر	سائبہ	سانڈ	خرس	ریچھ
انبہ	آم	بطیخ	خربزہ	حب حب	تربوز	توت	شہتوت
تین	انجیر	تمر	کھجور	تفّاح	سیب	رمّان	انار

عنب	انگور	زبیب	کشمش منقے	موبز	منقے	قثاء	ککڑی
خیار	کھیرا	لوز	بادام	نارجیل	کھوپرہ	موز	کیلہ
عرجون	امرود	قصب السکر	گنا	نارنج	نارنگی	سفرجل	بہی

جواب: باب الجیاد نجی الدین بھی عجیب آدمی ہیں۔ ہزار ہا لوگوں کی جوتیاں رکھنا اور واپس مانگنے پر اسی کو اس کی جوتی واپس کرنی۔ عرف عرب میں جوتی کو مداس کہتے ہیں۔ ہماری طرف سے انہیں سو روپیہ پیش کیے گئے مقام جہد مدینہ طیبہ سے ریاض کی راہ میں ایک جگہ ہے۔ وہاں سے پٹرول نکلتا ہے۔ اور امریکنوں نے پائپ لائن کا کیشیا تک لگائی ہے جس کے ذریعہ پٹرول لے جاتے ہیں۔

سفر آخری

۱۶ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۱۲ نومبر ۱۹۴۵ء۔ چہار شنبہ

آج جعفری غائب ہے۔ مسٹر رفیق بھی سخت ناراض ہو رہے ہیں۔ مگر وہ ہے کہ غائب ہے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے لاریاں جدہ جا رہی ہیں اور ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ عصر آج ہم نے اسی انتظار میں اونچے پڑھا اول طواف وداع کیا۔ پھر دو نفل پڑھ کر عصر ادا کر کے باہر آئے لاری آئی مگر لاری میں سامان بہت زیادہ بار ہو چکا ہے حتی کہ بیٹھنے کو جگہ نہیں رہی آخر ۱۰ لیے روپیہ لاری ڈرائیور کو دیئے اس نے سامان لاری سے باہر

کسا اور ہمارے بیٹھنے کو جگہ بنائی۔ آخرش مغرب میں نے حرم میں ادا کی۔
اور تقریباً ۱½ بجے لاری روانہ ہوئی۔ راستہ کی کوشاں سے نجات پاکر پونے
پانچ بجے جدہ کے دروازہ میں داخل ہوئے۔ احمد حکیم وکیل جعفری ہمیں ملا
سامان تین عربیہ لے کر بار کرایا ان کا ۱۸ روپیہ کرایہ دیا۔ محمد امین اسی
وقت شاہ جہان سے ملنے گئے اور رفیق کی چٹھی اسے دی۔ اس نے کہا بہت
دیر میں آئے ہو۔ رضوانی کی سیٹیں پر ہو چکی ہیں۔ اچھا صبح ۲ بجے پاسپورٹ لے کر آجاؤ
انشاءاللہ کوشش کروں گا۔ اب دیکھئے کوشش نعم کی آواز دیتی ہے۔ یا لاء محض
کی۔ بہرحال قیام جدہ سخت ناگوار ہو رہا ہے۔ رفقاء سفر بیچین ہیں الا ماشاءاللہ
میں اور محمد طفیل صاحب اس بیچینی سے بے حس ہیں۔ زیادہ اضطرار و اضطراب
میاں فضل دین صاحب اور نور دین کو ہے۔ اس کے دوسرے درجے میں
بابو محمد امین ہیں اور نمبر تین میں، بھائی احمد بخش صاحب اور نمبر چار پانچ
میں الہ دین اور میاں اللہ دتہ قصوری۔

۱۷ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ - ۲۲ نومبر ۱۹۴۵ء - پنجشنبہ

مختصر یہ کہ شب گذاری ہے۔ میری نیند چونکہ اڑ گئی اس وجہ میں میں
عشاء کی نماز پڑھ کر حاجیوں کے آنے کا تماشا دیکھتا رہا اور اسی میں صبح
ہو گئی۔ حاجی غلام محمد صاحب حاجی بدر دین بھی میرے ساتھ اس تماشہ
میں شریک رہے لیکن حاجی غلام محمد صاحب بعد میں سو گئے۔ اب ۲ بج

چکے ہیں۔ ۱۰½ بجے حسین صویلح کو اور احمد حکیم وکیل جدہ کو ہمراہ لے کر شاہجہان کے پاس بابو امین جائیں گے اللہ کرے خوش کن خبر لائیں۔ اس مشاہدہ سے ہم یہ نتیجہ نکال چکے ہیں کہ مطوف چھوٹا موٹا اچھا نہیں ہوتا۔ مکہ معظمہ میں مطوف کیا جائے تو ذرا زوردار ہونا چاہیئے۔ یہ سید جعفری بیچارہ غریب ہے اور کس مپرسی کے حال میں ہے۔ اس کی غربت نے ہی ہمیں اس پریشانی کے مقابل کیا ہے۔ اب ہم بائیس رفقاء سفر ہیں۔ نوازش علی معہ دو عورتوں کے ہمارے ہی ساتھ ہیں۔ مکہ معظمہ سے اگر وکیل جدہ کو تار دیدیا جائے کہ ہمیں فلاں جہاز سے جانا ہے۔ تو یہ مفید پڑتا ہے۔

۱۸ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۲۳ نومبر ۱۹۴۵ء۔ بروز جمعہ

آج جمعہ ہے۔ نماز جمعہ تو بندی عنصر کے غلبہ کی وجہ میں پڑھنی ہی مشکل ہے۔ شام لوگ شاہجہان کے کونسل ہاؤس پر پہنچ کر نعرہائے تکبیر لگاتے رہے آخر وہ گھبرا کر نکلا اور کہنے لگا کیا بات ہے۔ یہ اجتماع کیسا ہے لوگوں نے کہا صاحب اللہ کا نام لے رہے ہیں۔ شاہجہان کہنے لگا۔ اللہ کا نام گھر میں بیٹھ کر نہیں لے سکتے۔ یاد رکھو اس طرح میں کچھ سننے کو تیار نہیں ہوں۔ سہولیت سے باتیں کرنا ہوں تو کرو۔ آخر سب لوگوں نے نعرے بند کیئے اور کہا کہ ہمیں جدہ میں ایک ایک ساعت بھاری ہے۔ یہاں پانی ایک ریال کو ایک ٹین مل رہا ہے۔ اور ہر چیز خراب اور خاطر خواہ نہیں۔ اس پر

گراں اور سخت گراں ہے یا تو ہمیں مکہ معظمہ پہنچا دیا جائے کہ وہاں ہم طواف حرم اور برکت بیت کے سہارے سب کچھ گوارا کر سکیں یا رضوانی کے دوسرے روز ہی اکبر روانہ کرو۔ شاہجہان نے وعدہ کیا کہ اگر اکبر کی سیٹیں پر ہو گئیں تو میں ۲۴ نومبر کو ہی اکبر روانہ کر دوں گا۔ دیکھئے یہ وعدہ کہاں تک پورا ہوتا ہے۔ بہر حال جہازوں اور لاریوں کا نظام اتنا گندہ ہے کہ حاجی شاکی اور نالاں ہے۔ اور اگر اسی بے پرواہی کے ساتھ حکومت حاجیوں کو خراب کرنا چاہتی ہے تو کم از کم اعلان کر دے کہ ہماری طرف سے کسی قسم کی مراعات حاجیوں کے لئے نہیں مل سکتی یا جلد از جلد نظام صحیح کرے۔ اگر وہی چرخا لاریاں اور اس پر وہی ایک ہزار چالیس روپیہ یا رہ آنے کرایہ لیتے ہوئے راستہ میں کسی منزل پر کوئی آرام دہ نظام ناممکن ہے تو دیانت کا اقتضا یہ ہے کہ حاجیوں کو اطلاع دے دی جائے۔ خدا کے فضل سے لاریاں اتنی خوبصورت ہیں کہ پہیوں میں صرف دو دو ڈھبریاں اور روشنی ایک چشمی گویا حکومت کے تاجدار کے یک چشمی ہونے کی وجہ میں لاریوں کا ٹریڈ مارک بھی وہی کر دیا گیا ہے۔ پھر گدیاں ایسی کہ پندرہ منٹ میں کولہے زخمی کر دیتے ہیں بادی پر اگر چھت ہے تو تختہ بیٹھنے کے ندارد اور بیٹھنے کا کچھ ٹھکانہ ہے تو چھت ناپید معاذ اللہ اتنی ظالم اور بے پرواہ خود غرض حکومت سوائے سعودی حکومت کے دیکھنے میں نہ آئی۔

۱۹ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ ۔ ۴ نومبر ۱۹۴۵ء ۔ بروز شنبہ

کل شاہجہان وائس کونسل سے ملاقات ہوئی۔ بظاہر نہایت خندہ پیشانی سے ملا اور بہت گریہ مسکین نظر آیا۔ معائب صائب کا یہ شعر یاد آیا۔

سنگین دلست ہر کہ بظاہر ملائمست

پنہاں دروں پنبہ مگر پنبہ دانہ را

ہم نے اپنی مظلومیت کا اظہار کرتے ہوئے شاہجہان کو بتایا کہ آپ کے یہاں رضوانی میں ان کے لیے سیٹ مل گئی ہیں جو ہم سے بعد جدہ آئے اور ہم محروم رہ گئے۔ وہ کہنے لگا آپ بتائیں میں فوراً تین مہینہ کے لیے ان کو روک سکتا ہوں۔ یا بو محمد امین نے کہا کہ حج کر کے آئے ہیں اس کے ماتحت یہی ایک ثواب ہمیں حاصل کر لینا باقی ہے کہ جو حاجی خوشی خوشی ہم سے تین روز قبل جانے کے لیے انہیں ہم تین ماہ کو رکوا دیں۔ ہمیں معاف کیجئے اتنا بڑا ثواب ہم حاصل کرنے کو تیار نہیں۔ شاہجہان کہنے لگا میں نے کل چالیس آدمی پکڑ لیے ہیں اس لیے کہ معلم کے وکیل نے مجھے ان کے پاسپورٹ قسم کھا کر دیئے مگر گیٹ کی پولیس نے مجھے بتایا کہ ایک لاری ہم نے پاس کی ہے آخر وہ میں نے روک لیے۔ یا بو امین نے صاف کہہ دیا کہ یہ نظام آپ نے کل ہی کیا ہوگا۔ اگر برسوں آپ کرتے تو بہت حاجی رہ جاتے اس نے مانا اور کہا کہ ہاں یہ انتظام میں نے کل ہی کیا اور یہ میرے خزانے سے نہیں۔ بہر حال شاہجہان نے تعلقات کے

اثرات سے متاثر ہو کر ایسا کیا کہ سینکڑوں حاجیوں کی تمنائیں پامال ہو گئیں۔ ہم لوگوں نے باتیں کر کے خوب بخارات نکالے اور اس کے قائل ہونے سے یہ ثابت ہو گیا کہ رضوانی میں ہمیں جگہ نہ ملنے کی وجہ ہی صرف یہ ہوئی کہ ہم سفارش کے بھروسہ رہے۔ اگر ہم بھی مثل اوروں کی جیسے عمر اکبر وغیرہ نے کیا مل لیتے تو ہرگز محروم نہ رہتے۔

۲۰ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ - ۲۵ نومبر ۱۹۴۵ء - یکشنبہ

آج رضوانی ظہر کے وقت جا رہا ہے۔ ہمارے رفقاء سفر کی میٹنگ میں یہ قرار پایا ہے کہ کل انگلستان جا رہا ہے اس کا ایک طرفہ ٹکٹ ما عہ روپیہ ہے۔ یہ روپیہ دیا جائے اور اس سے روانہ ہو جائیں اگرچہ خطرہ اس میں بھی ہے۔ کہ وائس کونسلر کہیں اس میں بھی اروڑا نہ اٹکا دے۔ مگر سندھیا کمپنی سے باتیں کرنے کے بعد اس کی اہمیت بہت معمولی ظاہر ہوئی ہے۔ اس جہاز میں یہ خالص سہولت ہے کہ تمام سامان وہ اپنی حفاظت میں لے جاتی ہے۔ اور کراچی کے بندر پر دیتی ہے۔ دوسرے یہ جہاز کشادہ ہے اور اس کے کارندہ تمام بہت ہی خدمت گذار ہیں۔ اور کھانا بھی نہایت اچھا دیتے ہیں۔ کل بابو محمد امین نے ایک تار آڈنری لاہور بھیج دیا ہے۔ جو عہ روپیہ فی لفظ کے حساب سے عہ ۱۳ کا ہوا۔ اس میں صرف یہ اطلاع دی ہے کہ ہم اکبر سے ۲۹ نومبر کو سوار ہوں گے۔ اگر آج انگلستان کا معاملہ سیٹل ہو گیا۔ تو

انشاءاللہ دوسرا تار دے دیا جائے گا۔ کہ ہم انگلستان سے آرہے ہیں۔ یہ جہاز رضوانی کے ساتھ ساتھ ہی کراچی پہنچے گا۔ میں نے اور میاں نور دین محمد طفیل محمد امین وغیرہ نے خطوط لکھ کر صادق کی معرفت روانہ کر دیئے ہیں۔ صادق آج رضوانی سے گئے۔

۲۱ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۲۶ نومبر ۱۹۴۵ء دوشنبہ

کل سہ پہر تک کی جد وجہد کے بعد اس امر کا فیصلہ ہو گیا کہ انگلستان کے ٹکٹ مل جائیں گے۔ ماءتہ روپیہ فی کس کے حساب سے ساڑھے بائیس سو روپیہ جمع کیا گیا۔ ۱۸ ٹکٹ کی رسید حاصل کی۔ انگلستان زائد سامان لگیج میں رکھتا ہے۔ اس لئے کھجوریں زمزم سوٹ کیس وغیرہ تمام عصر سے پہلے بکنگ آفس بھیج دیا اور کسٹم یعنی جمرک میں کچھ بیگ بقچہ دوختنی بہ پڑتال کر کے سب سامان پاس کرا کر کشتی میں رکھایا۔ شام ۴ بجے بعد نماز عشا ٹکٹ تیار ہو کر آئے۔ ساڑھے بارہ بجے فجر پڑھ کر سب بقیہ سامان ۲ عربیہ منگوا کر لادا اور گودی روانہ ہوئے۔ یہاں آکر تماشا دیکھا کہ سڑک کے کنارے تمام حاجی اپنے اپنے ٹھیلہ پر سامان بار کئے پریشان کھڑے ہیں۔ اور بندر کا دروازہ بند ہے۔ اسی پریشان جماعت میں ہم بھی شریک ہو گئے۔ امید تھی کہ عربیہ یعنی ٹھیلہ دروازہ کھلتے ہی اندر جائے گا۔ معلوم ہوا یہ بھی حکومت سعودیہ کا حسن نظام اور حاجیوں کی خدمت کا آخری تتمہ ہے کہ سامان یہاں ہی

اترے گا۔ ٹھیلہ اندر نہیں جائے گا۔ مزدور کیے رفقاء سفر نگرانی پر لگے۔ خدا خدا کر کے دروازہ کھلا اور ہنگامہ و حشر نفسی نفسی کا منظر سامنے آیا۔ بندرگاہ پر چنگی کے امانت دار کارندے مال پاس کرنے کو کھڑے تھے۔ ایک ایک کا مال کھول کر دیکھ رہے تھے۔ ہم نے اپنے تمام سامان نہ کھلنے کے لئے پھر ایک بار دو فتن کا سبق دہرایا۔ مٹھی گرم کی بلا دیکھے بھالے سب پاس ہو گیا۔ پانچ سو روپیہ میں پہلے طے کر لیا تھا کہ انگلستان تک ہمیں مع ہمارے بقیہ سامان کے پہنچائے۔ اس میں سب مال رکھ دیا۔ کشتیاں کنارے پر بہت تھیں۔ ہمارا لانچ تیسرے نمبر پر کھڑا تھا۔ کشتیوں میں ہوتے جیسے تیسے ہم لانچ میں پہنچے تھے کہ پھر حکم ملا سب دوبارہ آئیں قرنطینہ کا معائنہ ہوگا بڑی مشکل سے پھر کشتیوں کو کودتے پھاندتے ساحل پر آئے۔ معائنہ یہ ہوا کہ بس وہی پاسپورٹ دیکھا اور اجازت بیٹھنے کی دیدی۔ اس آنہ و شد میں میرا فوٹن قلم نہ معلوم کہاں گر گیا۔ اس کا تلاش کرنا تو بیوقوفی تھی آخر صبر کر کے بیٹھ رہا۔ اس قلم کے گم ہونے کا خاص قلق ہوا اور حکومت سعودیہ کے مظالم کی یہ بھی ایک کڑی سمجھ کر خاموش ہو گیا۔ خدا کا شکر ہے اب ہمارا لانچ ایک دوسرے لانچ سے پرے تھا آسانی سے بیٹھ گئے اور آگبوٹ کی طرف چلے۔ وہی چار پانچ میل کے فاصلہ پر انگلستان کھڑا تھا وہاں ہمارا لانچ آگبوٹ کی سیڑھیوں سے لگ گیا۔ اندر پہنچے۔ خدا کا شکر ادا کیا۔

سامان پھینکنے کے ذریعہ کرین نے ایک ہی بار میں لانچ سے اٹھا کر اوپر جہاز میں ڈال دیا۔ اس وقت ۴½ بجے ہیں۔ ابھی تک سامان کرین کے ذریعہ لانچوں سے اٹھا اٹھا کر جہاز میں لایا جا رہا ہے۔ رضوانی کل ۲۵ نومبر کو مغرب کے وقت روانہ ہوا تھا یہ بھی شاید ایسے ہی تاخیر سے روانہ ہو۔ چلنے کے بعد صحیح ٹائم قلمبند کیا جائے گا۔ حکومت سعودیہ کی نظر میں حجاج کو بجائے آرام پہنچانے کے ہر قسم کی تکالیف پہنچانا موجب ثواب معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ سہولیت کی بجائے قدم قدم پر ہر قسم کی تکالیف کا نظام بہت معقول اور مستحکم دیکھا گیا اس کا توازن اس فہرست سے ہوگا۔

کرایہ جہاز واپسی معہ خوراک مالصہ۔ کرایہ جدہ سے مدینہ منورہ عرفات وغیرہ واپسی ایک ہزار چالیس روپیہ بارہ آنہ۔ مدینہ کے لوگ مدینہ سے جدہ آئیں اور جائیں تو صرف ۵۰ روپیہ۔ مکہ سے جدہ کے ۹۰ روپے حاجیوں سے مکہ والوں سے ساڑھے نو ریال۔ حاجی مدینہ منورہ آٹھ روز سے زائد رہے تو ساڑھے چھ ریال روزانہ بلکہ سات روپیہ۔ بلکہ اگر حاکم کو شاں چاہے تو جتنا چاہے یومیہ حاصل کر سکتا ہے۔ لاریاں اتنی ردی حاجیوں کو ملتی ہیں کہ جن کی تعریف دیکھے بغیر زبان سے ادا نہیں ہو سکتی۔ لاری کی دیوار کا سہارا لیتے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں تختہ نہ ٹوٹ جائے۔ موٹر کے انجن کے پرزے پٹیوں سے بندھے ہوئے کہیں موٹر کی رسی بندھی ہوئی کہیں ربڑ کا ٹکڑا بندھا ہوا۔

آج دوشنبہ کا مبارک دن ہے اور ہمارے مبارک سفر کا آخری منظر آج سے شروع ہے۔ مدینہ کا سبز گنبد حرم پاک زمین مقدس بارگاہ محبوب سکان مدینہ کی کی معیت وہاں کی آب وہوا یاد آرہی ہے۔ اور دل میں ٹیس سی پیدا کر رہی ہے دیکھئے اب کب یہ دن نصیب ہوں۔ لاہور دوسرا تار بابو امین میاں نور دین نے دے دیا ہے۔ کہ ہم انگلستان سے آرہے ہیں۔ اکبر سے نہیں جو ۴ دسمبر تک کراچی پہنچے گا۔ سعودی حکومت کی آمدنی پٹرول کے علاوہ سونے کی بھی ہے جو مقام مہد میں سونے کی کان ہے وہاں سے ۴ ہزار سونا روزانہ اس کے حصہ میں آرہا ہے۔ اسی وجہ میں اسے حاجیوں کی پرواہ نہیں۔ کئی کروڑ سالانہ کی مستقل آمدنی کے مقابلہ میں حاجیوں کی آمدنی کئی لاکھ اگر نہ بھی ہو تو اسے کیا پرواہ۔ اللہ ہی اس کی اصلاح کرے تو ہو گی۔ ہماری قوت سے اس کی اصلاح بالا ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ ہمارا جہاز جدہ ٹائم سے ۸ بجکر ۴۵ منٹ بعد ظہر اور جہاز ٹائم سے ۲ بجکر ۴۵ منٹ پر جدہ سے چلا اور پائلٹ نے ۹ بجکر ۱۰ منٹ جدہ ٹائم سے کیپٹن کو چارج دے دیا۔ گویا چھوٹے دریا سے بڑے دریا میں ہمارا جہاز ۹ بجے جدہ ٹائم آگیا۔ اور پائلٹ رسہ کے ذریعہ اپنی کشتی میں اتر گیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے سلام کرتا دریا کی موجوں میں اپنی کشتی لے گیا۔ اس حساب سے ہماری صحیح روانگی دریائی سفر میں ۲ بجکر ۱۰ منٹ جہاز ٹائم پر ہوئی اور ۹ بجے جدہ ٹائم پر۔

اب بیساختہ ارض مقدس کی جدائی پر یہ اشعار زبان قلم پر جاری ہو گئے۔

کہاں ہند میں وہ بہار مدینہ
میرے جان و دل ہوں نثار مدینہ

ہے گلزار جنت فدائے مدینہ
تجھے پھول ہے خارزار مدینہ

دکھا دے مجھے پھر مدینہ الٰہی
میرے دل پہ چھائے غبار مدینہ

کہاں اب وہ زرقا کہاں بیر عروہ
کہاں وادی طیبہ خار مدینہ

چلے آئے جنت سے باہر نکل کر
تھے پہلے جو خود بے قرار مدینہ

یہ رونا ہے کیسا یہ زاری ہے اب کیوں
چلے چھوڑ کر خود بہار مدینہ

میرے سر میں سودا ہے اس کا جسے سب
کہا کرتے ہیں تاجدار مدینہ

کہوں بقعۂ نور قبہ کو کیا میں
ہے انوار جس میں نثار مدینہ

حضور اپنے حافظ پہ ایسا کرم ہو
کہ ہر لحظہ دیکھے بہار مدینہ

جہاز جب سے کیپٹن کے چارج میں آیا ہے ہوا بہت تیز ہے اس وجہ میں جہاز ذرا حرکت میں ہے اور بعض بعض جہاز کے مسافروں کو استقراغ ہو گیا ہے۔ ہمارے رفقاء سفر بفضلہ تعالیٰ ابھی تک بخیریت ہیں۔

۲۴ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ - ۲۷ نومبر ۱۹۴۵ء - سوئے مدینہ

رات گذر گئی مگر کچھ پریشان گذری۔ بحیرہ قلزم جوش میں ہے اس وجہ میں رولنگ جہاز میں زیادہ ہے۔ دوسرے جہاز میں سوار ہوتے وقت یہ غلطی

ہو گئی کہ بجائے بیچ کے حصہ میں بیٹھنے کے ہم اگلے حصہ میں بیٹھے اور یہاں عموماً زیادہ رولنگ ہوتا ہے۔ اسمٰعیل غزنوی غیر مقلد اہل حدیث بھی ہمارے ہی جہاز میں ہے چونکہ اس جہاز میں عدن کی سواریاں بھی ہیں اس وجہ سے یہ چند گھنٹہ عدن ٹھہرے گا۔ اور اس حساب سے ۱۴ دسمبر کی بجائے ۱۵ دسمبر کو پہنچے گا یعنی رضوانی سے ایک روز بعد۔ گورنمنٹ کا تار آیا ہے کہ جہاز صبح کے وقت کراچی بندر پر لگ جانا چاہیئے تاکہ اسپیشلوں کا جو نظام ہوا ہے اس میں مشکل نہ واقع ہو۔ اس جہاز میں مسجد نہایت شاندار بنی ہوئی ہے۔ ایک طرف محراب بنادی ہے اگرچہ جہاز میں محراب بیکار ہے قبلہ کی سمت تھوڑی تھوڑی دیر میں بدلتی رہتی ہے۔ محراب پر نہایت نفیس نقشے ہیں۔ بیچ میں بغداد شریف کا داہنے رخ مدینہ طیبہ کا بائیں رخ بیت اللہ شریف کا لگا ہوا ہے چھوٹے چھوٹے مصلے سیتل پاٹی کے ہیں جن میں یہ آسانی ہے کہ اپنا اپنا مصلا جس سمت جو بدلنا چاہے بدل سکتا ہے۔ مسجد میں حاجی نہ معلوم کہاں کہاں کے ہوتے ہیں۔ آپس کی بات میں تو تو سے مسجد چوپال بنا دیتے ہیں۔ یہ بات ضرور ہے کہ حج کے برکات اتنے آگبوٹ میں دیکھے گئے کہ کسی حاجی کی کوئی شے گم ہو جائے اور کسی حاجی کو مل جائے تو اعلان کر کے اسے پہنچا دیتے ہیں چنانچہ آج امیر حج کی طرف سے اعلان ہوا کہ ایک فونٹن قلم ہمیں ملا ہے کسی کا گم ہو گیا ہو تو آکر لے لے۔ میں احمد بخش میاں نور دین فوراً پہنچے۔ اس نے جیب سے نکال کر دکھایا کہ میرے پاس یہ قلم ہے وہ سبز رنگ کا قلم تھا میں نے کہا یہ میرا نہیں

کا ہے۔ گرین وچ ولایت کا ایک گاؤں ہے۔ یہ ٹائم وہاں سے آتا ہے اور یہی ٹائم برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کا ہوتا ہے۔ اس میں اور جدہ ٹائم میں اتنا فرق ہے کہ اس وقت جدہ ٹائم سے ۹ گھنٹہ بیس منٹ ہوئے ہیں۔ اور جہاز ٹائم سے تین گھنٹہ ۵ منٹ ہوئے ہیں اور انڈین سٹینڈرڈ ٹائم کا ابھی پتہ نہیں کہ کیا ہے یہ تطبیق ہم لاہور یا کراچی میں کریں گے۔ اندازاً اور اس ٹائم کے ۱½ بجے آج اس وقت سے جہاز پلین چل رہا ہے باوجود یکہ بحیرۂ عرب جسے ریڈ سی کہتے ہیں اسی میں سے گذر رہا ہے۔

۲۳ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ یوم چہار شنبہ ۲۸ نومبر ۱۹۴۵ء

آج رات اچھی گذری چونکہ بنارسی پور بیوں کی بدولت ہی دن بھر غسل خانہ رکا رہا۔ میں نے شام غسل کیا۔ آج پینجر نے جب دیکھا کہ ہر کام میں میٹھا پانی ہی استعمال کیا جا رہا ہے۔ پانی بند کر دیا ورنہ دو روز سے ہر وقت میٹھا پانی کھلا رہا تھا۔ اس جہاز میں کھانا اچھا مل رہا ہے۔ روٹی بھی خمیری چپاتی دونوں ملتی ہیں۔ علی الصباح ناشتہ میں ترکاری روٹی اور چائے۔ دوپہر کو سالن دال روٹی۔ سہ پہر کو چائے اور فی کس ایک بسکٹ۔ شام بعد مغرب چاول گوشت روٹی سالن میں آلو یا کوئی ترکاری یا قیمہ چنے کی دال۔ چائے ہوٹل میں بھی ملتی ہے لیکن اس کے ساتھ بسکٹ یا ٹوسٹ وغیرہ نہیں دیتے مگر یا فروخت کا نظام

سوا چار یا ھوری کی برف کے اور نہیں ہے۔ کل تک اس جہاز کی رفتار ۱۱ میل
فی گھنٹہ تھی شام گیارہ میل فی گھنٹہ چلا۔ کل صبح عدن پہنچنے کی امید ہے ہمارا
یہ دریائی سفر جدہ سے کراچی تک ۱۶۰۰ مائل کا ہے۔ طول و عرض سمندر میں
نہیں بتایا جا سکتا۔ اس لئے کہ منتہائے نظر تک سمندر ہی سمندر ہے۔ باب المندب
سے جو کا مران کے پاس آئے گا۔ بحیرۂ ہند شروع ہوگا ابھی بحیرۂ قلزم سے
گذرنے کے بعد مسقوطرہ ہے۔ لیکن جب یہاں بھی سکون ہے تو انشاء اللہ آئندہ
تو کافی سکون کی امید ہے۔ رضوانی سے یہ جہاز ایک روز بعد کراچی پہنچے گا۔
اس لئے کہ تین گھنٹہ اسے عدن ٹھہر کر سواریاں اتارنی ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا
تو رضوانی کے برابر ہی پہنچتا۔ یہ جہاز غلوی سے طول میں ڈیڑھا ہے۔ لیکن
وزن ۱/۲ ۴ ہزار ٹن ہے۔ جو جہاز ولایت جاتے ہیں۔ وہ اسی ہزار ساڑھے ہزار
ٹن کے ہوتے ہیں۔ ان کی رفتار بھی فی گھنٹہ پچیس مائل تیس مائل بلکہ چالیس
چالیس مائل کی ہوتی ہے۔ رات مجھے اعضا شکنی سخت رہی اس وجہ میں
نیند کم آئی۔ آج صبح سے ابر شدید ہے۔ ہلکی ہلکی پھوار بھی آ رہی ہے اللہ تعالیٰ
فضل فرمائے۔ آج پھواروں کے بعد سخت تیزی سے ہوا چل رہی ہے جو
سمندر کی سطح کو غیر مسطح کر رہی ہے۔ مگر باایں ہمہ انگلستان جس میں ہم جا رہے
ہیں نہایت آرام سے گذر رہا ہے۔ ہم تمام جہاز میں نوردین صاحب کے
ساتھ پھرنے کو نکلے تو اوپر کے حصہ پر تہبند باندھے عبور کرنا ہوا کی تیزی کی وجہ

کا مائدہ اتر رہا تھا۔ جہاز کی مدت قیام ہیں صبح وشام دوپہر۔

مائدہ از آسماں شد عائدہ چونکہ گفت انزل علینا مائدہ

کا منظر نظر آتا ہے۔ نہ پکانا نہ بازار سے جنس لانا۔ پکا پکایا چار وقت مل رہا ہے۔ ایک بہت بڑا جہاز ہمارے سامنے سے گذرا دوربین سے دیکھا مگر اتنا تیز جا رہا تھا کہ اس کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ آج ہلکی ترشیح کے بعد جو ہوا شروع ہوئی تو اتنی تیز ہو گئی کہ اوپر ڈیک پر کھڑا ہونا دشوار کر دیا۔ اور پانی میں وہ طغیانی ہے کہ اذا غشیہم موج کا نظارہ کا منظر سامنے ہے۔ اللہ اپنا فضل فرمائے آمین

۲۴ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۲۹ نومبر ۱۹۴۵ء۔ یوم پنجشنبہ

آج شب پھر ہوا اسی طرح تیزی پر رہی باب المندوب بھی گذر گیا مگر ہوا کا جوش وہی ہے۔ باوجود اس کے آگبوٹ اتنا شاندار ہے کہ ہوا اور سمندر کی طغیانی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ پہاڑ کی طرح قائم ہے۔ کبھی کبھی اتنی حرکت ہو جاتی ہے۔ جتنی زلزلہ کی حرکت ہوتی ہے۔ اب عدن قریب ہے۔ اس وقت جدہ ٹائم کے ۲½ بجے ہیں۔ چار بجے تک یعنی جہاز ٹائم کے ۱۰ بجے عدن آجائے گا۔ جو پاسنجر عدن کے اترنے والے ہیں۔ ان کی وجہ سے یہ جہاز چھ گھنٹہ عدن لنگر انداز رہے گا۔ علاوہ ازیں کراچی سے تار آچکا ہے کہ رضوانی چار دسمبر کو ساحل پر آئے گا۔ لہذا انگلستان ۵ دسمبر کی صبح آئے اس وجہ سے بھی

انگلستان کو ایک دن کی تاخیر لازم ہے ورنہ رضوانی کی برابر چار دسمبر کو ہی یہ پہنچتا۔ کل سے کچھ خنکی محسوس ہونے لگی ہے۔ رات کو دسّہ اوڑھ کر سویا گیا اس سے قبل گرمی تھی۔ کل ایک مریضی بنارسی جو کہ معظمہ سے ہی بیمار تھا جہاز کے شفاخانہ میں داخل کیا گیا۔ پانچ انجکشن ٹانک کیے گئے مگر جانبر نہ ہو سکا۔ اور آج رات کو بہ بجے جاں بحق ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب اس کا جنازہ تیار ہے۔ ہم بھی دیکھنے جا رہے ہیں۔ واپس آکر دفن کی کوائف بتائیں گے۔ نلکہ کے پاس چوڑے تختہ پر لاش باقاعدہ نہلا کر کفن دی گئی نماز جنازہ ہوئی۔ پھر وہاں سے جہاز کے پچھلے رخ کی طرف لاش کو لے جا کر ایک ایسے صندوق میں لٹایا جو لاش کے عرض و طول کے برابر تھا۔ اس کا نیچے ڈھکنا تھا۔ اور لاش پر ایک لوہے کا ٹکڑا باندھا گیا۔ پھر اس صندوق کو جہاز سے دریا میں لٹکایا ادھر جہاز کے جھنڈے بلند کیے گئے۔ پھر آہستہ آہستہ جہاز ٹھہرایا گیا۔ جب جہاز سطح سمندر پر ساکن ہو گیا ایک کھٹکا دبایا جس سے صندوق کے نیچے کا ڈھکنا کھلا اور لاش سیدھی سمندر کی تہ کی طرف جاتی ہوئی نظر آئی اور دیکھتے دیکھتے آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ مرحوم کا بھتیجا اور برادری کے لوگ مرد عورت ہمراہ تھے سب اس منظر کو آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

میرے ہوتے ہوئے لے جائے مجھے دشمنِ اجل

اور میں مجبور ہوں اتنا کہ چھڑا بھی نہ سکوں

انا للہ وانا الیہ راجعون - ایسے ہی منظر کا نقشہ غالب نے اپنے شعر میں کھینچا ہے

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا

نہ کہیں جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

یہ لاش ساحل کے قریب کے دریا میں ڈالی گئی ہے - سامنے پہاڑیاں بلند بلند نظر آرہی ہیں - ہم دوربین سے انہیں دیکھ رہے ہیں - ریتیلا میدان اس پر کچھ سبزہ نظر آتا ہے - پھر پہاڑیاں ہیں - ابھی جہاز ٹائم سے عدن آنے میں دو گھنٹہ باقی ہیں - ایک تار نسیم کولڈ سید خلیل احمد کے نام لاہور روانہ کیا ہے - جو عدن سے جائے گا - یہ تار نسیم کولڈ کی معرفت اس لئے بھیجا ہے کہ پتہ لمبا نہ ہو جائے اور خرچ میں تخفیف رہے - مضمون یہ ہے ہم انگلستان میں آرہے ہیں ۵ دسمبر کو انشاء اللہ کراچی پہنچیں گے - از عدن ایک تار حاجی غلام محمد نے بھی اپنے لڑکے کو بھیجا ہے - غالباً حساب دکھانا روپے لئے ہیں - واپسی پر رسید جب آئے گی تو معلوم ہوگا کیا خرچ ہوا دفن کفن کا حال جہاز میں دیکھنا باقی رہ گیا تھا وہ بھی آج دیکھ لیا - ابھی تک دریا کی موجیں زور پر ہیں آج وائرلیس سے معلوم ہوا کہ بلوچستان کراچی اور بمبئی میں اتنا شدید زلزلہ آیا کہ چند کشتیاں ڈوب گئیں اور مکانات کو نقصان

اس کے ساحل کے قریب چلا۔ جنگی جہاز ادھر ادھر کھڑے تھے۔ پہاڑوں پر فوجی چھاؤنیاں نظر آرہی تھیں۔ شہر میں جانے والی سڑک دامن کوہ میں نظر آئی جس پر کاریں لاریاں ٹرک چل رہے تھے۔ ایک دو اور جہاز اور چھوٹے چھوٹے لانچ اور بادبانی کشتیاں آنی شروع ہوئیں۔ سب سے پہلے دو کشتیاں پولیس کی آئیں جو موٹر لانچ تھے۔ اب سواریوں کے اترنے کی باری ہے۔ ہمارے جہاز کا رخ بدلتے اسی شان سے آگبوٹ آیا جس شان سے کراچی میں آیا تھا۔ رسہ باندھ کر اس نے ہمارے جہاز کا رخ بدلا۔ عدن کی آبادی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ یہاں کی پولیس کا یونیفارم خاکی ہے اور ٹوپی ٹرکی طرز کی سیاہ ہیں۔ جہاز کے اندر ہی کسٹم والوں نے سواریوں کے ٹرنک وغیرہ دیکھے غرضکہ اسی دیکھا بھالی میں مغرب کا وقت ہوگیا۔ کیپٹن کی طرف سے اجازت ہوگئی تھی کہ جو عدن دیکھنے جانا چاہیں دیکھ آئیں۔ ہم تو نہ گئے۔ جو گئے۔ انہوں نے شہر کی تعریف کی۔ خوبصورت شہر ہے۔ شام کو ملٹری کوارٹر اور جنگی جہازوں کی روشنی سے عدن کا ساحل دیوالی کا منظر بنا ہوا تھا۔ نہایت دلاویز نظر آتا تھا۔ اسی اثنا میں ایک جہاز پانچ منزل کا آیا۔ جسے دیکھ کر خواہ مخواہ جی چاہتا تھا کہ اس میں سفر کریں نہایت خوبصورت اور نہایت معقول روشنی اور صفائی تھی۔ پھر ہمارا جہاز چلا۔

مختصر تاریخ عدن

یہ مقام وہی ہے جہاں شداد نے بہشت ارم بنایا تھا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے شداد کو دعوت اسلام دی۔ اور یہ مدعی خدائی تھا۔ اس نے دعوت سن کر آپ سے پوچھا کہ اسلام قبول کرنے کا کیا فائدہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تجھے جنت عطا فرمائے گا۔ شداد نے جنت کے اوصاف دریافت کئے۔ آپ نے بیان فرمائے وہ سن کر کہنے لگا میں جنت ہی کیوں نہ بنوالوں چنانچہ اس نے اس کی تعمیر کا حکم نافذ کردیا۔ خشتہا، نقرئی و طلائی بننی شروع ہوئیں۔ اور جواہرات انواع و اقسام کے جمع کئے مختصر یہ کہ یہ عمارت پانچ سو برس میں مکمل ہوئی۔ جب سب کچھ خاطر خواہ ہوگیا تو یہ دیکھنے کے لئے چلا ایک قدم ارم کے دروازہ کے اندر تھا ایک باہر کہ پیک اجل نے پکڑ لیا۔ اور

مصرع:۔ دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی

اسی کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے۔ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ یعنی محل ارم ایسے بڑے ستونوں والا کہ اس کی مثل ملکوں میں نہیں بنایا گیا۔ اس کے متعلق سیر کی روایتوں میں بہت کچھ لکھا گیا ہے جس کی مختصر نقل لکھی گئی اور اس واقعہ کو حضرت ہود علیہ السلام کے زمانہ میں بتاتے ہیں۔ لیکن تفسیر میں جو کچھ اس کی بابت ہے وہ ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

یہ استفہام تقریری ہے جس کا مفہوم واضح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
از روئے علم لدنی ان حالات سے ایسے واقف تھے جیسے آنکھوں سے دیکھی
چیز کوئی جانتا ہے۔ یہ واقعہ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح عاد کے
بعد ہوا۔ اور ارم اس محل کا نام اس نے اپنے دادا کے نام پر رکھا۔ ایک
روایت میں ہے کہ عاد کے دو بیٹے تھے شداد اور شدید ان دونوں نے
سلطنت بڑی بارعب کی پھر شدید مر گیا۔ اور شداد اپنی حکومت میں آزاد
ہو گیا اور دنیا پر اس کی حکومت عام ہو گئی۔ تو جب شداد نے جنت کی تعریف سنی
تو ارادہ کیا کہ میں مثل جنت کے محل تعمیر کروں۔ چنانچہ اس نے عدن کے کسی
جنگل میں یہ محل بنایا۔ جو تین سو برس میں مکمل ہوا۔ اس وقت شداد کی عمر
نو سو سال کی ہو چکی تھی۔ تو ارم محل کیا بنایا ایک زبردست شہر تعمیر کیا تھا
جس کے اندر مکانات سونے چاندی کے بنوائے تھے۔ اور اس میں ستون زبرجد
اور یاقوت کے موزوں کیے اور اس میں باغات اور نہریں جاری کرائیں
اور یہ قوم جہاں عمریں اتنی طویل العمر تھی وہاں قد و قامت میں بھی پوری
تھی چنانچہ بعض کے قد چار سو گز تک کے تھے۔ غرضکہ اس شہر کی تکمیل کے
بعد جب یہ دیکھنے گیا تو اعیان دولت اور وزراء سلطنت بھی اس کے ساتھ
ہی تھے۔ بالآخر اس شہر عظیم کے دیکھنے سے قبل ایک مہیب آواز کے ذریعہ

اللہ تعالےٰ نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس شہر کی تعریف میں قرآن کریم فرماتا ہے۔
لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ۔ یعنی لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُ مَدِیْنَةِ شَدَّادٍ فِیْ جَمِیْعِ بِلَادِ الدُّنْیَا یعنی دنیا میں ایسا شہر نہیں بنایا گیا۔ لیکن اب وہ شہر لوگوں کی نظروں سے مخفی ہے۔ اور سیر کی روایتوں میں ہے کہ جنت کے مقابلہ میں دوزخ بھی اس نے بنائی تھی کہ جو اس کے حکم سے سرتابی کرے۔ اسے اس میں ڈالے۔ چنانچہ اس جہنم کے نشانات تو اب تک موجود ہیں۔ اور وہ ایک پہاڑ ہے جس میں نہایت عمیق اور گہری ایک کھوہ ہے اور اس کھوہ میں سے ایک مدت تک دھواں نکلتا رہا اور بعض سیاح جو اس کی تحقیقات کو گئے وہ اس کی گرمی سے ہلاک ہو گئے۔ اب حکومت موجودہ نے اس کھوہ کے دہانہ پر کسی طریقہ سے پشتہ باندھ کر اس کا احاطہ بنا دیا ہے۔ اس واقعہ کو انگلستان کے کیپٹن نے بھی مختصراً بتایا اور دوربین کے ذریعہ ہم نے اسے جہاز میں سے دیکھا تو ایک جنگل اور پہاڑ ضرور نظر آیا۔ اور شہر عدن کنارہ دریا پر واقع ہے۔ اور دور سے جہاں تک ہم نے دیکھا خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔

۲۵ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۳۰ نومبر ۱۹۴۵ء۔ یوم جمعہ

کل ۲۹ نومبر کو اکبر جدہ سے چلا ہوگا۔ رضوانی ہم سے ایک روز پہلے چلا ہے اور ایک روز پہلے ہی کراچی پہنچے گا۔ ہمارا جہاز اس سے پہلے پہنچتا مگر ایک تو وہ بات جو ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ تار کے ذریعہ اسے حکم مل چکا ہے کہ ۵ دسمبر

کو ساحل پر آئے - دوسرے عدن میں ۸ گھنٹہ ٹھہرنا یہ دونوں چیزیں ہمیں
لا محالہ ۵ دسمبر کو انشا اللہ کراچی پہنچائینگی - ۶ دسمبر کو چہار شنبہ ہوگا - اور ظاہر
ہے کہ ہم لوگ چہار شنبہ کو ہی لاہور روانہ نہیں ہو سکتے - اس لئے کہ سامان بہت
کافی ہے - گیارہ بکس کھجوروں کے، بکس زمزمی کے - بارہ ٹرنک کپڑوں کے
۱۶ بستر اور چھوٹی بڑی چیزوں کے علاوہ علیحدہ - پھر اسے دکھانا - کسٹم والوں
سے پیچھا چھڑانا - اس میں ضرور شام ہو جاتی ہے - پھر سیٹیں فرسٹ سیکنڈ کی
ریزرو کرانا بھی ایک مستقل کام ہے - بہر حال یا تو پنجشنبہ کو روانگی ہوگی یا انشا اللہ
جمعہ کے بعد روانہ ہو کر ہفتہ کو لاہور پہنچیں گے - اور یہ مبارک سفر اسی طرح
ختم ہوگا - آئندہ قسمت اور نصیب - کب سبز گنبد کے مکیں بلائیں اور کب ہم
جیسے سیہ رو حاضر ہونے جائیں -

٭ اللھم ارزقنا زیارۃ روضۃ حبیبک مرۃ ثانیہ ٭ آمین - آمین - آمین

آج ایک حاجی انگلستان میں آتے ہوئے ملے ان سے دریافت کیا تو
معلوم ہوا کہ یہ ڈیرہ غازی خاں سے پاپیادہ چلے اور بغیر پاسپورٹ حاصل کئے
شوق زیارت میں چل دئے ان کا نام شیر شاہ ہے - ان کے والد کا نام حاجی
دین محمد ہے - ڈیرہ غازیخاں میں شیر شاہ صدر دین کے رہنے والے یہ بیان کرتے
ہیں - کہ میں پیدل چلا - ڈیرہ غازی خاں سے لورہ لائی کو چلا اور وہاں سے کوئٹہ
بلوچستان کو گیا - راستہ میں لوگ کھانے کو دیتے رہے وہاں سے مستنگ وہاں

سے والی قلات وہاں سے خضدار وہاں سے کیچ مکران آیا۔ وہاں سے سبی
وہاں سے گوادر وہاں سے جیونی وہاں سے الکاہف آیا یہاں رافضی ہیں۔ یہاں
تین روز تک کھانا پانی کچھ نہ ملا۔ وہاں سے امیر اعظم کی بستی میں آیا تو اس نے
کھانا پانی دیا وہاں سے شیخ ابراہیم آیا۔ پھر شہر یونس پہنچا وہاں سے گستر آیا۔
وہاں سے سید عبداللہ آیا وہاں سے ہاسا آیا وہاں سے لاسہ آیا پھر وہاں سے
ریاض آیا یہ حکومت نجدی کا دارالخلافہ تھا۔ اس نے مجھے ۱۲ دن قید رکھا اور
ایک وقت کھانا آٹے کی چھان کی روٹی کا دیا اور یہاں سے واپس کر دیا اور
دو سپاہی اونٹوں پر میرے ساتھ نکالنے کو آئے اور میں پاپیادہ ان کے ساتھ
دبئی گستر تک واپس آیا پھر یہاں سے دوبئی پھر راسل خیمہ آیا۔ یہاں سے سیدپ
پھر مسقط آیا وہاں سے انزیریا آیا وہاں سے صور وہاں سے محارا۔ یہاں
ہمیں رات دن کھانا پانی آٹھ روز تک نہ ملا۔ جبل حمارا سیدھا کھڑا ہے اس پر
چڑھتے اترتے تمام بدن سے خون جاری ہو گیا۔ اور زبان کانٹے کی طرح سوکھ
گئی اس سے اترنے کے بعد ایک عربی اپنے اونٹ پر اپنے گھر لے گیا اور
کھانا پانی دیا پھر حضرموت چلا پھر مکلا آیا۔ وہاں سے شکرا آیا وہاں سے عدن
آیا۔ عدن والوں نے جاسوس جرمنی سمجھ کر تین مہینہ مجھے قید کر لیا پھر ایک
عرب محمد معاویہ نے تین ہزار کی ضمانت دی تو جان چھٹی۔ یہاں سے شیخ عثمان
آیا۔ شیخ عثمان سے لحج یہاں سے طیس یہاں سے ہاجدہ آیا پھر خوخہ آیا اور

ضمانت کے کاغذ کی بدولت کسی نے مزاحمت نہ کی پھر ام القسب آیا۔ پھر قریہ حما آیا یہاں حضرت اویس قرنی کے مزار کی زیارت کی پھر مراوہ آیا پھر بیت الفقیہ آیا پھر زبید آیا پھر اپوا آیا پھر خمیس آیا پھر حراز آیا۔ پھر یہاں سے یمن پہنچا۔ وہاں سے رجال عالمہ آیا پھر حزب آیا پھر حریرہ آیا پھر مہندی آیا وہاں سے حمیر یا آیا وہاں سے طریق حجاج آیا پھر سید محمد آیا پھر بلاد عبداللہ آیا پھر محمد ابراہیم آیا۔ پھر یوسف آیا پھر طیف آیا پھر طیف سے مکہ معظمہ آیا اور مدینہ منورہ کی زیارت سے پورے تین سال کی مصیبتوں کے بعد مشرف ہوا اس کے بعد مکہ سے مدینہ منورہ پیدل گیا۔ جو براستہ غار ثور گیا اور آٹھ روز میں پہنچا اور واپسی پر موٹروں کے راستہ آگیا اور رابغ جب پہنچا تو یہاں کی حکومت والوں نے لاری سے مکہ معظمہ پہنچا دیا۔ حج سے فارغ ہو کر عرفات پیدل جا کر واپس مکہ آکر پیدل جدہ آیا۔ جدہ میں شاہجہان کے پاس آ کر اس سے کہا اس نے کوشش کر کے بتایا کہ تین ماہ بعد جہاز سے روانہ کر دیں گے پھر میں فاضل عرب جہاز انگلستان کے مالک کے پاس آیا اس نے ٹکٹ فی سبیل اللہ دیدیا اور شاہجہان نے پاسپورٹ دے دیا اور اپنے لانچ میں فاضل عرب لایا اور جہاز میں بٹھا گیا۔ اب ڈیرہ غازیخاں پہنچنے کا فکر ہے۔ اس قصہ کے بعد انہیں میاں نور دین صاحب نے تسلی دی اور کہا کراچی سے ڈیرہ غازی خاں کا جو خرچہ ہے وہ کس قدر ہے اس نے لکھ دیے

بتائے۔ میاں نور دین نے وہ دینے کا اقرار کیا۔ اخیر میں ایک عجیب و غریب واقعہ سنایا وہ یہ کہ جب میں ام الخشب سے رات میں جنگل عبور کرتا چلا تو مجھ پر نیند اتنی غالب ہوئی کہ راستہ میں ہی سو گیا۔ صبح جب اٹھا تو دیکھا ایک شیر میرے سرہانے اور ایک پائینتی بیٹھا ہوا ہے۔ دیکھتے ہی تمام بدن لرز گیا اور ویسا کا ویسا ہی آنکھ بند کر کے پڑ گیا آخر میں نے سوچا کہ لیٹے لیٹے بھی یہ کھا جائیں گے اور بیٹھے بیٹھے بھی کب چھوڑیں گے، لہذا اٹھنا چاہیئے۔ میں اکڑ و بیٹھا ہوا اور اسی طرح اکڑ و رگسا رگستے رگستے دور نکل گیا۔ پھر اٹھ کر بھاگا۔ دو میل کے بعد مڑ کر دیکھا تو کچھ نہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے یہ جنگل کے محافظ من جانب اللہ اس کے لیئے رجال غیب سے آئے تھے۔ ہمارے رفقاء سفر نے ۶۲ روپیہ سے ان کی اعانت کی۔ اس کے بیان کا پورا پتہ یہ ہے ضلع ڈیرہ غازیخاں تحصیل ڈیرہ غازیخاں تھانہ باطل بستی حاجی شیر شاہ۔

۲۶ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ یکم دسمبر ۱۹۴۵ء۔ یوم شنبہ

رات خیریت سے گذری۔ مجھے نیند نہیں آئی آخر تسبیح لے کر بیٹھ گیا درود شریف پڑھتا رہا۔ پڑھتے پڑھتے کچھ نیند آئی کہ تہجد کے وقت آنکھ کھل گئی۔ گھڑی دیکھی تو ۱۰ بجے تھے۔ یہ جدہ ٹائم کے حساب سے رات کا پچھلا حصہ ہے۔ کل صبح زردہ پلاؤ کھانے میں دیا تھا۔ شام کو سالن مونگ کی دال

اچار خمیری روٹیاں تھیں۔ مگر مجھے بھوک نہ تھی اس وجہ میں نہ کھایا۔ آج صبح حلوہ اور خمیری روٹی کا ناشتہ آیا۔ چاء ہمراہ تھی اور کوئی نئی چیز قابل ذکر نہیں موسم میں خنکی آ گئے آج دوسرا روز ہے۔ یعنی جمعرات کے دن سے موسم بدل گیا ہے۔ دریائے قلزم گزر کر دریائے عدن بھی ختم ہو گیا۔ سقوطرہ بھی گیا۔ مگر اب بھی دریائی جوش معلوم ہوتا ہے۔ کیپٹن سے معلوم ہوا کہ ہوا سامنے کی ہے۔ جو جہاز کی رفتار کو بڑھنے نہیں دیتی۔ آج ۱۱½ بجے جدہ شام سے معلوم ہوا کہ جہاز نصف راہ عبور کر چکا ہے۔ کل راستہ بائیس سو ۲۲۰۰ میل کا ہے تو اب تک جہاز گیارہ سو ۱۱۰۰ میل تک آیا ہے۔ اس حساب سے خیال ہے کہ ہم شاید چہار شنبہ کو ہی پہنچ سکیں۔ اللہ مالک ہے۔

۲۷ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۲ دسمبر ۱۹۴۵ء یوم یکشنبہ

رات کی خنکی نسبتاً اور راتوں سے زاید تھی۔ سمندر میں پہلے سے طغیانی کم ہے۔ رات سے رفتار میں بھی کچھ زیادتی ہو گئی ہے۔ یعنی جہاں ۶ منٹ میں ایک میل چلتا تھا اب ۵ منٹ میں ایک میل چل رہا ہے اس حساب سے ایک گھنٹہ میں ۱۲ میل چلا جاتا ہے۔ اگر یہی رفتار رہی تو امید ہے کہ ۵ دسمبر کو ہی کراچی پہنچ جائیں۔ دریائی سفر میں اگرچہ بادبانی کشتیوں کے مقابلہ میں آگبوٹ اطمینان بخش چیز ہے مگر جب ہوا مخالف ہو جائے یا بحری طغیانی بڑھ جائے تو سوائے فضل الٰہی کسی کی پیش نہیں جاتی۔ اسی وجہ میں کتنی جہاز

کا کوئی کیپٹن اپنی کسی جگہ کی فائزی کی صحیح تاریخ مقرر کرنے سے قاصر ہے سوائے اس کے کہ اندازاً بتا دے گا کہ شاید ہم اتنے دن میں وہاں پہنچ جائیں۔ آج ہوا بھی معتدل ہے۔ وہ طوفانی ہوا رات سے کم ہو گئی ہے جس کی وجہ میں جہاز اپنی سپیڈ دکھانے سے مجبور تھا۔ اس وقت جدہ ٹائم کے پونے سات بجے ہیں۔ اس وقت جہاز کی رفتار بارہ میل فی گھنٹہ ہے۔ اور ہم دریائے بحرین سے گذر رہے ہیں۔ یہاں زندہ سیپ دریا میں تیرتے ہوئے پائے گئے۔ علامہ خرپوتی نے شرح قصیدہ بردہ میں لکھا ہے کہ صدف ایک جانور دریائی ہے۔ جب یہ کنوار کے مہینہ کی پہلی بارش میں سطح سمندر پر آتا ہے اور ابر نیساں برستا ہے تو یہ چند قطرہ لے کر دریائی تہ میں چلا جاتا ہے۔ اور مر جاتا ہے۔ وہ قطرات موتی بن کر پھر سیپ کے کھلتے ہیں۔ جو صدف دریا میں تیرتا ہوا دیکھا وہ مچھلی کی طرح تیرتا ہے۔ اور معلوم یہ ہوا کہ اس جانور کا سیپ درحقیقت اس طرح کا گھر ہے۔ جیسے کچھوے کا ہوتا ہے۔ کہ علیحدہ بھی ہے اور علیحدہ نہیں بھی ہے۔ اگر کچھوے کے اوپر کی ڈھال اتار لی جائے تو کچھوا مر جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس ڈھال کا تعلق اس کے جسم سے ہے۔ اسی طرح صدف مثل ڈھال کے ہے۔ اس میں جو جانور ہے وہ پیر نکال کر تیرتا ہے۔ یہ جانور سینکڑوں کی تعداد میں اس دریا کے اندر دیکھا گیا۔ اور سیپ کی اڑتی چڑیاں بھی دیکھی گئیں جو نہایت خوبصورت

جہاز کے آگے آگے اڑتی جاتی ہیں اور جب چاہتی ہیں سمندر کے اندر غائب ہو ہو جاتی ہیں۔ اس وقت ہوا بھی موافق ہے دریا بھی۔ مصر کے دریاؤں میں بڑا ہے۔ اس وقت جہاز کے کنارہ سے جب دیکھا جاتا ہے تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سمندر ایک سبز سینی ہے اور آسمان اس کے اوپر سرپوش ہے اور اس کے بیچ میں ہماری ایک چھوٹی سی دنیا آباد ہے۔ یہاں سے کراچی آٹھ سو بہتر میل دور ہے۔ اور فی گھنٹہ بارہ میل اس کی رفتار ہے۔ اس حساب سے دن بھر میں ۲۸۸ میل چلے گا اور رات دن میں ۲۸۸ میل تو منگل تک ۱۱۵۲ آٹھ سو چونسٹھ میل چلنا چاہیئے۔ اس حساب سے انشاء اللہ العزیز منگل کو شام کراچی کے دریا میں لنگر انداز ہوں گے۔ اور انشاء اللہ العزیز الکریم ثم شاء رسولہ الرؤف الرحیم بدھ کی صبح ساحل پر آکر اتر جائیں گے۔ والحمد للہ علی احسانہ واکرامہ وانعامہ وافضالہ والسلام علی حبیبہ وکریمہ۔

۲۸ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ - ۳ دسمبر ۱۹۴۵ء - دوشنبہ

آج کی رات بھی خنک گذری۔ رفتار بفضلہ جہاز کی اچھی رہی آج کی رپورٹ سے ظاہر ہوگا کہ کل سے آج کے ٹائم تک جہاز کتنے میل چلا۔ قبض شدید کی وجہ سے آج چار روز اجابت ہوئے ہو گئے۔ اور لطف یہ ہے کہ بھوک بدستور ہے۔ ثقل قطعاً نہیں۔ اس جہاز میں ۸ بیت الخلا ایک طرف اور ۸ دوسری طرف ہیں۔ اس حساب سے ۲۸ بیت الخلا ہیں اور دو غسلخانہ

ایک طرف اور ایک ایک طرف۔ اس حساب سے ۱۸ غسلخانہ ہیں۔ میٹھا پانی چوبیس گھنٹہ کھلا ہوا ہے چار پائپ ہیں جو حاجیوں کے لئے چار رخ لگے ہوئے ہیں۔ ۱۱ بجے جدہ ٹائم سے رپورٹ معلوم ہوئی۔ کہ کل سے اب تک جہاز ۲۴۸ میل گیا ہے۔ اس حساب سے تو شاید یہ بدھ کے روز بھی مشکل ہی سے پہنچے۔ بہر حال چل رہے ہیں۔ اور یوماً فیوماً کراچی سے قریب ہی ہوتے ہیں

۲۹ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۴ دسمبر ۱۹۴۵ء۔ سہ شنبہ

آج رات خنکی سے گذری۔ اعضا شکنی کی وجہ میں مجھے قریب قریب تمام رات بیداری میں گذارنی پڑی۔ آج دوپہر چھ سات بجے جدہ ٹائم کے معلوم ہوگا کہ کل سے اب تک جہاز کتنا چلا۔ آج کی روزانہ رپورٹ سے ظاہر ہوا جو مجموعہ اخبارات کا خلاصہ روزانہ جہاز میں لگاتے ہیں کہ آج کراچی ٹائم کے ایک بجے رضوانی کراچی کے ساحل پر لگ جائے گا۔ اور کل شام تک انگلستان پہنچ کر پرسوں پنجشنبہ کے روز صبح کسی وقت ساحل پر پہنچے گا اور ۹ دسمبر کو اکبر کراچی پہنچے گا۔ ہمارے تار۔ جہاں جہاں بھیجے ہیں پہنچ چکے ہونگے عدن سے میں نے ایک تار کراچی صدر مولانا ظہور الحسن صاحب درس کے نام اور ایک تار نسیم کولڈ کی معرفت خلیل احمد کے نام روانہ کیا ہے۔ امید قوی ہے کہ یہ دونوں تار پہنچ چکے ہونگے۔ اب دریائے سقوطرہ کل ختم ہو جائے گا بنارس کے سوداگر چودھری دین محمد صاحب شبیر گنج بنارس میوہ جات کے سوداگر

میرے پاس ہی مقیم ہیں۔ ان کے ذریعہ مولانا خلیل داس صاحب کو بنارس چٹھی دیدی ہے۔ تاکہ کم از کم اس ملاقات سے ایک پرانے ملنے والوں سے تازہ تعارف ہو جائے۔

۳۰ ذوالحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۵ دسمبر ۱۹۴۵ء چہارشنبہ

آج رات بھی مجھے بوجہ اعضا شکنی نیند کم آئی۔ بے چینی بہت رہی۔ رات میں ہوا ٹھنڈی تھی۔ آج رات بعد مغرب یعنی جدہ ٹائم کے بارہ بجے جہاز کراچی پہنچے گا۔ بہرحال کل ۸ بجے اترنا ہوگا۔ مگر لوگ آج ہی سے سامان درست کرنے میں مشغول ہیں۔ اور ایک قسم کی چہل پہل ہے ایک دوسرے سے ملنے آرہے اور کراچی ریل کے سفر کی بابت مشورے کر رہے ہیں۔ ہماری پارٹی کا یہ فیصلہ ہے کہ کراچی اتر کر جو لوگ لاہور سے استقبالی آئے ہونگے۔ ان کے سپرد تمام سامان کرکے یہ خدمت ان کے سپرد کی جائے گی کہ وہ سامان بک کرائیں اور سیکنڈ فرسٹ کلاس کی سیٹیں ریزرو کرائیں اور ہم لوگ سیدھے ہوا بندر کی سیر کرآئیں اور واپسی پر سیدھے اسٹیشن پہنچ کر روانہ ہو جائیں۔ روانگی سے قبل لاہور ایکسپریس تار کے ذریعہ اطلاع دے دیں۔ کہ کل جمعہ کو ۶ بجے ہم پہنچ رہے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کسٹم وغیرہ میں دیر ہو جانے کی وجہ سے آج روانگی نہ ہو سکے تو شب رائل ہوٹل میں گذاری جائے اور صبح سندھ ایکسپریس سے سیٹ ریزرو کرالی جائیں

بہر حال کراچی اتر کر ہی سارا فیصلہ قطعی ہو گا۔

مولوی مظہر اللہ صاحب اور قاری زین العابدین امام مسجد پہاڑ گنج کا یہ خیال ہے کہ جو جو ان کے ساتھ دہلی جائیں وہ سب ٹکٹ کا روپیہ دے دیں تاکہ ایک شخص اسٹیشن جاکر سیٹیں ریزرو کرا لے۔ چنانچہ وہ روپیہ جمع کر رہے ہیں۔ ہمیں اپنی پارٹی سے روپیہ جمع کرنا تو ہے نہیں۔ ایک شخص خرچ کر کے بعد میں سب سے محاسبہ کر سکتا ہے۔

کل چاند دیکھنے کے لئے خاص طور پر میں نے میاں احمد بخش حاجی غلام محمد محمد طفیل صاحب نے نماز مغرب جہاز کے اوپر کے حصہ پر ادا کی جہاں سے غروب شمس واضح طور پر نظر آیا اور طلوع قمر ظاہر نہ ہوا۔ جس کی بنا پر یقیناً کہا جا سکتا ہے کہ کل چاند نہیں ہوا آج انتیس ہے یا تیس۔ آج چاند دیکھنا ہے۔

آج صبح ریڈیو رپورٹ سے اطلاع ملی کہ کراچی کے مضافات میں سو میل کے فاصلہ پر اتنا شدید زلزلہ آیا کہ چار ہزار آدمی ہلاک اور چالیس ہزار بے خانماں و برباد ہو گئے۔ آج مغرب بعد سے کافی دیر تک چاند دیکھا لیکن نظر نہ آیا۔ اس سے اختلاف مطالع کا ثبوت ملا کہ جدہ میں یقیناً آج ۳۰ ہے اور ہندوستان میں آج ۲۹ ہے۔ دوسرے دہلی کی اطلاعات

سے پتہ چلا کہ عید الضحیٰ جمعہ کی ہوئی اب یہاں سے ساحل تقریباً پچیس تیس میل دور ہے۔ آج قریب قریب دن بھر میں جہاز کے اگلے حصہ میں اوپر رہا۔ عجیب عجیب مناظر کا مشاہدہ ہوا۔ ایک حصہ آیا جس میں مچھلیاں سبز رنگ کی گھوڑے کے برابر اور ان سے چھوٹی چاروں طرف سے نہایت تیز آئیں اور اچھل اچھل کر جہاز کے ساتھ تین تین چار میل خوب چلیں ان مچھلیوں کا رنگ نیچے سے سبز اوپر سیاہی مائل کاہی رنگ تھا پھر ایک حصہ دریا کا آیا جس میں نہایت خوبصورت سانپوں کی دنیا آباد تھی۔ پرسوں شب ایک جوڑہ عجیب مچھلی کا دیکھا گیا۔ جو چھ سات فٹ لمبی تھی اور منہ سے اس کے اتنی تیز روشنی نکلتی تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ٹارچ دریا میں روشن ہے۔ ابھی ابھی وائرلیس سے اطلاع ملی ہے کہ دہلی والوں کے لئے دایا سمہ سٹہ اسپیشل گودھی پر ملے گی جو انہیں بخط مستقیم دہلی پہنچائیگی اس خبر نے دہلی بنارس والوں کے اندر ایک تازہ مسرت کی لہر دوڑا دی ہے اور خوب چہل پہل ہو رہی ہے۔ ابھی تک منورہ کی لائٹ نظر نہیں آئی۔ وہ خلاصی جو جہاز کی نوک پر کھڑا پکارتا رہتا ہے "ہم کھوب دیکھتا ہے" اس سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ پانچ میل کے فاصلہ سے بتی نظر آئے گی۔ اس سے معلوم کیا کہ تم یہاں سے کیا دیکھتے رہتے ہو۔ اس نے کہا جہاز یا دبانی کشتی وغیرہ تاکہ بیخبری میں جہاز سے ٹکرا کر ٹوٹ نہ جائے۔ رات

بھر میں دو دو گھنٹہ کی ڈیوٹی چار آدمی دیتے ہیں۔ ہمارا جہاز شب کو ۱۲ بجے تقریباً کراچی ٹائم سے منورہ کے قریب جاکر ٹھہر گیا ہمارے جہاز کے کیپٹن اور بندر والوں کے مابین ٹارچ کے ساتھ خوب باتیں ہوتی رہیں۔ آخر معلوم ہوا کہ پائیلٹ اس وقت نہیں آتا صبح آئے گا۔ یہ قانون معلوم ہوا کہ ہر بندر کے اندر جہاز پائلٹ کے بغیر پاس نہیں ہو سکتا۔ جس طرح جدہ میں پائلٹ نے پاس کیا تھا۔ اسی طرح عدن میں اور اسی طرح کراچی میں

یکم محرم الحرام ۱۳۶۵ھ۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۴۵ء۔ پنجشنبہ

رات بھر جہاز کراچی کی بتیاں دکھاتا رہا۔ اور ہم دیکھتے رہے پھر کچھ سو گئے۔ صبح نماز فجر سے فارغ ہو کر پھر اوپر گئے تقریباً ۱۱ بجے جدہ ٹائم پر پائلٹ آیا۔ اور ایک گھنٹہ دوربین سے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر جہاز گودھی کو چلا آخر سوا دو بجے جدہ ٹائم پر ہم جہاز سے اترے۔

آبِئُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

پڑھتے ہوئے نیچے آئے۔ جہاز میں ہی معلوم ہو گیا تھا کہ محمد الدین عرف منا ایران سے آیا ہوا ہے۔ اور ابھی وہ یہ معلوم کر کے کہ میں اس جہاز میں ہوں مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ کہ اتنے میں علیک سلیک تو ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد جب جہاز پر زینہ لگ گیا تو سب سے پہلے منا اوپر آیا اور خوب ملا۔ معانقہ میں بہت رویا آخر معلوم ہوا کہ وہ ابھی بمبئی جائے گا وہاں سے

انشاء اللہ بدھ تک لاہور پہنچے گا۔ تار کے ذریعہ اس نے بابو سراج کو اطلاع دے دی ہے کہ میں آگیا ہوں۔ اور بمبئی جا رہا ہوں دوسرے تار کا وعدہ کیا ہے کہ بوقت روانگی بمبئی سے تار دوں گا۔ خدا کا شکر ادا کیا۔ سامان اتارا کہ اتنے میں مولوی مظہر اللہ صاحب مل گئے۔ تمام سفر میں علیحدہ علیحدہ رہنے کا شکوہ کیا۔ میں نے معقول عذر و معذرت کر دی بالآخر وہ اسپیشل سے اسی وقت سوار ہو گئے۔ یہ اسپیشل ۱۰ بجے کراچی سے روانہ ہو کر کل شام تک دہلی پہنچے گی۔ اب ہماری سنئے کہ کسٹم والوں نے سامان دیکھا اس پر دستخط کئے۔ ابھی ہماری کھجوریں زمزم وغیرہ جہاز سے نہیں اترے ہیں۔ اس وجہ میں ہم بندر پر ہی مقیم ہیں۔ اب کراچی ٹائم کا پون بجا ہے۔ ایک تار لاہور بابو امین نے اپنے کراچی اترنے کا دے دیا ہے ارادہ ہے کہ کل صبح سندھ ایکسپریس سے روانہ ہو جائیں اور آج سب جگہ تار دیدیں۔ میں نے ایک تار سید صاحب کو ایک بابو سراج کو ایک خلیل کو ایک قاری محمد طفیل کو ایک کاکا کو دے دی ہے۔ کہ میں سندھ ایکسپریس سے روانہ ہو کر مغرب کو ۱۲ بجے لاہور پہنچ رہا ہوں۔

جہاز سے اتر کر سب میں بڑا سخت مرحلہ کسٹم کا نظر آیا۔ ایک ایک بستر اور سوٹ کیس کھولے گئے۔ تمام سامان الٹ پلٹ کیا گیا۔ حتیٰ کہ بابو امین صاحب نے کچھ ریشمی جاپانی کپڑا خرید اتھا۔ تلاشی لیتے ہوئے

اس کپڑے کا کسٹم چالیس روپیہ وصول کر لیا۔ اور یہ رقم بھی بڑا لحاظ کرتے ہوئے وصول کی۔ ردوقدح کے بعد معلوم ہوا کہ جاپانی ریشمی کپڑا خواہ ایک گز ہی کیوں نہ لایا جائے اس کا کسٹم کافی سے زیادہ وصول کیا جاتا ہے لہذا حجاج کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ رومال جاء نماز لائیں تسبیح لائیں کھجور زمزم لائیں مگر کپڑا ہرگز ہرگز نہ لائیں۔ کہ ان کی کسٹم ڈیوٹی بہت سخت ہے مختصر یہ کہ تقریباً ۱½ بجے کراچی ٹائم سے ہم نے اس مرحلہ سے نجات پائی اور لاری میں تمام سامان بار کر کے خان بہادر محمد الدین صاحب کی کوٹھی پر آئے۔ اب فہرست ٹکٹوں کی بنا کر اسٹیشن پر جانا ہے۔ تاکہ سامان ٹکٹوں پر بک کرا لیا جائے اور کل صبح بخیریت ۷ بجے کی سندھ ایکسپریس سے لاہور روانہ ہو جائیں۔

کراچی لاہور سے جو جماعت استقبالیہ آئی اس کی فہرست یہ ہے:

(۱) میاں کریم بخش صاحب (۲) مستری عبدالحق صاحب انجینیر تسبیم فیکٹری (۴) نوران شاہ صاحب رئیس کراچی (۵) حافظ محمد علی صاحب قصوری (۶) حافظ محمد اشرف صاحب (۷) محمد صدیق صاحب (۸) مستری محمد حسین صاحب فیروزپور چھاؤنی (۹) الطاف حسین صاحب ابن احمد بخش صاحب (۱۰) عبدالرشید صاحب (۱۱) میاں فضل دین صاحب (۱۲) حاجی فتح محمد صاحب (۱۳) ظہور دین صاحب (۱۴) میاں چنن دین صاحب (۱۵) محمد دین صاحب

(۱۶) الہ دین صاحب (۱۷) غلام محی الدین صاحب (۱۸) الٰہی بخش صاحب
(۱۹) محمد طفیل صاحب (۲۰) غلام حیدر صاحب (۲۱) محمد رفیق صاحب (۲۲) دین محمد صاحب

میاں کریم بخش صاحب نے معانقہ کے بعد وہ پالوں کی ڈبیا پالوں سے بھری ہوئی پیش کی۔ جو جاتی دفعہ آتش نے وکٹوریا میں گم کردی تھی اس کے ملنے کا قصہ یوں ظاہر ہوا کہ وکٹوریا والا اس ڈبیا کو مولانا ظہور الحسن صاحب درس کے یہاں پہنچا گیا انہوں نے یہ ڈبیہ خان بہادر صاحب کو پہنچادی۔ خان بہادر صاحب نے میاں کریم بخش صاحب کو پہنچا دی اور انہوں نے حق بحقدار رسید کا مضمون پورا کردیا والحمد للہ۔

چونکہ محمد الدین عرف منا کا جہاز ۳½ بجے بمبئی روانہ ہو رہا تھا۔ وہ مجھ سے گودی پر ہی رخصت ہو کر جہاز میں چلے گئے۔ اب انشاء اللہ چہار شنبہ تک وہ بھی لاہور آجائیں گے۔

۲ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ - ۷ دسمبر ۱۹۴۵ء جمعہ

بموجب تجویز آج صبح سندھ ایکسپریس سے لاہور روانہ ہونے کے لئے ہم لوگ چار بجے شب سے ہی اٹھ بیٹھے اور لاری میں تمام سامان شروع شب سے ہی یار کردیا تھا۔ اور وہ رات بھر کوٹھی خان بہادر پر ہی کھڑی رہی۔ صبح بہت سے لوگ سامان کے ساتھ اسٹیشن روانہ ہوگئے اور کچھ لوگ بقیہ بستر بے باندھ کر اس کے واپس آنے کے انتظار میں بیٹھے

تھے کہ لاری دوبارہ آگئی اور سب کو اسٹیشن پہنچا دیا۔ سامان ہمارا اس قدر زائد اور فراواں ہے کہ باوجود چالیس ٹکٹوں کے پھر بھی محصول دینا پڑا۔ آج فجر کی نماز اسٹیشن پر پڑھی اور ساڑھے سات بجے صبح ایکسپریس روانہ ہوا۔ تھوڑی دیر میں چھاؤنی کراچی کا اسٹیشن آیا اور وہاں سے ڈگرو آگیا یہ کراچی کی ملٹری اور ہوائی جہازوں کا بہت بڑا اڈہ ہے۔ یہاں ہوائی جہاز اور فوجی سامان بے انتہا ہے۔ ہزارہا خیمے اور بارکیں بنی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد چار اسٹیشن چھوڑے پھر وینچی پر آکر ٹھہری اور دس منٹ ٹھہر کر چلی۔ دو تین اسٹیشنوں کے بعد جمعہ پیر اسٹیشن آیا یہاں خوانچہ والوں کے پاس مچھی مرغی تلی ہوئی تھی علاوہ اس کے پوری کچوری مٹھائی سب کچھ تھا۔ یہاں سے ریگستانی پہاڑ شروع ہیں۔ پھر ملیگ اسٹیشن آیا یہاں صحت گھر اسٹیشن کے پاس ہی بنا ہوا ہے جو مسافروں کے واسطے قائم ہے۔ اس کے بعد اسٹیشن کوتری آیا یہاں پہاڑ بسکٹ اور کھانے کی تمام چیزیں ہوتی ہیں۔ اس سے جب گاڑی چلی تو دریائے سندھ کا پل آیا اس کے بعد حیدر آباد سندھ آیا۔ یہاں سواریوں کا رش کچھ زیادہ تھا۔ بہرحال اس بار اسٹیشنوں پر ایسا اژدہام نظر نہیں آیا جیسا کہ ہوا کرتا تھا۔ ہماری گاڑی ڈیٹ ہوگئی۔ خانیوال میں لوگ آگئے انہوں نے پریشانی سے ہماری توضیح کی۔ اسی طرح ایک اسٹیشن پر ہار پھولوں

کے ساتھ استقبال ہوا۔ رائے ونڈ کے اسٹیشن پر حاجی اللہ دتہ اثر لئے
اس لیئے کہ انہیں قصور جانا تھا۔ پتوکی کے اسٹیشن پر ان کے کارخانہ
والے چائے لے کر آ گئے

مختصر یہ کہ یہ ہمارا سفر دن کے دو بجے اس طرح ختم ہوا کہ گاڑی لاہور
اسٹیشن پر بجائے ۱۲½ پہنچنے کے ۲½ بجے پہنچی۔ اترنے کے بعد استقبالیوں
کا اس قدر ہجوم تھا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرے رفقاء سفر کہاں رہے
ہاروں کا یہ حال کہ گردن وزن سے ٹوٹنے لگی۔ اور وہ اتار لئے گئے
فواکہات کے ہاروں کی علیحدہ ایک شان تھی۔ اسٹیشن پر شیخ نثار احمد
صاحب کار لے کر آ گئے لیکن لوگوں نے مجھے کار میں بیٹھنے نہ دیا اور
ہجوم کی معیت میں پا پیادہ چلا۔ اول حضرت والد قبلہ کے مزار پر انوار
پر حاضر ہوا پھر حضرت سید صوف رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں سلام کیا پھر
مسجد وزیر خاں پہنچا یہاں حضرت میراں صاحب کی حاضری دے کر
گھر آیا۔ سب کو بخیر پایا۔ یہاں بھی محبین کا تانتا بندھا رہا حتیٰ کہ کھانا
دوپہر کا نہ کھا سکا صرف چائے پر قناعت کی اور اب عشا کے بعد لوگوں
سے رخصت ہو کر لوٹے گیارہ بجے شب کھانا کھا رہا ہوں ؎

؎ والحمد للہ علیٰ احسانہ ؎

مسجد وزیر خاں سے قیام گاہ کی طرف روانہ ہوتے ہوئے محبی بابو سراج دین صاحب نے کہا کہ میرے گھر میں بوجہ گرجانے کے ابھی تک بیمار ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ مکان کے سامنے سے گذریں تاکہ میں بھی دیکھ لوں۔ ایک محب مخلص کی درخواست مسترد کرنا اگر ظلم نہ تھا تو احسان فراموشی ضرور تھی۔ بموجب درخواست ان کے مکان کے سامنے سے گذرا۔ اہل محلہ نے ہار پھول کے ساتھ مزید تواضع کی۔ مکان پر آیا اوپر سے ان کی عورتوں نے نچھاور کی اور کشتی میں صافہ پھل پھول ہار بھیجے وہ قبول کرتا ہوا قیام گاہ پر آیا۔ یہ تاریخ ۳ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ تھی۔

جس روز لاہور آکر گاڑی سے اترا۔ مکان پر آتے آتے ہار پھول اتنے ہو گئے تھے کہ مجھے چلنے میں راستہ نظر نہ آتا تھا۔ محبی مستری فضل دین میرے ساتھ ساتھ تھے جب مکان پر آیا تو مستری صاحب نے نہ معلوم کتنی ریزگاری سے پھر فقرا پر نچھاور کی۔ جزاہم اللہ عنا خیر الجزا۔

پھر نیچے مطب میں آیا تو احباب اور ہار پھول لے کر آگئے دعائیں ہوتی رہیں پھر محبی یار محمد صاحب نقشبندی نے پہلے یہ تاریخی قطعہ پیش کیا جو نقل کرتا ہوں

قاصد ختم الرسل ۱۳۶۵ھ

زائر کوئے محمد احمد و بیت خدا　　نائب خیر الامم اھلاً وسہلاً مرحبا

اس شعر میں نائب کا ہمزہ ساقط کر دینے پر ۱۳۶۵ھ برآمد ہوتا ہے۔ پھر یہ اشعار سنائے۔

گلہائے عقیدت بہ تقریب

تشریف آوری

حضرت مخدومی مدظلہ

(از حقیر فقیر ڈاکٹر ... یار محمد نقشبندی)

شاد باش و شاد زی اے امت خیر الوریٰ
زائر حرمین سویت مہمان آید ہمے

آب راوی موجزن شو بر کنار تو چنیں
سید و سالار ہم با کارواں آید ہمے

چشمہائے پنج آب از پنجۂ بدر الدجیٰ
بہر سیرابی جملہ تشنگاں آید ہمے

دیدۂ دیدار روشن گشت در خلد بریں
ہمچو یوسف بیگماں سوئے کنعاں آید ہمے

ایں شمیم است یا نسیم روضۂ دار السلام
یا محمد احمد شیریں بیاں آید ہمے

نیست جز لفظ مبارک بر زباں خورد و کلاں
قاصد ختم الرسل با عز و شاں آید ہمے

سال حج بیت گفتہ نقشبندی از خلوص
آفتاب علم و عرفاں در جہاں آید ہمے

۱۳۶۴ھ



خیر مقدم

(از عقیدت کیشانِ دربارِ رضوی فدائی یار محمد نقشبندی)

باز آمد سرو سوئے بوستان — زینت باغ ارم اھلاً وسھلاً مرحبا

عندلیباں نغمہ زن اندر جناں — قمریاں گویند ہم " " "

طائرانِ قدس ہم رطب اللساں — نغمہ سنجاں دمبدم " " "

سید والانوار جان و عظمت و رفتگاں — شوکت دارا و جم " " "

نور چشم مرتضیٰ فرح قلوب مومنان — راحت جان و دلم " " "

کاشف اسرار دین مصطفےٰ — واقف لوح و قلم " " "

مفتی احکام شرع حضرت خیر الوریٰ — ناشر جاد و رقم " " "

عالم جزوے بہندوستان نیست — فاضل والا حشم " " "

نقشبندی پیش کردہ سیرت عالیجناب — از برائے محترم " " "

زائر کوئے محمد احمد و بیت خدا

نائب خیر الامم اھلاً وسھلاً مرحبا

۱۳۶۵



پھر مولانا ضیاء الدین صاحب مفتی ریاست پونچھ تشریف لائے اور انہوں نے تاریخی قطعہ پیش کیا وہو ہذا

خیر مقدم دریاب مراجعت از حرمین الشریفین زادھما اللہ شرفا وقدرا بحضرت الحاج مولانا ابوالحسنات حکیم سید محمد احمد صاحب مدظلہ خطیب جامع نواب وزیر خاں مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعالے اللہ زدید کعبۃ اللہ ۔ زلطف سرمدی الحمد للہ

مشرف شد ابوالحسنات اکنوں ۔ منور شد دلش کز فضل اللہ

دلش شد مستنیر از نور احمد ۔ حصولش مدعا نصر من اللہ

زدید گنبد خضرا بلا شک ۔ قرینش شد زبطحی رحمۃ للہ

زنعمتہاء گوناگوں افضل ۔ خوشا دیدار بطحی نعمت اللہ

بہ زیر آسماں برہان حق ہست ۔ دیار مصطفےٰ واللہ باللہ

بریں تقریر نیکو شاملش باد ۔ ہزاراں تہنیت از لطف اللہ

زسال حج بیت اللہ ضیاء گفت

باد پرتو فگن شد نور اللہ

۱۳۶۴ھ

محبی مولانا غلام الدین صاحب ۔ مولانا احمد علی شمیم ۔ مولانا سلیم اللہ وغیرہ بھی پھول پھل اور ہاروں کے ساتھ تشریف لائے ۔ مولانا محبوب عالم صاحب بھی ہدیہ متبرکہ فواکہات کا لائے ۔ پھر محب گرامی مولانا غلام دستگیر نامی نے بھی یہ قطعہ پیش فرمایا ۔

تاریخ مشرف شدن از ثواب حج و زیارت مولانا ابوالحسنات خطیب مسجد وزیر خاں لاہور

چوں محمد احمدِ دیدار شاہ — گشت از حج و زیارت شاد کام
بہرِ سالِ ایں شرف - باحترام — گفت ناجی - حاجیٔ بیت الحرام

از ابوالفضل غلام دستگیر نامی ۶۵۰ + ۷۱۴ = ۱۳۶۴ھ

جن کو ثواب حج و زیارت ہوا نصیب — ان کا محمد احمدِ دیدار نام ہے
تاریخ اس شرف کی جو پوچھیں تو نامیاؔ — باحترام حاجیٔ بیت الحرام ہے

۱۳۶۴ھ

اس کے بعد دعوتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پہلی دعوت بابو سراج دین صاحب کے یہاں ہوئی دوسری دعوت محبی بابو عبدالرحمٰن صاحب کے یہاں گڑھی شاہو میں ہوئی تیسری دعوت محبی مستری فضل دین صاحب کے یہاں ہوئی۔ چوتھی دعوت میاں محمد رفیق صاحب نے کی پانچویں دعوت عبدالرحیم خانصاحب چھٹی دعوت میاں سلام دین کے یہاں ہوئی اور ابھی آگے کی خبر نہیں۔ اس کے بعد روزانہ ایک ایک دعوت ہوتی رہی۔ محبی خان صاحب عبدالرحیم خاں اور محبی نذیر خاں صاحب سابق نائب تحصیلدار چودھری عبدالکریم صاحب آنریری مجسٹریٹ وغیرہ وغیرہ کی دعوتیں ہوتے ہوتے ایک ماہ سے زاید گذر گیا۔ محبی یار محمد صاحب کی مخلصانہ دعوت ضرور قابل ذکر ہے کہ انہوں نے چاد پیسٹری مکان پر ہی لاکر بسم دعوت بلا تکلف ادا فرمائی اسکے بعد مولانا سید منور علیصاحب نے معہ زنانہ مکان پر دعوت فرمائی

اعتذار از جانب مؤلف

مجھے رفیق السفر کی اس پہلی طباعت کی خامیوں کا اعتراف ہے لیکن میری مشکلات کا

توازن فرماتے ہوئے مجھے یقین واثق ہے کہ ناظرین رفیق السفر مجھے معذور تصور فرمائینگے اول تو کاپی نویس کی تلاش نے مجھے پریشان کردیا۔ ایک بزرگوار ملے بھی تو انہوں نے سب کچھ وعدہ کرکے مجھے عین وقت پر صاف جواب دے دیا کہ میں نہیں لکھ سکتا باآنکہ انہوں نے اول مجھ سے موثق وعدہ کرلیا تھا۔ دوسرے کاغذ نہ ملا آخر اخبار تعلیم کو اس کی طباعت دی تو کاغذ ملا پھر پریس والوں سے درخواستیں کیں تو سب نے جواب دیدیا کہ رمضان شریف کے بعد ہم چھاپ سکتے ہیں۔ اس سے پہلے ہمیں فرصت نہیں آخر پابند صاحب کی ہی نگرانی میں اس کی طباعت کا انتظام ہوا۔ کاپی نویس جو بھی میسر آیا میں سمجھتا ہوں کہ اس کا بروقت کام کردینا میرے لئے ایسے حول میں معتنات سے تھا اور میں ان کی اس ہمدردی کا مشکور ہوں۔ ان تمام امور کے پیش نظر جو جو سقم پہلی طبا میں رہ گئے ہیں انشاءاللہ طبا ثانی میں اس کی تلافی کی جائیگی۔ اور طبع ثانی انشاءاللہ نہایت آب و تاب سے کرایا جائیگا اب میں رفیق السفر کے لئے ایک تاریخی قطعہ پیش کرکے آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اسکی ہدایات و رفاقت سفر سے جو جو مفاد مسافرین حجاز حاصل فرمائیں اس میں میرے لئے دعا بھی ضرور فرمائیں اور خاص دعا یہ ہے کہ مجھ جیسے میہ کار کو سرکار اپنی جوار ہی میں بلالیں تاکہ آخرت کی ص

قطعہ تاریخ از مؤلف غفرلہ

چلوں سر کے بل سوئے خیر البشر — یہی راہ ایماں ہے بے خطر
ہوا راحلہ جب مکمل تو پھر ؟ — ہوئی فکر تاریخ کی سر بسر

پکارا یہ ہاتف زیاب زیاد
رفیق السفر ہے رفیق السفر

۱۳۳۷
۲۷
۱۳۶۴ھ

(مطبوعہ انڈین پرنٹنگ ورکس کچہری روڈ لاہور)